اسلام علیکم !

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا

تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

https://www.zubinovelszone.com

https://www.zubinovelszone.in

آن لائن ویب سائٹ آپکو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں

وہاٹسپپ پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

0344 4499420

https://www.facebook.com/Zubi.Novels.Zone.10

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone

WhatsApp Channel Link

Channel Join Now

باکس میں موجود ناولز یا کیٹیگری والے ناولز پڑھنے کے لئے ناول نام یا کیٹیگری نام پر کلک کریں

Famous Youtube Novels

Novel Name : Yaar E Sitamgar

Lams E Junoon By Zoya Ali Shah

Dedar E Yaar By Gumnam Larki

Shehr E Dil Novel By Kitab Chehra

Wajib E Ishq Novel By Gumnam Larki

Dastane Rooh E Basil By Saleha Iqbal

Yaar Yaaron Se Ho Na Juda Novel Season 3

Qarar E Mann Romantic Novel By Zara Hayat

Atish E Ishq An American Monster By Saleha Iqbal

Novels Categories

Web Special

Short Novels

Long Novels

Digest Novels

Romantic Novels

Facebook Novels

Ebook Novels PDF

Youtube Novels PDF

مکمل ناول

ماہ پارہ

زنیرہ بانو

' ایلیٹ '

"ماہ پارہ اسد؟؟؟"

ڈیسک کے اس پار بیٹھی عورت نے تعجب سے سر اٹھایا۔

"اس عورت کے لیے آئے ہیں آپ؟"

ڈیسک کے اس طرف کھڑے آدمی نے محض سر ہلایا۔ عورت نے اسے سر تا پیر اسے دیکھا۔

کیانام بتایااپنا؟"عورت مشکوک تھی۔"

احد مرزا۔"اس کالہجہ معتدل تھا۔بازوپشت پر بندھے تھے۔پھراس نے"

:دہرایا

"ڈاکٹراحد مرزا۔"

دیکھیں ڈاکٹر صاحب۔۔۔"عورت نے تحمل سے کہا:"پچھلے تین مہینوں"
میں چھے سائیکیٹرسٹ اس عورت سے کچھ بھی اگلوانے میں عاجزرہے ہیں۔

"وہ تونِری پاگل ہے۔

یہ پاگلوں کا ہسپتال ہے۔"ڈاکٹر کالہجہ سپاٹ تھا:"یہاں پاگل نہیں ہوں"
"گے تواور کون ہوں گے۔

"پروہ عورت تو۔۔۔"

میں ان کی فیملی سے اجازت لے کران سے ملنے آیاہوں۔انچارج سے بھی"
بات ہوچکی ہے۔ماہ پارااسد۔۔۔دو گھنٹے۔۔۔آج اور کل اور ہر آنے والے

دن، ملاقات کا یہی وقت رہے گا۔انہیں باہر لایئے،ابھی اسی وقت۔۔۔"
خشک لہجے میں کہا گیا۔عورت چپکی رہ گئی۔

یونیورسٹی کا آڈیٹوریم مچھلی بازار زیادہ لگ رہا تھا۔اسے اتنے لوگوں میں کوفت ہوئی۔گھر میں ابا،اماں، بڑی باجی اور چھوٹے ماحن کے سوااور ہوتا ہی کون تھا۔سکول میں لڑکیوں کی تعداد تھوڑی تھی، کالج میں بھی جیسے تیسے گزارا کیا، لیکن یہاں تو بے حساب لڑکیاں، چنکی منکی، پنکی۔۔ایک سے بڑھ کر ایک اسٹائلش، منہ ڈھکنے کی ضرورت نہیں، دوپٹہ لینے کا یہاں رواج نہیں ہے۔

"یہ بڑی ایلیٹ کلاس ہے۔"

کاں اسے کمتری کا شدید احساس ہوا۔لڑکیاں اگر بکواس کریں گی تو وہ ان کو تو بے نقط سنا بھی دے لیکن یہاں لڑکے بھی تھے۔چھوٹے موٹے، لمبے ٹھگنے سب۔ایک شکل سے ہی پینڈو، دوسرا ڈیوڈ بیکھم کا چھوٹا بھائی۔۔۔یہ زرد

رنگت کا بھائی شاید منکر نکیر کو حساب دے کر آیا ہے، اس گوری چمڑی نے جانے منہ پر دہی کیوں جمار کھا ہے۔

بوائے فرینڈز ہیں، گرل فرینڈز ہیں۔۔۔

وہ مڈل کلاس گھرانے کی کم گو لڑکی سر جھکانے کے سوا کچھ نہیں کر سکی۔

انیتس تیس سالہ عورت بیڈ پر اوندھے منہ لیٹی تھی۔ آنکھوں میں ہلکے تھے، گھنگریالے سیاہ بال بکھرے تھے۔

"ماہ پارہ۔"

عورت قریب آگئی۔ نیلی آنکھوں والا انیس سالہ لڑکا اسی بیڈ پر پر ٹکا ماہ پارا کو بغور دیکھ رہا تھا۔ منہ کھلا تھا، آنکھیں بھینگی تھیں، نقوش مبہم تھے۔ غالباً اسے کوئی ذہنی بیماری تھی۔ (ڈاؤن سنڈروم)۔ عورت کو دیکھ کر بیڈ سے ہٹ گیا۔

"ماہ پارہ۔"

عورت نے لڑکی کا کندھا ہلایا۔ ماہ پارہ نے کوئی تاثر نہ دیا۔

"نیاڈاکٹر آیاہے۔"

پرانامر گیا؟"ماہ پارہ بولی۔چونکی نہیں۔"

مرانہیں، تجھ سے ڈر گیا۔ناخن مار مار کراس کی ساری کھال تونوچ دی تھی"

تونے۔۔۔"عورت نے لہجہ معتدل ہی رکھا۔

:مجھے بھوک لگی ہے۔شاید اس بار۔۔۔"ماہ پارہ اسی پہلو میں لیٹی کہتی رہی"

"میں ڈاکٹر کا کان کاٹ لوں گی۔"

:آدم خورنی۔"عورت نے ایک جانب تھوکا"

"اٹھ چل، باہر آ۔"

ماہ پارہ کی آنکھوں میں اندھیر نگری بسی تھی۔چہرے کے تاثرات مبہم سے تھے۔سر اٹھا کراس نے دیوار میں نصب کیمرے میں دیکھا۔دوسری طرف باہر ٹو-سیٹر ٹیبل کے ایک جانب احد مرزا نے آنکھیں آئی پوڈ پر جمار کھی تھیں۔اسکرین میں ماہ پارہ بستر سے اٹھ گئی۔

"ویسے اسے یونیورسٹی پڑھنے کی ضرورت نہیں تھی۔"

تائی نے ناک بھویں چڑھائی۔ برہان نے بھی ہاں میں ہاں ملائی۔

پتا ہے ناں یونیورسٹی کے رنگوں کا۔ لڑکیوں کی تو بس جلد سے جلد شادی"

" ہونی چاہیے۔

تائی دوبارہ بولیں۔

اسے گریجوایشن تو کرنے دیں تائی۔ شادی بھی ہو جائے گی۔" جواب ماہین"

نے دیا۔ بڑی بہن ہونے کے ناتے وہ ماحن اور ماہ پارا کی ماں ہی تھی۔" لیکن

لڑکوں کے ساتھ پڑھنا، ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا۔۔۔" تائی دقیانوسی خیالات

: میں پھنسی تھیں

"دو دن میں تیری لاڈو کے پر نہ لگیں تو میرا نام بدل دیئں۔"

اچھا ہے ناں کہ اسے پر لگ جائیں۔" ماہین نے کہا نہیں، دل ہی دل میں"

: سوچا

اپنی اڑان بھرے، اپنے زندگی خود بنائے۔ میری ایف اے کے بعد ہی اگر" شادی ہوئی تو کونسا سکھ پالیا میں نے۔ خاندان کی مرضی تھی، تائی کی مرضی تھی۔ سوچا اسی میں بہتری ہو گی لیکن آج تک برہان نے ملازمہ کے علاوہ مجھے کیا سمجھا۔" ماہین چپ چاپ کتاب میں سر دیے ماہ پارا کو دیکھ رہی تھی: " صحیح ہے کہ یہ ابھی سے شادی کے چکروں میں نہ پڑے۔ پہلے خوب پڑھے۔" ماہین دل میں ہی سوچتی رہی۔ کیونکہ تائی جان جیسی ساس کے سامنے زبان ہلانا جرم تھا۔

احد مرزا کی عقابی آنکھوں نے اس کا جائزہ لیا۔ اس کے کپڑوں پر بٹن، بالوں میں کیچر، جوتے میں کیل، کوئی شے نہیں تھی۔ دو مہینوں میں کئی بار اس نے ان سب چیزوں سے لوگوں کو زخمی جو کیا تھا۔ عورت اسے بٹھا گئی۔ ڈاکٹر کو مشکوک نگاہوں سے دیکھا۔

آپ جاسکتی ہیں۔میری ملاقات نجی نوعیت کی ہے۔"اس نے کہاتو عورت" متذبذب سی ہٹ گئی۔کرسی پر بیٹھی لڑکی یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی۔"کیا دیکھ رہی ہیں؟"احد نے بازو موڑ کر سینے پر باندھے۔

تم نئے ڈاکٹر ہو۔"وہ بربڑائی۔"

میں آخری ڈاکٹر ہوں۔"دھمکی سی محسوس ہوئی۔ماہ پارا کی نگاہیں اس کے" سفید فریم کے چشمے پر ٹک گئیں۔شناسائی کا ہلکاسا احساس۔

مجھے کسی سے بات نہیں کرنی۔"اس کے ابرو تنے تھے۔"

نہیں، میں بات کرنے نہیں آیا۔"احد آگے کو ہو بیٹھا:"میں تو آپ کو سننے" "آیا ہوں۔

"میرے پاس سنانے کے لیے کچھ نہیں ہے۔"

میرے پاس آپ پر خرچ کرنے کے لیے وقت بہت ہے۔"اس نے پھر" :سے ٹیک لگالی

"چلیں، بولنا شروع کریں۔"

دو گھنٹے ہو گ ئے، ملا قات کا وقت ختم ہو گیا۔ماہ پارہ ایک لفظ نہیں بولی۔
آج نہیں بولیں، اٹس اوکے۔ کل دیکھیں گے۔"وہ مسکرا کر چلا گیا۔"

اگلے دن وہ دوبارہ آیا۔ماہ پارا اسی پوسچر میں چپ چاپ بیٹھی، اسے گھورتی رہی۔"میرے پاس بہت وقت ہے، مس اسد۔میں آپ کی آواز کا انتظار
"کرتا رہوں گا۔
کہہ کر وہ گیا، اگلے دن دوبارہ آگیا۔
مجھے ڈاکٹر کی ضرورت نہیں۔"ماہ پارا پھنکارا اٹھی۔"
:پر مجھے پریکٹس کی ضرورت ہے۔"احد میں بلا کا صبر تھا"
"مجھے پریکٹس کے لیے آپ سے بہتر مریضہ نہیں مل سکتی۔"
میں مریضہ نہیں ہوں۔"دوبارہ پھنکاری۔"
ہاں آپ مریضہ نہیں ہیں، آپ تو پاگل عورت ہیں۔""" پاگل نہیں"
ہوں۔۔۔"وہ ہائیپر ہو رہی تھی۔

:ہاں پاگل نہیں ہیں آپ۔۔۔"احد آگے کو جھکا اور سرگوشی کی"

پاگل ہونے کا ناٹک کر رہی ہیں تاکہ یہاں پاگل خانے میں مفت کی روٹی"

"توڑیں جبکہ آپ تو قاتل ہیں، ماہ پارا اسد۔

ماہ پارا جھٹکے سے اٹھی اور میز پر چڑھی۔ناخن نکال لیے اور اس کی گردن دبوچنا چاہی۔احد مرزا عین وقت پر اٹھ گیا۔پاگل خانے کی پولیس بھاگی آئی۔

"میں کل آؤں گا۔پھر آؤں گا۔"

وہ باآواز بولا۔ماہ پارہ دو آدمیوں کی گرفت سے آزاد ہونے کے لیے زور لگاتی رہی۔

"ثریا رشتہ بتا گئی ہے۔"

" تائی جان ماہین کو اگلے ہی دن لے کر بیٹھ گئیں۔

لڑکا بڑے لوگوں کی اولاد ہے۔ کروڑوں کی مالیت کی زمین ہے ان کی۔ پھر لڑکا خود پڑھا لکھا ہے، نوکری کرتا ہے۔ ثریا تصویر دکھا گئی ہے۔ بڑا سوہنا ہے"۔ بس مجھے ماہ پارا کے لیے اچھا لگ گیا۔

تائی جان، ابھی تو اس کو یونیورسٹی میں کلاسز لیتے چار مہینے بھی نہیں"

ہوئے۔"

ماہین گڑگڑائی۔

"تائی الٹا برسیں: ارے جب رشتہ مل رہا ہے تو پڑھنے کی کیا ضرورت؟

پتا ہے اچھے رشتے کتنی دقتوں سے ملتے ہیں۔" ماحن بیٹھک کے باہر کھڑا"

: بڑی دیر سے سن رہا تھا۔ تنک کر اندر آیا

اتنا ہی اچھا ہے تو اپنی بیٹی وہاں بیاہ دیں۔ میری باجی کو کیوں فضول میں"

"شادی وادی کے چکروں میں ڈال رہی ہیں۔

پھر وہ اول فول بکتا نکل گیا۔تائی نے دہائی دی: "دیکھ لے ماہین۔دیکھ تیرا چھوٹا بھائی کیسی بکواس کر کے گیا ہے۔یہ چھوٹا ہوتا کون ہے یوں بولنے والا۔"

ماہ پارا کا بھائی ہوں۔" ماحن باہر سے ہی چیخا۔کھڑکی سے لگی ماہ پارا سب سن رہی تھی، کچھ سوچ رہی تھی۔

یہ اس کا نکاح کر دیں گے کسی سے۔۔۔

پھر وہ کہاں جائے گا۔

وہ یادوں کا دلدار۔۔۔

وہ فلک کا مران۔۔۔۔

اس کے دائیں رخسار پر چوٹ کا نشان تھا۔آنکھ بھی قدرے سوجی ہوئی تھی۔ کل گارڈز سے ہاتھا پائی کرتے ہوئے نقصان اسی کا ہوا۔

"میں کہہ رہی ہوں مجھے بات نہیں کرنی۔'

:اس کی آواز آج دھیمی تھی

مجھے کسی ڈاکٹر کی ضرورت نہیں ہے، میں بہت بار کہہ چکی ہوں۔"احد"

مرزا نے اپنا کافی کا مگ میز کے ایک کونے پر دھر دیا، آستینیں فولڈ کیں، گہرا

:سانس لیا

"پہلی بات۔۔۔میں کوئی ڈاکٹر نہیں ہوں۔"

ماہ پارا نے چونک کر سر اٹھایا۔خوف آنکھوں سے جھلکنے لگا،

پھر کون ہو؟"وہ سہمی نظر آئی۔"

"ایک انسان جو آپ کے اندر چھپے سب رازوں سے واقف ہونا چاہتا ہے۔"

:اس نے لہجہ نرم کیا۔ماہ پارا کے تاثرات بدل گ ئے

تم کوئی جرنلسٹ ہو؟"وہ اب غصہ تھی،"

"تم مجھے بدنام کروگے۔"

:بدنام کو بدنام کیسے کیا جاتا ہے، مسز اسد؟"احد مرزا مسکرا رہا تھا"

یا پھر میں آپ کو کہوں، مسز کامران؟"ماہ پارا کی آنکھوں میں اندھیر نگری"
:پھر نظر آنے لگی۔اس نے مٹھیاں بھینچ لیں

"میری طلاق ہو چکی ہے۔"

:کب ہوئی طلاق؟"احد مرزا آگے کو جھکا"

"فلک کامران پر قاتلانہ حملہ کرنے سے پہلے یا بعد میں۔۔۔"

اسی کے ساتھ ماہ پارا نے گرم گرم کافی کا مگ اچھال دیا۔احد مرزا خوش قسمت واقع ہوا کہ بچ گیا۔اس کا بس کوٹ چھینٹوں سے داغدار ہوا۔ماہ پارا
:نے خالی کپ اس کے سینے پر دے مارا۔وہ وحشی نظر آ رہی تھی

چلے جاؤ۔"وہ چلا رہی تھی۔احد مرزا اٹھ گیا،"

"چلا جاتا ہوں۔لیکن کل پھر آؤں گا۔"

نظریں کتاب پر تھیں لیکن ذہن کہیں اور تھا۔وہ بظاہر ناشتہ کر رہی تھی لیکن سوچ کچھ اور رہی تھی۔ماہین نے اس کی حرکات و سکنات کا بغور جائزہ لیا۔

"نرمی سے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔"کس بات کی فکر ہے؟

ماہ پارا نے نفی میں سر ہلایا۔ماہین اس کی پریشانیاں بھانپ لیتی تھیں۔

:میں نے تائی جان سے بات کی تھی۔"وہ نرمی سے کہتی رہی"

ان لوگوں کو رشتہ کرنے میں کوئی جلدی نہیں ہے۔سال دو سال ٹھہر"

"سکتے ہیں۔تو بس سال دو سال ٹھہر گئے ہیں۔

ماہ پارہ خاموش رہی۔پانی پیتی رہی۔

:پتا ہے ماہ پارہ۔"ماہین کا لہجہ شیریں ہو گیا"

تم اور ماحن میں دو جہان کا فرق ہے۔اس کے جی میں جو آتا ہے وہ فوراً کہہ"

دیتا ہے۔تم دل کی بات دل میں چھپا کر رکھتی ہو۔یوں نہ کیا کرو ماہی۔کوئی

پریشانی ہو تو مجھے بتا دیا کرو۔میں آج وعدہ کرتی ہوں کہ تمہارے ہر فیصلے پر

تمہارے ساتھ کھڑی ہوں گی۔ لیکن تم ہر فیصلے سے مجھے آگاہ ضرور کیا کرو۔"

ماحن نے باہر بائیک سٹارٹ کرلی تھی۔ماہ پارا نے جلدی جلدی اثبات میں سر ہلایا اور بیگ کاندھے پر ڈالے نکل گئی۔اسے دیر نہیں کرنی چاہیے تھی۔وہ آج بھی اسی دوسری قطار کی تیسری کرسی پر بیٹھے گی۔

وہی کرسی جہاں سے فلک کامران کا نیم وارخ نظر آتا ہے۔

عورت نے گلاس یوں میز پر پٹخا کہ پانی چھلک گیا۔"کیا تو پاگلوں والی حرکتیں نہیں چھوڑے گی؟""میں پاگل نہیں ہوں۔"وہ بڑبڑانے لگی۔

"پاگل نہیں ہے تو پھر ہر ڈاکٹر پر حملہ کیوں کرتی ہے۔"

میں قاتل ہوں کیونکہ۔۔۔"وہ بڑبڑاتی رہی۔"

عورت اسے اس کے حال پر چھوڑ کر آگئی۔نیلی آنکھوں والا نوعمر لڑکا اب بھی قریب بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔

"سب ڈاکٹروں کو کیوں مارتی ہو؟"

:اس نے نرمی سے پوچھا۔ماہ پارہ بال بکھرائے بستر پر لیٹی تھی

"کیونکہ انہیں میرے دشمن بھیجتے ہیں۔"

دشمن؟؟؟"نیلی آنکھوں والے لڑکے نے یہ نیاڈاکٹر دیکھا تھا۔لمبا، قابل"

صورت اور نرم مزاج تھا۔سفید فریم کا چشمہ پہنتا تھا۔

کیوں، یہ نیاڈاکٹر تو اچھا تھا۔اس کو کیوں مارا؟""کیونکہ وہ۔۔۔"اس نے"

"سختی سے آنکھیں بھینچ لیں:"وہ مجھے ماضی یاد دلا رہا تھا۔

"تم ماضی بھولنا چاہتی ہو؟"

:میں خود کو بھولنا چاہتی ہوں۔"وہ دیوار کو گھور رہی تھی"

"میں فلک کامران کو بھولنا چاہتی ہوں۔"

ماہ پارہ کو دوسری قطار میں جگہ مل گئی۔

آگے وہ بیٹھا تھا۔

پہلی قطار میں دائیں جانب سب سے آگے۔۔

اس کا نیم وارخ واضح تھا۔ کلین شیو چہرہ، سیاہ سیدھے بال، محتاط سی آنکھیں۔۔۔ماہ پارہ کو اسے نیم رخ سے دیکھنا اچھا لگتا تھا۔ بار بار اس پر نگاہ پڑتی۔ دیکھنا نہ بھی چاہتی تو نگاہ بھٹک کر ادھر ہی جاتی۔ وہ لڑکیوں میں سے اکثر کا فیورٹ نہیں تھا۔ کیونکہ وہ کسی کو خاطر میں نہیں لاتا تھا، بولتا کم تھا۔ کچھ خود غرض تھا۔ سب کہتے تھے وہ بڑا بد تمیز ہے، غصیل ہے، روڈ ہے۔ اسے تو پھر بھی وہ اچھا لگتا تھا۔

"وہ تمہیں اچھا کیوں لگتا ہے؟" دل نے ایک دن پوچھا۔ وہ تب اس کے سامنے تھا۔ سیاہ گلاسز آنکھوں پر لگائے، بیگ کندھے پر ڈالے، وہ پارکنگ سے اپنی بائیک نکال کر سٹارٹ کر رہا تھا۔ اس کی اونچی گردن، اٹھا ہوا سر، آنکھوں پر سیاہ چشمہ، ماہ پارا مبہوت ہو کر دیکھنے لگی۔

"کیا وہ اچھا لگنے کے قابل نہیں ہے؟"

تم تو اسے اچھی نہیں لگتیں۔" دل نے دل ہی توڑ دیا۔ماہ پارہ کی آنکھیں پھر "
: بھی فلک کامران کے ساتھ چلتی رہیں
اچھی لگنے لگ جاؤں گی۔" ماہ پارہ مسکرائی۔"

وہ اب بائیک گیٹ سے نکال کر باہر روڈ پر کھڑا تھا۔غرور اس کے چہرے پر سجتا تھا۔اور ان سب مردوں میں صرف اسی پر سجتا تھا۔ماہ پارہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے باہر آئی تو دور وہ نظروں سے اوجھل ہو رہا تھا۔اس نے کرب سے آنکھیں موند لیں۔وہ روز یونہی اس کے قریب ہوتا اور جب بائیک سڑک پر دور بھاگنے لگتی تو فاصلہ بڑھ جاتا۔وہ اسے پا کر رہے گی، کل، پرسوں، یا آگے کبھی۔۔۔اس نے ٹھان لی تھی کہ وہ فلک کامران کو کبھی نہ کبھی تو اپنے دل کی بات بتائے گی۔

وہ اس سے محبت کرتی ہے۔اور بڑے دکھ کی بات ہے کہ صرف وہی کرتی'
'ہے۔

"یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے۔"

پاگل خانے کا انچارج برہم تھا۔

جب وہ عورت ملاقات نہیں کرنا چاہتی تو نہ سہی۔ پاگل ہے۔ پاگل کو چھوڑ'

"دو اس کے حال پر۔

احد مرزا نے سفید فریم کا چشمہ آنکھوں پر ٹکا لیا۔ "یہاں کوئی اور مریض ہوتا۔۔۔ "احد مرزا کا لہجہ دھیما تھا:

تو میں کب کا ہتھیار ڈال چکا ہوتا لیکن ماہ پارہ اسد کے معاملے میں نہیں۔ وہ" لڑکی پاگل نہیں ہے۔ پاگل ہونے کا ناٹک کر رہی ہے۔ مجھے ہر حال میں اسے "سدھارنا ہے، چاہے جو بھی قیمت ہو۔

انچارج کو اس کے سفید فریم میں چھپی آنکھوں میں جنون کی کیفیت نظر آئی:

تمہارا کوئی رشتہ ہے اس سے؟" وہ مشکوک ہوا۔ "ایک بھائی اور ایک بہن" "کے سوا اس کا کوئی رشتہ دار نہیں ہے۔

پھر تم اس لڑکی کے لیے اس قدر کوشش کیوں کر رہے ہو؟"انچارج سٹپٹا" گیا۔

احد مرزا نے چپ چاپ رخ پھیر لیا۔

"میری کافی وقت پر بھجوا دینا۔"

پاگل خانے کا انچارج سر پیٹ کر رہ گیا۔

اس کے تاثرات آج مختلف تھے۔اپنی تمام تر حسیات اس کے چہرے پر مرکوز کیے ہوئے تھی۔

"نہیں میں کوئی جرنلسٹ نہیں ہوں، رپورٹر، ڈاکٹر کچھ نہیں ہوں۔"

: بازو میز پر ٹکا لیے

"میں آپ کی طرح کا ایک انسان ہوں جو آپ کے الفاظ سننا چاہتا ہے۔"

سن کر کیا کرو گے ؟سب کی طرح مجھ پر تھو تھو کرو گے ؟"ماہ پارہ کی"

"آنکھوں میں نمی در آئی۔"جیسا کہ میں نے کہا، میں بس سنوں گا۔

اس کے کان کھڑے تھے۔حسیات اس کی بھی بیدار تھیں۔ماہ پارہ کے ہاتھ کانپنے لگے۔وہ کندھے اچکا رہی تھی،لب کپکپا رہے تھے۔اس لمحے،وہ ذہنی مریضہ ہی لگ رہی تھی۔

نہیں،مجھے تیمور،آدم،سنان۔۔۔کسی نے نہیں بھیجا۔مجھے فلک نے بھی"

"نہیں بھیجا۔

وہ یقین دلا رہا تھا۔

"میں۔۔۔۔"

:ماہ پارہ کی آنکھوں میں سوال تھا

ضرار"کہاں سے شروع کروں؟"احد مرزا نے چند ثانیوں کی خاموشی کے

"بعد بہت سوچ سمجھ کے جواب دیا:"فلک کامران سے شروع کریں۔

فرسٹ ایئر کا پہلا پیپر تھا۔

ماحن کی کالز پر کالز آرہی تھیں۔وہ ماہ پارہ کو یونیورسٹی سے لے کر گھر چھوڑنے پر معمور تھا۔آج کا ٹسٹ لمبا ہو گیا۔شکر تھا کہ فون وائبریشن پر لگا تھا۔ماحن بے صبرا ابھی انتظار نہیں کر رہا تھا۔

ماہ پارہ سے جتنا ہو سکا،اس نے لکھا اور پھر جلدی جلدی پیپر مکمل کیا۔خود کار کیمرہ دیوار سے دیکھ رہا تھا۔صفحے اکٹھے کر کے اس نے ڈیسک پر رکھے،بستہ اٹھایا۔عجلت میں دروازے سے نکلی۔عام حالات ہوتے،حواس حاضر ہوتے تو اس لمس کو وہ بھی محسوس کرتی جسے فلک کامران نے محسوس ہوا۔

بے خیالی میں،لیکن بے خیالی میں بھی وہ بہت قریب سے گزری تھی۔بازو اس کے کندھے سے رگڑ کھا گیا۔چونک کر نوجوان نے سر اٹھایا۔ماہ پارہ کو جلدی تھی۔بس بھاگنے کی کسر رہ گئی تھی۔دکھائی نہ پڑا کہ ایمپوریم ہمیشہ سے اونچا ہے اور دروازے تک جانے والا راستہ تنگ۔۔۔

وہ جون لاب کے مہنگے برانڈڈ جوتوں میں اڑ گئی،بری طرح لڑکھڑائی۔

سہارا ابھی نہ لے سکی، خود کو بمشکل سنبھال پائی۔اور پھر پتا ہے کیا!!! فلک کامران اسے دیکھ رہا تھا۔ماہ پارہ کو تو گھٹنے کی تکلیف کے سوا کوئی احساس نہ رہا۔ دروازے سے جڑ کر بیٹھتے ہیں۔" وہ بڑبڑاتی: "دروازے کے درمیان"

"کیوں نہیں بیٹھ جاتے؟

: پھر رخ موڑ کر اس کے حیران پریشان سے چہرے کو دیکھا

سب کو پتا ہے کہ تمہارے جوتے مائیکل جیکسن کا ڈوپلیکیٹ ہیں۔انہیں" راستے سے ہٹا کر رکھا کرو۔راہ گزر میں بیٹھے ہو۔یہاں بیٹھنے کے بھی آداب ہوتے ہیں۔"

بکتی جھکتی وہ بیگ دوبارہ کاندھے پر ڈالے آگے بڑھی۔

میں روز یہیں، یہی جوتے پہن کر اسی اسٹائل میں بیٹھتا ہوں۔آج تک"

تمہارے سوا کوئی نہیں رپٹا۔"

LRI ماہ پارہ رک گئی۔

وہ کہتا رہا: "خدا نے دو آنکھیں دی ہیں، آرام سے چلا کرو۔ چلنے کے بھی آداب ہوتے ہیں۔"

ماہ پارہ برا سا منہ بنا کر چلتی گئی۔ ماحن کو بھی ڈانٹا کہ کیوں اس قدر اتاؤلا ہو رہا تھا۔ گھر پہنچ کر اپنی بے وقوفی کا احساس ہوا۔

"!اف، یہ کیا کیا"

دل ہلکان تھا۔ ماہ پارہ کو سارا دن بخار رہا۔ اگلے دن پیپر نہ ہوتا تو وہ کبھی یونیورسٹی نہ جاتی۔ سر جھکائے، وہ بڑی نادم سی تھی۔ کلاس کے دروازے پر نہ چاہتے ہوئے بھی رک گئی۔

فلک کامران کی نگاہ بے اختیار اٹھی۔ پھر اس نے سر جھکا کر جوتے کراس کر لیے۔ راستہ صاف ہو گیا۔ ماہ پارہ لمبے لمبے ڈگ بھرتی کلاس میں چلی گئی۔

دل بری طرح دھڑک رہا تھا۔ دھک دھک دھک۔۔۔

نیم وارخ کیے وہ کچھ پڑھ رہا تھا۔

ماہ پارہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔پڑھتے پڑھتے اس نے نگاہ موڑی، برابر میں بیٹھے لڑکے کو دیکھا، کچھ کہنے لگا، دونوں باتیں کرنے لگے۔یکلخت اس کی نگاہوں کا مرکز بدلا۔چہرے پر کسی کی نظروں کا ارتکاز محسوس ہوا۔

لمحہ بھر کے لیے فلک نے نظریں ہٹا کر عقب میں ڈالیں تو دونوں کی نظریں ملیں۔

ماہ پارہ نے جھٹ سے سر جھکا لیا۔لیکن فلک کامران اب اسے دیکھتا جا رہا تھا۔

"آپ اسے پسند کرنے لگی تھیں۔"

احد مرزا نوٹ بک پر پنسل گھما رہا تھا۔ماہ پارہ کی نگاہیں میز پر ٹکی تھیں۔

"میں خود کو روکتی تھی۔"

:اس نے انکشاف کیا

میں خود کو روکتی تھی اسے دیکھنے سے۔خود کو روکتی تھی اسے سوچنے سے۔"
پر میرے ہاتھ میں کچھ نہیں تھا۔میرا دل، یہ میرے قابو میں نہیں تھا۔"
احد مرزا پنسل گھماتا رہا۔پھر بہت دیر بعد اس نے نوٹ بک سیدھی کی، ماہ
پارہ کے سامنے لہرائی۔"جانتی ہیں یہ کیا ہے؟"وہاں ایک پرندے کا اسکیچ بنا
ہوا تھا۔

"ایک برڈ(پرندہ)۔"

۔"احد مرزا نے بتایا:"پاکستان کے شمالی lovebird اسے کہتے ہیں"

"علاقوں کا ایک نایاب پرندہ۔
ماہ پارہ کی نگاہیں اسکیچ پر ٹک گئیں۔

"lovebird?"

اس کی آنکھیں تاریک ہو گئیں۔

پہلے کہیں دیکھا ہے یہ آپ نے؟"احد مرزا پوچھ رہا تھا،"

پینٹنگز میں، ڈرائنگز میں، کتابوں میں یا۔۔۔کسی کے ہاتھ پہ؟؟؟"ماہ پارہ" کہیں اور ہی کھو گئی تھی۔

اپنی بائیں ہاتھ کی کلائی کو وہ لاشعوری طور پر نوچتا تھا۔ماہ پارہ کی عقابی آنکھوں نے بھانپ لیا کہ وہاں کچھ ضرور تھا۔

وہ ننھا سا ٹیٹو تھا۔ایک پرندہ جو شاخ پر، پر پھیلائے بیٹھا تھا۔

جب ماہ پارہ نے بہت قریب سے وہ ٹیٹو دیکھ لیا تو اسے حاصل کرنے کی بھی چاہت ہوئی۔یونہی بیٹھے بیٹھے بال پین پکڑتی اور نیلی سیاہی سے کلائی پر پرندہ بنانے لگتی۔ڈرائنگ اس کی بہت بری تھی۔نیلا سا دائرہ بن جاتا اور کچھ نہیں۔

ہاتھوں کا کیا حال بنا رکھا ہے؟"دوست غصہ کرتی۔"میرے ہاتھ دیکھے" "ہیں۔

رعب جھاڑنے کو اپنی مخروطی انگلیاں دکھاتی۔ماہ پارہ کڑھ کر رہ جاتی۔ایک بار بہت محنت سے اس نے لیکچر کے دوران ہی کلائی پر بال پین سے کلاکاریاں دکھانا چاہیں۔ بال پین کی نوک چبھ گئی۔ لہو جاری ہو گیا۔ہاتھ کا ستیاناس ہو گیا۔

روتی دھوتی وہ کلاس سے بھاگ گئی۔ فلک کامران نے بہت دلچسپی سے یہ منظر دیکھا۔

وہ فلک جیسا ٹیٹو بنوانا چاہتی ہے۔" جانے کس نے یہ مخبری کی،اڑتے اڑتے " فلک نے سن لی۔

پر آپ نے کہا کہ وہ جلدی لڑکیوں سے گھلتا ملتا نہیں تھا۔"احد مرزا نے " ٹوک دیا۔

ماہ پارہ کا تسلسل ٹوٹا۔

"اسے آپ میں ایسا کیا نظر آیا کو وہ آپ کی جانب مائل ہوا۔"

ہاں وہ بہت محتاط تھا۔ لیکن اسے وہ لوگ اچھے لگتے تھے جو اس کی قدر" کرتے تھے، جو اسے چاہتے تھے۔" ماہ پارہ نے صاف صاف اقرار کیا۔ احد مرزا نے ایک مکمل نگاہ اس کے سراپے پر ڈالی۔

"کیا اس نے کبھی آپ سے کہا کہ آپ خوبصورت ہیں؟"

ہم یونیورسٹی لائف میں اس قدر بھی قریب نہیں رہے۔" ماہ پارہ کو الجھن" ہوئی۔

"پر آپ دونوں میں گہری دوستی ہو گئی تھی، یہ ٹھیک ہے ناں؟"

اس میں وقت لگا تھا۔" ماہ پارہ نے بہت تکلیف سے کہا: "دو سال۔ پورے" دو سال بعد اس کی توجہ مجھ پر مرکوز ہوئی، دو سال صرف میں تھی جو اسے "دیکھتی رہی۔ پورے دو سال، میں اس سے یہ طرفہ محبت کرتی رہی۔

اور دو سال بعد؟" ماہ پارہ آسودگی سے مسکرائی۔" دو سال بعد اس نے مجھے" "تسلیم کر لیا۔ lovebird اپنا

کیفے سے جوس خریدنے کے لیے پیسے بڑھائے۔کیفے ٹیریا میں کھڑے لڑکے نے اسے جوس پکڑایا۔لیتے ہوئے اس کی آستین ذرا سی سرک گئی، کلائی صاف نظر آنے لگی۔

فلک کے ہاتھ میں کوک کا ٹن تھا۔وہ گھونٹ بھرنا بھول گیا۔ماہ پارہ پلٹ گئی تھی۔فلک نے یکلخت آواز دی۔

"ہے،lovebird!۔"

ماہ پارہ ٹھٹک سی گئی۔فلک دو قدم آگے آیا۔

:تم وہ لوو برڈ لوور ہو ناں؟"ماہ پارہ نے دانت بھینچ لیے"

ماہ پارہ ہوں میں۔"فلک نے جیسے سنا ہی نہیں۔ٹِن بائیں ہاتھ میں پکڑ،" دائیں ہاتھ لہرایا۔کلائی پر بنا ٹیٹو واضح ہو گیا۔

مجھے یہ ٹیٹو بہت پسند ہے۔"اپنے تئیں بتانے لگا:"ہم پانچوں کزنز نے ٹیٹو" بنوائے تھے۔سب نے فضول چیزیں بنوائیں۔پر میں نے یہ نشان بنوایا۔

"دیکھو،اچھا لگتا ہے ناں۔

وہ اب جان جان کر دکھا رہا تھا۔ماہ پارہ متذبذب تھی۔

"یہ تم نے ہاتھ پر کیا بنا رکھا ہے؟"اس کی آنکھیں تیز تھیں۔ماہ پارہ نے ہاتھ چھپا لیا۔کلائی پر بال پین کے الٹے سیدھے نشان بنے ہوئے تھے۔

"میں۔۔۔میں بس ویسے ہی۔۔۔"ابھی کچھ منٹوں پہلے اس نے ٹیٹو کی نقل میں ہاتھ خراب کیا۔اب فوراً چھپا گئی۔

"اسے دھو لو۔بالکل اچھا نہیں لگ رہا۔"

کہہ کر اس نے کوک کا ٹِن دوبارہ لبوں سے لگا لیا۔ماہ پارہ نے بے خیالی میں رگڑ رگڑ کر ہاتھ کلائی رگڑی۔ کینٹین کے دوران وہ واش رومز تک گئی۔ دھویا تو کلائی صاف ہوئی۔ باہر آئی تو کاریڈور میں فلک گھوم رہا تھا۔اسے دیکھ کر رک گیا۔

"صاف ہو گیا؟"

ہاں۔"ماہ پارہ اس کا ارادہ نہیں سمجھ پائی۔"

"بیٹھو یہاں۔"

ماہ پارہ بیٹھ گئی۔

"یہاں ہاتھ رکھو۔"

ماہ پارہ نے نہ سمجھنے والے انداز میں ہاتھ پھیلا دیا۔ فلک نے پینٹ کی پاکٹ سے بال پین نکالی۔

"کیا کر رہے ہو؟"

کوئی انہیں نہیں دیکھ رہا تھا۔ ماہ پارہ کو پھر بھی گھٹن ہوئی۔

"تمہارا ٹیٹو بنا رہا ہوں۔"

بال پین کی نوک اس کی نرم سی کلائی پر چبھنے لگی۔ ماہ پارہ کی آنکھیں فلک کو قریب سے دیکھنے لگیں، پھر جھجھک کر جھک گئیں۔

"تمہاری ڈرائنگ سے تو یہ بہت بہتر ہے۔"

بال پین چھوڑ کر تبصرہ کیا۔ ماہ پارہ نے دیکھا، اس نے ماہ پارہ کی کلائی پر نیلی روشنائی سے چھوٹا سا اپنے ٹیٹو جیسا پرندہ بنا دیا تھا۔ وہ مسکرا اٹھی۔

"یہ تو ابھی مٹ جائے گا۔"

"مٹ جائے تو دوبارہ بنالینا۔" آرام سے کہہ گزرا۔ "مجھے بنانا نہیں آتا۔"
اسے اپنی کلائی بھلی لگ رہی تھی۔

مجھ سے بنوالینا۔ تمہارے لیے اتنا تو کر سکتا ہوں۔" بال پین جیب میں "
ڈال لی۔

کیوں میرے لیے کیوں؟" بے اختیار پوچھ لیا۔ فلک بس مسکرا دیا۔"

"وہ آپ کو چاہنے لگا تھا؟"" پہلے پہل میں اس بات پر یقین نہیں کر سکی۔"
:ماہ پارہ کا لہجہ خوابیدہ تھا

وہ ہینڈسم تھا۔ اسے لڑکیوں کی کسی صورت کمی نہیں تھی۔ اس کی کئی کزنز"
تھیں لیکن وہ کبھی میرے علاوہ یونیورسٹی میں کسی کے ساتھ نظر نہیں آیا۔ وہ
" کبھی میرے علاوہ کسی سے خود سے مخاطب نہیں ہوا۔

:کیا وہ آپ کے احساسات سے واقف تھا؟" احد مرزا توجہ سے سن رہا تھا"

کیاوہ جانتا تھا کہ آپ اس سے محبت کرتی ہیں؟""وہ خود بھی کہتا کہ وہ" میری محبت سے واقف نہیں تو تو میں تسلیم نہیں کرتی۔وہ جانتا تھا۔ہمیشہ "جانتا تھا۔

"اور جواباً وہ بھی محبت کرتا تھا؟"

پرواہ تو ضرور کرتا تھا۔" وہ سچ کہہ گئی۔احد مرزا نے گہرا سانس لیا اور نوٹ" بک میز پر رکھ دی۔

"پھر تبھی شادی کیوں نہیں کی؟"

کبھی ہو نہیں سکی۔"اس نے دکھ سے سر جھکا لیا۔"

نازک سا قیمتی آئی فون اس کے ہاتھ میں تھا۔ماہ پارہ کا ہاتھ اسے تھامتے ہوئے بھی لرزا۔

اس قدر مہنگا۔"اس نے دل ہی دل میں سوچا۔ذہن میں اپنا تھکّڑ سانو کیا کا"
سیاہ فون گھوم گیا۔"تمہیں پسند نہیں آیا تھا۔"فلک کچھ پریشان نظر آیا۔ماہ
پارہ عجلت میں کچھ کہہ نہ سکی۔

:تمہاری سالگرہ پر۔۔۔"بڑی دقت سے کہا"

"کیا تمہاری سالگرہ پر مجھے بھی تمہیں اتنا مہنگا گفٹ دینا پڑے گا۔"
بے خیالی میں کہہ گئی۔فلک نے قہقہہ لگایا۔
"تم مجھے ایک چاکلیٹ ہی کھلا دو گی تو تمہارا احسان ہو گا،ماہا۔"
وہ اس کا نک نیم بھی کتنا پیار الیتا تھا۔
اور میرا کیک کہاں ہے؟"وہ خوب نازا ٹھوانے لگی تھی۔"
اونہوں۔اتنے قیمتی گفت کے بعد تمہیں کیک کی بھی ضرورت ہے۔"ماہ"
پارہ کا موڈ خراب ہو گیا۔
کیک نہیں ہے تو برتھ ڈے کیسے ہو گی؟"اس نے منہ بسور لیا۔فلک"
منانے لگا۔

"اچھاسوری۔ویری سوری۔"

"مجھے کیک کاٹنا تھا، فلک۔اور مجھے فوٹوز بھی بنوانی تھیں۔"

وہ رونے کو تھی۔ فلک کندھوں سے پکڑ کر اسے آڈوٹوریم میں لایا۔وہ ٹشو سے ناک صاف کرتے ہوے دہائیاں دے رہی تھی۔ فلک نے اسے کمرے کے درمیان میں لا کھڑا ہوا۔

"کونسا کیک چاہیے تھا تمہیں؟"

"چاکلیٹ، ریڈ ویلویٹ، بلوبیری، مولٹن لاوااور پائن ایپل۔"

وہ کہتی رہی۔ فلک نے اس کی آنکھیں ڈھک دیں۔"اور بھی کچھ چاہیے تو بولو؟

ہولے سے کان میں سرگوشی کی، پھر ہولے سے ہاتھ ہٹادیا۔آڈوٹوریم میں اب روشنی تھی، سامنے میز رکھی تھی اور میز پر انواع واقسام کے کیک رکھے تھے، بوٹلز، شوارما، پزا، کافی، پارٹی کا سارا سامان، بہت سارے گفٹس، ارد گرد لوگ، فلک کے دوست، ماہ پارہ کی دوستیں۔

"Happy birthday lovebird."

فلک نے نرمی سے کہا۔ عقب میں سب شور کرنے لگے، گانے لگے، تالیاں بجانے لگے۔ماہ پارہ ڈگمگا سی گئی، روشنیوں میں گڑبڑا گئی، مضبوطی سے عقب میں کھڑے فلک کا ہاتھ بھینچ لیا۔

ڈر گئیں؟ تمہیں کسی لگا کہ میں تمہارے لیے ایک سا لگرہ کا فنکشن بھی" ارینج نہیں کر سکتا۔'

وہ اس سے پہلے اس قدر مہربان نہیں ہوا تھا۔ "فلک۔۔۔" سرگوشی کی تو فلک قریب جھک گیا :

"ان میں ریڈ ویلویٹ کیک نہیں ہے۔"

"وہ مجھ پر ادھار رہا۔"

فلک نے سینے پر ہاتھ رکھا۔ماہ پارہ کھلکھلا کر ہنسی۔

تمہیں کیک کھلاؤں۔" وہ اس قدر خوش تھی کہ حد نہیں۔"

ہر کیک کھلاو۔" وہ تیار تھا۔ماہ پارہ نے چھری تھام لی۔"

:پانچ ملی میٹر کے بلیڈ کی چھری۔۔۔"احد مرزا کہہ رہا تھا"

آپ نے اس شخص کے سینے میں اتار دی جو آپ کے لیے اس قدر مخلص"

"تھا۔

:سن کر ماہ پارہ کی آنکھوں میں نمی آئی

ہاں وہ میرے ساتھ بہت مخلص تھا۔ میں اس کا احسان مانتی ہوں۔ میں آج"

"بھی اسے غلط نہیں کہتی۔

:آپ کے گھر والے۔۔۔"احد مرزا پر سکون تھا"

آپ کا تعلق ایک متوسط گھرانے سے تھا۔ آپ کے بہن بھائی نے آپ میں"

آنے والے تبدیلیوں کو نوٹ نہیں کیا۔ کیا انہیں تعجب نہیں ہوا کہ آپ کا

"پہننا اوڑھنا، آپ کا بات کرنے کا طریقہ سب بدل گیا ہے۔

"سب سمجھتے تھے یہ یونیورسٹی کا اثر ہے۔"

ماہ پارہ نے کندھے اچکا دیے۔

: جبکہ یہ فلک کامران کی صحبت کااثر تھا۔"احد مرزاکالہجہ طنزیہ تھا"

آپ اس کے دل کے لیے،اس کے پیسے کے لیے،اس کے اسٹیٹس کے "

"ثابت ہوئیں۔ parasite لیے ایک

میں نے کبھی فلک کا برا نہیں چاہا،اس کے پیسے کالالچ نہیں کیا،اس کے "

"اسٹیٹس سے جڑنا نہیں چاہا لیکن اس کادل۔۔۔

ماہ پارہ نے آسودگی سے آنکھیں موندلیں:"ہاں میں اس کادل لیناچاہتی

"ہے۔اور کچھ نہیں۔۔۔

' کبھی ہم میں تم میں بھی چاہ تھی '

آپی نے سکالرشپ کے پیسوں سے فون خریداہے۔"تائی جان یہی جانتی"

تھیں،ماحن یہی جانتا تھا،ماہ پارہ نے یہی بتایا تھا۔ماہین مشکوک نہیں ہوئی۔

ماہ پارہ بدل رہی تھی،اس کا چہرہ کھلا ہوا تھا،آنکھیں چمک گئی تھیں،رنگوں نے مکھڑے پر جگہ بنالی تھی۔

:ان کی فائنل ایئر کے بعد شادی ہونے والی ہے۔۔۔"ماحن مذاق میں کہتا"

"جبھی تو وہ بدل گئی ہیں۔"

ماہ پارہ کچھ نہیں کہتی،فائنلز قریب تھے،رات کی خنکی کمرے سے اندر آتی، وہ کتابوں میں سر دے کر بیٹھتی،پھر بے قرار ہو کر فون اٹھاتی،وہ گیلری میں محفوظ تھا۔ایک بار نہیں،کئی تصویروں میں موجود تھا۔ماہ پارہ نے فون رخسار سے جڑ لیا،آنکھیں بند کر لیں۔

ماحن ہوٹل سے واپسی پر ونگز لایا تھا۔اس کا حصہ کمرے میں دینے آیا تو ٹھٹک گیا۔وہ نیند میں تھی،اور رو رہی تھی۔

قریب فون پر کھلی تصویر میں فلک کامران مسکرا رہا تھا۔

بہت دیر خاموشی چھائی رہی۔ماہ پارہ بولی،نہ احد مرزا۔۔۔ماہ پارہ میز کھرچتی رہی،وہ بال پین گھماتا رہا۔

"کافی پیو گی؟"

عورت احد کے لیے لے کر آئی تو احد نے مگ بڑھانا چاہا۔ماہ پارہ کا سر نفی میں ہل گیا۔احد مرزا نے کافی کا کپ منہ سے لگایا۔

ماہ پارہ کی نگاہیں اٹھیں،اس کی کلائی پر ٹک گئیں۔وہاں کچھ تھا۔کوئی سیاہ نشان۔احد مرزا نے ماہ پارہ کی چھبتی نگاہوں کو بھانپ لیا،فوراً مگ چھوڑا اور نامحسوس انداز میں آستین سے کلائی ڈھک لی۔"تو آپ اسے بے حساب چاہتی تھیں۔"احد مرزا نے بازو سینے پر باندھ لیے:

"اور وہ کیا چاہتا تھا؟"

"ماہ پارہ کھوئی نظر آئی:"وہ شاید فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا۔

گریجوایشن پارٹی یادگار تھی۔دوست اس کا بازو کھینچ کر گیٹ-اپ روم میں لائی۔

بس تھوڑی سی لپ اسٹک،بس تھوڑا سا مسکارا۔۔۔"وہ ہاتھ جوڑنے کو" تھی:

تم اتنی خوبصورت ہو کہ حد نہیں،ماہی۔کیا ہو جائے گا اگر سب کو"

"خوبصورت نظر بھی آؤ؟

میرا ڈریس فارمل ہے۔لپ اسٹک اچھی نہیں لگے گی۔"روہانسے لہجے میں" بہانہ بنایا۔

"میں تھوڑی سی لپ اسٹک لگاؤں گی۔"

میرے چہرے پر غازہ مت ملنا،دانے نکل آئیں گے۔""بس تھوڑا سا" "لگاؤں گی۔

تھوڑا تھوڑا کرتے اس نے ماہ پارہ کو پیسٹری بنا دیا۔ماہ پارہ رو دی۔دوست نے بہیترا سمجھایا لیکن وہ بھاگ کر واش رومز میں گئی،منہ دھونے لگی۔کمبخت

لپ اسٹک اتر نہیں رہی تھی، ماہ پارہ پانی کے چھپکے مار مار کر بے حال تھی۔
سسکیاں بھی لے رہی تھی۔

فلک کامران جانے کب کاریڈور سے گزر گیا۔ پھر رکا اور پلٹ کر دروازے تک آیا۔

"ماہ پارہ۔"

ماہ پارہ اچھل گئی، پھر جھٹ سے چہرہ چھپایا۔

رو رہی ہو؟" اسے کرنٹ سا لگا۔ تیر کی طرح آگے آیا۔ ماہ پارہ نے آنکھ "
:مسلتے ہوئے نفی کی

جنت آنکھوں میں آئی لائنر لگا رہی تھی، بس آنکھ میں لگ گیا۔ "وہ اب "
بلاوجہ ہی منہ دھو رہی تھی۔ فلک برابر کھڑا ہو گیا۔

"تمہارا ڈریس گیلا ہو گیا؟"

فراک کا دامن چھنٹوں سے تر تھا۔ ماہ پارہ نے نل بند کیا اور فراک پر ہاتھ
"پھیرا۔ فلک برابر دیکھتا رہا۔ "تمہاری آنکھیں لال ہو گئی ہیں۔

ماہ پارہ نے دوبارہ آنکھیں رگڑیں۔ فلک نے بے اختیار اس کا بازو تھاما۔

"یوں مت کرو۔ کام مزید خراب کر دو گی۔"

"میں نے۔۔۔اسے منع بھی کیا تھا پر۔۔۔"

وہ ہچکچاہٹ میں مبتلا تھی۔ فلک نے ہاتھ پاکٹس میں ڈال لیے۔

"میرے پاس لِپ گلوز ہے۔"

بیک پاکٹ سے اس نے چھوٹی سی شیشی نکالی۔ ماہ پارہ کا دھیان فوراً فلک کی جانب گیا۔ اس کے ہونٹ کچھ زیادہ ہی گلابی ہو رہے تھے۔ ماہ پارہ مسکرا دی۔

"بالکل جیسے ٹیٹو LRI لپ اسٹک لڑکیاں لگاتی ہیں۔" وہ کہنا نہیں بھولی۔ لڑکے بنواتے ہیں۔" فلک نے ترکی بی ترکی کہا۔ ماہ پارہ نے کلائی ڈھک لی۔ فلک مسکرا رہا تھا۔

اب تم ہنستی رہو گی تو میں لپ اسٹک کیسے لگاؤں گا۔" وہ تیار کھڑا تھا۔ ماہ پارہ" کی مسکراہٹ خود خود عنقا ہوئی۔ ہاتھ بڑھایا،

مجھے دو، میں خود لگاؤں گی۔""میں اپنی چیز کسی کو نہیں دیتا۔لگوانی ہے تو"

"لگواؤ ورنہ۔۔۔

نہیں ایسے ہی ٹھیک ہے۔"وہ سر جھکا گئی۔"

"دیکھ لو۔۔۔"

"بس صحیح ہے۔"

"تھوڑی سی اچھی لگے گی۔"

دل نہیں کر رہا۔"دل دھڑک دھڑک کر بے حال تھا۔"پلیز تھوڑی سے"
لگوالو۔اچھی لگو گی۔"ماہ پارہ تھم گئی، فلک کامران کی آنکھیں چمک رہی
تھیں۔

بس تھوڑی سی۔۔۔"ماہ پارہ نے انگلی سے اشارہ کیا:"اور خراب مت"
"کرنا۔

پرامس۔"اس کی آنکھیں کہہ گئیں۔ماہ پارہ ساکت ہو گئی۔بس دو منٹ کا"
تو کھیل ہے، وہ لِپ گلوز لبوں پر لگائے گا اور بس، ماہ پارہ نے آنکھیں بھی بند

کرلیں۔ہونٹوں پر لمس کا احساس ہوا تو دل تھم گیا۔وہ لپ اسٹک کا لمس تو نہیں تھا،ماہ پارہ نے تڑپ کر آنکھیں کھولیں،اور کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

فلک دائیں ہاتھ کے انگوٹھا بہت نرمی سے اس کے نازک لبوں کو رگڑ رہا تھا۔

"کیا کر رہے۔۔۔"

اونہوں،بس ہو گیا۔"اس نے انگوٹھا ہٹالیا۔ماہ پارہ نے بے اختیار لبوں کو" جوڑ لیا۔

:جیسا پرامس کیا تھا۔۔۔"مسکرا کر سر گوشی کی"

"۔lovebird تم سے خوبصورت اب کوئی نہیں لگ رہا،"

ماہ پارہ ہنسی،فلک ہنسا اور کاریڈور میں کھڑی لڑکی نے بہت جل کر یہ منظر کیمرے میں محفوظ کیا۔

سب مجھ سے جلتے تھے۔"بتاتے ہوئے ماہ پارہ کی گردن اکڑ گئی،"

فلک ہینڈسم تھا۔سب خوبصورت لڑکیوں کو چھوڑ کر میری طرف مائل ہوا'

"تو وہ رقابت پر اتر آئیں۔""فلک کامران اس بارے میں جانتا تھا؟

"ہاں جانتا تھا لیکن ہم کبھی اس موضوع پر بات نہیں کرتے تھے۔"

وہ ماضی میں کھوئی ہوئی تھی:"جانتے ہو ڈاکٹر مجھے اس سے محبت کیوں

"ہوئی۔

کیونکہ وہ ہینڈسم تھا۔"احد مرزا بڑبڑایا۔"

"نہیں، کیونکہ وہ میری پرواہ کرتا تھا۔"

آج میں آپ کی پرواہ کر رہا ہوں جبکہ فلک کامران کی وجہ سے آپ پاگل"

خانے میں بیٹھی ہیں، کہیے ماہ پارہ، کیا اب آپ کو مجھ سے بھی محبت ہو جائے

"گی۔

"!تم فلک کامران کا ایک فیصد بھی نہیں ہو"

:خوشی ہوئی مجھے یہ سن کر۔۔۔"احد مسکرایا"

کہ مجھ میں ایک ٹھرکی دل پھینک انسان کی خصوصیات کا ایک فیصد بھی"
"نہیں ہے۔

تم فلک کامران کو جانتے نہیں۔" ماہ پارہ کو غصہ آنے لگا تھا۔"

"اگر میں کہوں کہ میں اس کو آپ سے بھی زیادہ جانتا ہوں۔"

احد مرزا کی آنکھوں میں چمک تھی۔ماہ پارہ کے چہرے پر بغاوت کے آثار نظر آئے۔

"کون ہو تم؟"

"ایک مسیحا۔"

اس نے سفید فریم آنکھوں پر ٹکا لیا۔

"جس پر آپ نے اعتبار کیا ہے۔"

"میں اب کسی پر اعتبار نہیں کرتی۔"

"تو فر فر مجھے سب کیوں بتا رہی ہیں۔"

:ایک لمحے کے لیے ماہ پارہ خاموش رہ گئی

بتائیں۔"احد مرزا نے کاپی پر بال پین رکھ دی:"بتاتی رہیں اور بتاتے"
"ہوئے اس رات تک آئیں جب آپ نے فلک کامران کو الوداع کہا۔

غضب کی بارش میں احد مرزا بھیگ گیا۔ چھتری لانا جو بھول گیا تھا۔
:ریسیپشن پر بیٹھی عورت نے عجیب سی نظروں سے اسے دیکھا
آج ملاقات میں ناغہ کر لیتے تو کیا بڑی بات ہوتی۔""آپ نے کبھی دوا"
میں کہا LRI میں ناغہ کیا ہے، اثر کیا ہوتا ہے؟"احد مرزا نے سپاٹ سے لہجے
اور کوٹ اتار کر ہک پر ٹانگ دیا۔ گیلی شرٹ سینے سے چپک رہی تھی۔
آپ کی کافی پہنچا دی گئی ہے۔"عورت نے بتانا ضروری سمجھا۔"
"اور مریضہ؟""میز پر رکھی کافی سے اڑتی بھاپ سے کھیل رہی ہے۔"

احد مرزا نے بے اختیار سر اٹھایا۔ہال میں بہت دور، اس کی آمد سے بے خبر ماہ پارہ کافی پر یوں انگلیاں لہرا رہی تھی جیسے منتر پڑھ رہی ہو۔

ہر ڈاکٹر کو کاٹ کھانے کو دوڑتی تھی۔"عورت بتاتی رہی":

"آپ نے کیا تکنیک لڑائی ہے صاحب جو پچھلے کچھ دنوں سے آپ کے آنے سے قبل ہی ہال میں آکر بیٹھ جاتی ہے اور کسی سے بات بھی نہیں کرتی۔"

احد مرزا کچھ نہ بولا۔اس کا چہرہ مزید سپاٹ ہو چلا تھا۔لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہ ماہ پارہ کی طرف بڑھا۔ماہ پارہ کھوئی ہوئی تھی، کھڑکی کے شیشوں پر پانی کے قطروں کا رقص دیکھ رہی تھی۔کچھ یاد آرہا تھا۔کچھ بہت برا بھی، بہت بھلا بھی!

"تم آؤ گی ناں؟"

فلک کے لہجے میں التجا سی تھی۔ گولڈن نائٹ، آخری نائٹ۔ رات دس بجے شروع ہو کر صبح دس بجے ختم ہونے والی نائٹ۔ یہ ڈاکٹروں کی نقل میں ہر یونیورسٹی ہی منانے لگی تھی۔

:سب فوٹوز بنوائیں گے۔ "فلک انگلیوں پر گنوا رہا تھا"

کیک کاٹیں گے، آٹو گراف لیں گے، یونیورسٹی لائف کی خوبصورت"

"یادوں کو زیرِ بحث لائیں گے۔۔۔

"اور پھر سب الگ ہو جائیں گے۔"

:یہ اداس ترین پہلو تھا۔ فلک امید افزا انداز میں مسکرایا

الگ ضرور ہوں گے لیکن ایک دوسرے کی خوبصورت یادوں کو لے کر"

"جدا ہوں گے۔

ماہ سر نہیں اٹھا سکی۔

"تم آؤ گی ناں۔"

نہیں۔ "ماہ پارہ کا سر سختی سے ہلا۔"

"کم آن ماہا، میں نے ہمارے لیے بہت کچھ پلان کر رکھا ہے۔"

کیا پلان کر رکھا ہے؟" ماہ پارہ نے تجسس میں سر اٹھایا۔"

: فلک مسکرا رہا تھا

"اگر میں نے ابھی بتا دیا تو تم کبھی نہیں آؤ گی۔"

یعنی آپ گئیں؟" احد مرزا نے ابرو اٹھائے۔"

مجھے نہیں جانا چاہیے تھا؟" ماہ پارہ نے پوچھا۔ احد مرزا نے کندھے اچکا"

دیے۔

جانے میں کوئی مضائقہ بھی نہیں ہے۔ دوستوں کا حق ادا کرنا پڑتا ہے۔""

"پھر اس نے کافی کا مگ لبوں سے لگا لیا، "کیا ہوا اس رات؟

سب ختم!" ماہ پارہ کی آنکھیں تاریک ہو گئیں۔"

پسِ منظر بھی تاریک تھا۔ماہ پارہ کی کھلکھلاتی آواز کاریڈورز میں گونج رہی تھی۔ فلک کی قدموں کی آوازیں طوفان سا برپا کر رہی تھیں۔سب آس پاس تھے، کھا پی رہے تھے، ہلا گلا کر رہے تھے، فوٹوز کھینچ کر تھک گ ئے تو اب جوڑا جوڑا ہو کر کہیں کہیں بکھر گ ئے۔

فلک نے نا محسوس انداز میں اس کا بازو تھاما اور اسے کھینچ کر سب سے دور لے گیا۔

سب آٹو گراف لے رہے تھے۔" ماہ پارہ نے شکوہ کیا۔"

"تم جس کا آٹو گراف چاہتی ہو وہ تمہارے ساتھ ہی جا رہا ہے۔"

فلک کی آنکھوں میں شرارت تھی۔وہ خلافِ معمول بہت خوش تھا۔ماہ پارہ اتنا ہی اندر ہی اندر گھٹ رہی تھی۔

میرا ریڈ ویلویٹ کیک تم پر ادھار باقی ہے۔" ماہ پارہ کہہ رہی تھی۔"

"زندگی ملی تو کسی نہ کسی دن تمہیں کھلا دوں گا۔"

:اور میرا لو برڈ۔۔۔" ماہ پارہ نے کلائی گھمائی"

"دیکھو مٹ گیا ہے۔ جبکہ تمہارا ٹیٹوا بھی بھی اتنا ہی پیارا ہے۔"

"زندگی رہی تو تم ایسا ہی ٹیٹو بنوا لینا۔"

زندگی کی بات کیوں کرتے ہو؟"ماہ پارہ کو جھرجھری آگئی۔"

زندگی ہی نہیں ہو گی تو کہاں تم اور کہاں میں۔۔۔"لاپروائی سے کہہ گیا۔"

جھیل کا پانی پورے چاند کے زیرِ اثر پر سکون نہیں تھا۔ کچھ ایسا ہی حال ماہ پارہ کا تھا۔ فلک رک گیا اور ماہ پارہ کے بازو تھام لیے۔

کیا میں کچھ ایسا کروں جو تمہیں ہمیشہ یاد رہے؟"""تم ہمیشہ یاد رہو گے۔"""

وہ دل کہ بات نہیں کہہ سکی۔ فلک نے اس کا بازو سیدھا کر کے ہاتھوں کی انگلیاں اپنی انگلیوں میں اڑا لیں۔ ماہ پارہ کا دایاں ہاتھ اپنے سینے پر پھیلا لیا۔

بالائی فینس سے پارٹی کی آوازیں آ رہی تھیں۔ ماہ پارہ کو ان آوازوں سے کوئی سروکار نہیں تھا۔

تم کیا کر رہے ہو؟"وہ واضح جھینپ گئی تھی۔"

ایک اچھی یاد بنا رہا ہوں۔"اس کا ہاتھ ماہ پارہ کی کمر پر جم گیا تو وہ کسمسا گئی۔"

"مجھے اچھا نہیں لگ رہا۔"

"پھر چھوڑ دوں؟"

اس نے ابرو اٹھائے، باخدا وہ یوں ابرو اٹھا کر سوال کرتا بہت اچھا لگا۔

میں نے یہ تو نہیں کہا۔" ماہ پارہ کی آنکھیں خود بخود جھک گئیں۔ فلک" کامران کا وجود اس پر غالب تھا۔اس کی جنبش پر ماہ پارہ کا وجود حرکت کر رہا تھا۔وہ مڈل کلاس گھرانے کی لڑکی۔۔۔وہ اپنا اپنا بھول گئی تھی، ہر مڈل کلاس گھرانے کی لڑکی پر ایک وقت آتا ہے جب وہ بھول جاتی ہے، جب وہ محبت پر ایمان لانے لگتی ہے۔۔۔

گھنے جنگلوں میں گھرا ہوں میں، بڑا گھپ اندھیرا ہے چار سو
کوئی اک چراغ تو جل اٹھے ذرا مسکرا میرے گمشدہ

'فلک۔'

:ماہ پارہ اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی

تم کہاں جاؤ گے ؟"اس نے بہت آہستگی سے پوچھا۔ فلک نے جواباً اپنی"

:کلائی کی جانب اشارہ کیا

میں ایک آزاد پنچھی ہوں۔ میرا جہاں جانے کا دل کرے گا، میں ادھر کا رخ"

"کروں گا۔

پھر وہ رک گیا۔ماہ پارہ کے فون پر وائبریشن ہوئی۔ گیٹ پر ماحن آگیا تھا، ماہ پارہ کا دل ڈوبنے لگا۔ زندگی سے گلہ کامران دور جانے لگا تھا۔۔۔

مجھے علم ہے کہ تو چاند ہے کسی اور کا مگر ایک پل

میرے آسمان حیات پہ ذرا جگمگا میرے گمشدہ

بس جا بھی رہی ہو؟"وہ ٹھٹک گیا۔ماہ پارہ نے جلدی سے فون کوٹ کی"

:پاکٹ میں ڈال لیا

"ماحن میرا انتظار کرلے گا۔"

:اور میں؟"اس کا لہجہ مدھم ہو گیا"

"میں تمہارا کتنا انتظار کروں گا؟"

فلک۔۔۔"وہ گڑبڑا گئی۔فلک کامران نے اس کے دونوں بازو تھام لیے:"

"تمہیں نہیں پتا میں تم سے کتنا پیار کرتا ہوں ماہا۔جیسے مجھے نہیں پتا تم مجھ سے کتنا پیار کرتی ہو۔"

فلک میں۔۔۔"وہ کچھ کہنے لگی تھی۔فلک نے اس کے لبوں کو ہتھیلی سے ڈھک دیا۔"

"مجھے مت بتاؤ۔بتاؤ گی تو مجھے مشکل میں ڈال دو گی۔"

وہ اس کی کلائیاں تھام چکا تھا۔آنکھوں میں دیکھ رہا تھا،متوجہ ہو چکا تھا۔

تیرے التفات کی بارشیں جو میری نہیں تو بتا مجھے تیری دشتِ چاہ میں کس لیے میرا دل جلا میرے گمشدہ

میں تمہارے احساسات سمجھتا ہوں ماہ پارہ۔ پر تمہیں پتا ہے ہم کبھی "ہم" نہیں تھے۔"

ماہ پارہ کا دل دھڑکا، زبان نے اعتراض کرنا چاہا لیکن بے اختیار سر ہل گیا۔ زبان گنگ تھی، آنکھیں مکمل قطر میں تھیں۔

ہماری کلاس، ہمارا اسٹائل ایک جیسا نہیں ہے۔ تو ہم ایک جیسے نہیں ہیں۔" ماہا۔" ماہ پارہ نے پھر سر ہلایا۔ فلک برابر کہہ رہا تھا:

میں نہیں چاہتا تم مجھے ایسی حقیقت بتاؤ جسے میں رد کروں تو تمہیں تکلیف ہو۔" میں نہیں چاہتا تم مجھے برا سمجھو ماہ پارہ۔"

ماہ پارہ کا سر اتنی ہی سختی سے اثبات میں ہل گیا۔ فلک کا سینہ اس کے ماتھے سے بار بار مل رہا تھا۔ وہ اپنے ہوش و حواس کھو رہی تھی، وہ اب آنسوؤں کو ضبط نہیں کر پا رہی تھی۔

میں۔۔۔تم سے پیار نہیں کرتی فلک۔"اس نے لب بھینچ کر کہا توسب گیلا "
ہو گیا۔سب اندھیرے میں ڈھل گیا۔اس کا سر مستقل طور پر فلک کے سینے
سے جڑ گیا،آنکھوں کا ہمیشہ کے لیے کھل گیا۔
کیونکہ تم ایک عقل مند لڑکی ہو۔مجھ جیسا فریبی انسان تمہارے لیے نہیں "
"بنا،میری جان۔

ابھی وقت ہے،ابھی سانس ہے،ابھی لوٹ آمیرے گمشدہ
مجھے ناز ہے میرے ضبط پہ،مجھے پھر رلا میرے گمشدہ

عقب سے یکلخت آواز آئی تو ماہ پارہ کے مدہوشی ہوش میں بدلنے لگی۔اس
نے بدک کر فلک کے سینے سے سر اٹھایا۔ماحن کی آنکھوں سے اضطراب و
استعجاب کا ایک طوفان جھلک رہا تھا۔

اس نے آپ کا راز رکھا؟"احد مرزا اس موڑ پر ٹیک چھوڑ کر بیٹھ گیا۔"وہ"

"چھوٹا بچہ نہیں تھا۔تب اکیس سال کا تھا۔سب سمجھ گیا۔

"چپ رہا؟"

"چپ رہ نہیں سکا۔"

"آپ کو پتا ہی نہیں چلا کہ میں نے بیس بائیس کالز کیں۔"

وہ ہلکے پھلکے شکوے کر رہا تھا۔ماہ پارہ چپ چاپ سنک کے آگے کھڑی منہ ہاتھ دھوتی رہی۔

سو طرح کے خدشات دل میں امڈ رہے تھے۔دل نہیں چاہ رہا تھا لیکن میں"
پھر بھی اندر آیا۔آپ وہاں کہیں نہیں تھیں۔مجھے نہیں معلوم تھا آپ ٹیکسی
لے کر گھر چلی گئی ہیں یا وہیں ہیں۔اتنی غفلت،ماہی باجی۔۔۔اچھی نہیں
"ہوتی۔

:تمہیں انتظار کرنا پڑنا۔۔۔"ماہ پارہ کی آواز کانپ رہی تھی"

"اس کے لیے سوری۔"

نل بند کر کے وہ کمرے میں آگئی، قدم لڑکھڑا رہے تھے، آنکھیں بہہ جانے کو تھیں۔ماحن ابھی بھی کمرے میں تھا۔

"کچھ چاہتی ہیں۔۔۔بتانا یا کھانا؟"

یعنی کچھ کھانا چاہتی ہیں اس وقت، یا دل میں کچھ ہے تو بتانا چاہتی ہیں۔

ماحن۔۔۔"حلق سے گھٹی گھٹی آواز نکل رہی تھی،"

"میں سونا چاہتی ہوں۔"

ماحن چپ چاپ کمرے سے نکل گیا۔نیند ماہ پارہ کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔

یہ نہیں کہ تیرے فراق میں، میں اجڑ گیا یا بکھر گیا ہاں محبتوں پہ جو مان تھا، وہ نہیں رہا، میرے گمشدہ۔۔۔

"دُردانہ "

دو دن بعد ہی تائی امی کو وہ گھر میں چبھنے لگی۔ ہر روز ثریا کو بلا لیتیں اور لڑکے والوں سے رابطہ کرنے کی کوشش کرتیں۔

"میں تو اب جوان لڑکی کو گھر میں نہ رکھوں۔ لوگ سو سو باتیں کرتے ہیں۔ بس جلدی سے لڑکے کی ماں کو کہہ کہ لڑکے کی بارات لے آئے۔ یہ چاند کا ٹکڑا اسے بار بار نہیں ملے گا۔"

وہ جاگیر دار لوگ ہیں تائی۔ کڑوروں کی زمین ہے ان کی۔ وہ نخرے تو دکھائیں گے ناں۔"

ثریا کو سن کر ماہین کو زیادہ غصہ آیا:

بلاوجہ نخرے دکھانا بھی اچھا نہیں ہے۔ تم بتاؤ، ماہ پارہ بھی کیا کمی ہے؟ لمبی" سوہنی ہے، ابھی بائیس سال کی ہے۔ پڑھی لکھی بھی ہے اور گھر داری بھی جانتی ہے۔ خوبصوت لڑکی سے بیاہ کرنا ہے ناں زمیندار نے، ہمارے گھر "سے تو نہیں کرنا۔ تو پھر گھر میں مین میخ کیوں نکال رہا ہے۔

:اونہوں، زمیندار کو کیا پتا رشتہ داریوں کا۔ "ثریا نے منہ بنایا"

یہ تو اس کی چچازاد بہن ہے جو نخرے دکھا رہی ہے۔ ورنہ میرا بس چاہے تو" "میں زمیندار کے کان بھر کے آج ہی اس کو گھوڑی پر بٹھا دوں۔

تین عورتیں اپنی باتوں میں مگن تھیں۔ کھڑکی سے اندر آتی سسکیوں کو کوئی نہیں سن پا رہا تھا۔ ماہ پارہ کی سسکیاں۔۔۔

اب محبوب کو یادوں سے بھی کھرچنا ہو گا، دل سے بھی نکالنا ہو گا۔۔۔۔

"آپ کو پتا تھا یہ دن آئے گا۔"

:احد مرزا نے سپاٹ سے لہجے میں کہا

وہ اعلیٰ ذات کا امیر مرد آپ کو دودھ سے مکھی کی طرح نکال دے گا۔ آپ"
"کو پتا تو تھا۔

: میں اگر اس کی جگہ ہوتی تو یہ نہ کرتی۔" ماہ پارہ نے سختی سے کہا"
مجھے لگا وہ محبت کا پاس رکھے گا لیکن، اس نے مجھے بولنے نہیں دیا۔ اس نے"
"مجھے تکلیف محسوس کرنے سے روک دیا۔

آپ پھر بھی ہجر میں آنسو بہاتی رہی۔" کتنا بچگانہ تھا سب اس کے لیے جو"
محبت کی الف ب سے بھی واقف نہیں ہے۔

میں اور کیا کر سکتی تھی۔" اس نے ہاتھوں پر ہاتھ دھرے۔"

: اور آپکا بھائی؟" احد مرزا نے بغور دیکھا"

"اس کا اس سب میں کیا کردار تھا؟"

جب بیوٹیشن نے اس کی انکھوں پر آئی لائنر لگایا تو خود بخود آنکھیں بہنے لگیں۔ پارلر والی لڑکی بگڑ گئی، ٹشو گیلا کرنے باہر گئی۔ ماہ پارہ نے آئینے میں دیکھا۔

نم آنکھیں اس قدر خوبصورت لگ رہی تھیں کہ وہ خود کو بھی دیکھ نہیں سکی۔

آپ اگر کبھی کھل کر ہنسی نہیں تھیں تو کبھی کھل کر روئی بھی نہیں تھیں"

"ماہی۔

:ماحن دروازے میں ٹکا تھا

"اب تو ایسا نہ کریں۔"

وہ۔۔۔اس نے آئی لائنر میری آنکھ میں مار۔۔۔"ٹوٹے پھوٹے لفظوں"

میں کہتے ہوئے ماہ پارہ آنکھ رگڑنے لگی۔

:ماحن نے پیار سے دونوں بازو اس کے گرد باندھ لیے

میں آپ سے بہت پیار کرتا ہوں، ماہی باجی۔ میں آپ کی ہر خواہش پوری"
"کر سکتا ہوں۔

:ماہ پارہ کی آنکھیں مزید بہنے لگیں

یہ مت سمجھیں کہ آپ کے ساتھ کوئی نہیں ہے! آپ اپنے لیے اسٹینڈ"
لیں۔ میں آپ کے برابر آ کھڑا ہو جاؤں گا۔ آپ کو فیصلہ کرتی ہیں میں اس
:میں آپ کا ساتھ دوں گا باجی۔" ماہ پارہ چپ چاپ سنتی رہی

"اگر آپ اس یونیورسٹی والے آدمی سے شادی کرنا چاہتی ہیں تو۔۔۔۔"
ماحن، تم ایک لفظ نہیں کہو گے۔" آنسوؤں کے جھرمٹ میں الفاظ نے"
بھی راستہ بنالیا۔

"میں آپ کو روتا ہوا نہیں دیکھ سکتا۔"

میں نہیں روؤں گی، باخدا میں آج کے بعد نہیں روؤں گی لیکن تم آئندہ،"
"اس بات کا تذکرہ نہیں کرو گے۔ بھولنے دو مجھے۔۔۔

بیوٹیشن واپس آئی تو وائپز اس کے ہاتھ میں تھے۔ماحن چپ چاپ کمرے سے نکل گیا۔

کیا ہوا پھر؟"احد مرزا نے ٹیک لگالی۔"

میری شادی ہو گئی۔"ماہ پارہ خواب ناک لہجے میں بولی۔"

آپ کا مطلب، آپ کی پہلی شادی ہو گئی۔"اس نے بال پین سے کچھ" لکھا۔ماہ پارہ کی نگاہیں دوبارہ اس کی آستین سے ڈھکی کلائی پر ٹک گئیں۔

: تیمور رفیع۔"احد مرزا نے سر اٹھایا"

: کیا وہ اچھا آدمی نہیں تھا۔"ماہ پارہ نے آنکھیں بھینچ لیں"

"وہ اچھا شوہر نہیں تھا۔"

"شاید اس لیے کیونکہ آپ اس کا فلک کامران سے موازنہ کرتی تھیں۔"

: ماہ پارہ نم آنکھوں سے مسکرائی

مقام یہ ہے ڈاکٹر، اگر میں اس کا فلک کامران سے مقابلہ کرنے لگتی تو وہ ہر"
"مرحلے میں ہار جاتا۔ لیکن میں نے کبھی مقابلہ نہیں کیا۔
پھر بھی آپ اس سے نباہ نہیں سکیں۔" وہ چبا چبا کر بولا۔"
"میں اس کے معیار پر پورا نہیں اتر سکی۔"

جواہرات سے لدی پھدی وہ لڑکی جانے کون تھی جو اسے بستر پر بٹھا کر غائب ہو گئی۔ نیم روشنی میں ماہ پارہ کا سر چکرانے لگا۔ تکلیف بڑھی تو اس نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا لی۔ نیم روشنی میں یونہی نیند آ گئی۔ سونا سونا ماحول تھا کہ یکا یک چہرے پر چھپا چھپ پانی آ گرا۔
ماہ پارہ چیخ نہیں سکی، ہڑبڑا کر اٹھی تو پانی حلق میں سفر کر گیا۔ تیمور رفیع کے بائیں ہاتھ میں شیشے کا گلاس تھا۔ گلاس کا پانی ماہ پارہ کا چہرہ گیلا کر گیا تھا۔
: تمیز کہاں ہے تیری؟" وہ غصہ نظر آ رہا تھا"

شوہر ابھی کمرے میں بھی نہیں آیا اور تو بری نواب زادی بن کر سو بھی"
"گئی۔

"وہ۔۔۔ نیند آگئی تھی۔"

کھانسی روکنے کے سبب ماہ پارہ کی آنکھیں لال تھیں۔ تیمور نے شیشے کا گلاس میز پر رکھا تو میز تھر تھرا گئی۔

پڑھی لکھی لڑکی لاؤں گی تیرے لیے، پڑھی لکھی۔۔۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے"
:ماں کی نقل اتار رہا تھا

"پڑھی لکھی لڑکی میں نہ عقل ہے، نہ تمیز، نہ حیا، نہ شعور۔"

وہ جھنجھلایا ہوا تھا، واسکٹ اتار پھینکی، میز کو ٹھوکر ماری، گھڑی دوسری طرف پھینکی۔

میں۔۔۔ میں جان بوجھ کر نہیں سوئی۔ بس، انجانے میں نیند آگئی،"

میں۔۔۔ میں معافی مانگ لیتے ہوں۔" ماہ پارہ کو اس کے ڈیل ڈول اور ماتھے
:کے بلوں سے خوف آیا۔ تیمور قمیض کے بٹن کھول کر بستر تک آیا

"اب کیوں احمقوں کی طرح گیلے بستر پر پڑی ہے۔اٹھ اور کپڑے بدل۔"

ماہ پارہ لمحے میں اٹھی۔زیورات اتارے، کپڑے بدلے، پھر واپس آئی تو تیمور بیڈ پر لیٹا، ہنوز کچھ بڑبڑا رہا تھا۔ماتھے کے بل قائم تھے۔ماہ پارہ بہت آہستگی سے بستر پر لیٹی تو قمیض کا نچلا حصہ گیلا ہوتا گیا۔اب کیا ہو سکتا تھا۔

وہ آنکھیں بند کر گئی۔

: وہ غصے کا تیز تھا۔"ماہ پارہ کہہ رہی تھی"

"اور بیوی کے معاملے میں بہت پوسیسو۔"

"آپ سے پیار کرتا تھا؟"

: جبر کرتا تھا۔"ماہ پارہ بتاتے ہوئے بھی گھٹ رہی تھی"

اس کی طبیعت کے خلاف ذرا سی بات ہو جاتی تو زبان اور ہاتھ دونوں کا"

"استعمال کرتا۔

کیا آپ اسے برداشت کر سکتی تھیں؟"احد مرزا نے پوچھا۔"

میں اسے برداشت کر رہی تھی۔ میں اسے برداشت کر لیتی۔ لیکن وہ ہم"
میاں بیوی کے درمیان کانٹا تھا۔ """کون، فلک؟" احد مرزا چونکا۔ ماہ پارہ
نے نفی میں سر ہلایا:

"دُردانہ۔"

وہ درمیانے قد کی لڑکی ہمہ وقت زرق برق لباس زیب تن کیے، جواہرات پہنے، دوپٹے سے منہ ڈھکے، تیمور کے جانے کے بعد دالان میں کمرے کے عین آگے آ بیٹھتی۔

"تمہیں اور کوئی کام نہیں ہے۔"

ایک دن ماہ پارہ نے پوچھ لیا۔ لڑکی ہنسی:

دردانہ خان کی زندگی میں بس ایک ہی کام تھا۔ تیمور رفیع خان کی خدمت"
کرنا، اس کے چاکری کرنا، اسے خوش رکھنا۔ اب عہدے بدل گے ہیں تو

دردانہ بے روزگار ہو گئی ہے۔ سوچ رہی ہے کہ کیسے دوبارہ تیمور رفیع کا دل

"جیتے؟

:بہو کے دماغ میں زہر مت بھر دردانہ۔" برآمدے سے بڑھیا کی آواز آتی"

"میرا تیمور نہ تجھے پہلے گھاس ڈالتا تھا اور نہ کبھی ڈالے گا۔"

وقت بتائے گا۔" دردانہ نے ہنس کر کہا تو ماہ پارہ کو بہت خوف آیا۔"

وہ تیمور کو چاہتی تھی؟" احد مرزا نے ٹیک چھوڑ دی۔ یہ اسے دلچسپ لگا۔"

وہ تیمور کی چچازاد بہن تھی۔ لیکن تیمور کی ماں کی نظروں میں تیمور کی بیوی"

"بننے کے لائق نہیں تھی۔ دردانہ کو اس امر نے باغی بنا دیا۔

:اور آپ کا رقیب بھی؟" احد مرزا سمجھ گیا"

"دردانہ کے دلی جذبات سے۔۔۔ تیمور واقف تھا؟"

وہ اسے بہن سمجھتا تھا۔ اس پر یقین کرتا تھا۔ اس کی بات مانتا تھا، صحیح غلط،"

"اس کی ہر بات کو سچ کہتا تھا۔ اور میں۔۔۔

:احد مرزا کو ماہ پارہ کی آنکھوں میں نمی تیرتی نظر آئی

اس کے لیے اس کی بے حیا بیوی تھی۔ یہ بات اس کے ذہن میں پہلے دن"
"ہی بٹھا دی گئی تھی۔

:سر اٹھا کر اس نے احد مرزا کو دیکھا

اور پھر مرد تو ہمیشہ لائی لگ ہوتے ہیں، ان کی عقل موٹی ہوتی ہے، کان"
سے جو سنتے ہیں، اسے نکالتے نہیں ہیں۔ شک کرتے ہیں، جبر کرتے ہیں،
"شوہر کیا ہو گئے، بیوی کو ہیچ سمجھتے ہیں۔

"اس نے آپ کو ہیچ سمجھا؟"

:اس نے مجھے مارا۔۔۔ "ماہ پارہ وحشت زدہ تھی"

:تھپڑوں سے، ڈنڈوں سے، جوتوں سے۔۔۔ "آنسو خود بخود بہنے لگے"

"ایک بار، دو بار، کئی بار، بار بار۔۔۔"

:ساتواں حصہ

' اتنی سوہنی '

دل ساکن تھا۔ہر شے ساکن تھی۔ماہ پارہ کی آنکھیں،اس کا وجود،احد مرزا کی نظریں،اس کا قلم،کافی سے اڑتا دھواں،سب ساکن تھا۔کوئی کچھ نہیں بولا۔بہت دیر تک نہیں بولا۔

ایک سال کے 365 دن۔چار سالوں کے 1406 دن۔"ماہ پارہ اداسی" :سے مسکرائی

میں نے اسے ایک ہزار اور چار سو چھے دنوں تک صرف اس لیے برداشت" "کیا کیونکہ وہ میرا شوہر تھا۔

:طلاق آپ کا حق تھا۔"احد مرزا نے کندھے اچکائے"

چوائس آپ کی تھی۔"ماہ پارہ مسکرائی،"آپ مرد ہیں،آپ کے لیے یہ" "کہنا آسان ہے۔

پھر اس نے دوبارہ ٹیک لگالی: "جانتے ہیں مردوں کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک بہت دقیانوس، ایک بہت آزاد خیال۔ دوسرے پر کمپرومائز کیا جا سکتا ہے لیکن پہلے پر، کسی صورت نہیں۔"

لیکن آپ نے چار سال تک کمپرومائز کیا۔" احد مسکرایا۔ ماہ پارہ کی آنکھیں" :میں نمی تھی

"کوئی نہیں جانتا کہ میں نے کیا سہا۔"

تیمور ڈکارتے ہوئے موڑ مڑا اور ماہ پارہ کو سامنے دیکھ کر اس کا ہاتھ اٹھ گیا۔ کیا لینے گئی تھی ملکوں کی حویلی میں؟" وہ اپنی پوری قوت سے دھاڑا۔ ماہ پارہ" ساکت تھی۔

جمعہ جمعہ آٹھ دن نہیں ہوئے تجھے اس گھر میں آئے، ایک بار بھی مسلسل" آٹھ گھنٹے نہیں گزارے تو نے اپنے شوہر کے ساتھ لیکن پورے اٹھارہ گھنٹے تو ملکوں کی حویلی میں بیٹھی کُڑیوں کے ساتھ ہلا گلا کرتی رہی۔"

"ہلا گلا نہیں کر رہی تھی، میں تو وہاں اپنی مرضی سے بھی نہیں۔۔۔"

"دس گیارہ پتر ہیں ملک حنیف کے، ایک سے بڑھ کر ایک کمینا، ایک سے بڑھ کر ایک شرابی کبابی حرامی اور تو وہاں منہ اٹھا کر چلی گئی۔

تیمور، ماں جی مجھے لے کر گئی تھیں۔" یہ سچ تھا۔"

جھوٹ نہ بک۔" تیمور دھاڑا اور ایک اور تھپڑ جڑ دیا۔ دردانہ بڑے مزے"

سے سب دیکھ رہی تھی۔

"آپ تیمور بھائی کی بیوی نہیں ہو سکتیں۔"

وہ ان کے خاندان کا واحد لڑکا تھا جو گریجویٹ تھا۔ ایل ایل بی کیا تھا اس نے۔

لہجہ بھی شائستہ تھا۔ سب دعوت اڑا رہے تھے اور وہ کچن کے دروازے میں

: کھڑا تھا۔ اپنی فطرت کی وجہ سے ماہ پارہ سے تھوڑا بے تکلف تھا

"آپ تو اتنی پیاری اور اتنی پتلی ہیں۔ بھائی اتنے غصیل اور موٹے ہیں۔"

ماہ پارہ مروت میں مسکرائی۔ سیڑھیاں اتر کر بیٹھک میں جاتے تیمور نے دیکھ لیا۔ لپک کر رسوئی میں آیا۔ ماہ پارہ ملازماؤں کے ساتھ کھانے کا سامان بیٹھک میں پہنچوا رہی تھی۔

لائیں بھابی، میں لے جاتا ہوں۔" لڑکا رفو چکر ہو گیا۔ ماہ پارہ بھی ٹرے اٹھا"
کر جانے لگی تھی، تیمور نے یکلخت اس کی کلائی جکڑ لی۔ ٹرے زمین بوس ہو گئی، چاول پھیل گ ئے۔

کیوں ہنس رہی تھی اس کے سامنے، کیا کہہ رہا تھا وہ؟" دھاڑ کر پوچھا۔"

"وہ بس۔۔ پوچھ رہا تھا۔۔۔"

"مجھے زہر لگتی ہیں بے حیا عورتیں۔"

تیمور نے اس کی کلائی موڑ دی۔ ماہ پارہ کی آنکھوں سے آنسو اور حلق سے گھٹی گھٹی چیخ نکلی۔ تیمور نے چھری اٹھالی۔

"دل کر رہا ہے تیرے دل میں گھونپ دوں۔"" تیمور پلیز۔"

:وہ بری طرح کانپ رہی تھی۔ تیمور نے جھٹکا دے کر چھوڑا

اپنے کمرے میں دفع ہو جا۔اور یہ خباثت سے بھرا وجود لے کر باہر دکھائی" مت دینا۔ مہمانوں کو بھگتا لینے دے۔آج تیری طبیعت بھی صاف کرتا "ہوں۔

ماہ پارہ سسکی لے کر بھاگ گئی۔دل دھک دھک کر رہا تھا۔

تیمور رات دیر سے واپس آیا۔ ملازمہ کوارٹر میں سو چکی تھی،ماہ پارہ نے کھانا میز پر چن دیا۔ وہ عموماً اپنے لباس پر توجہ نہیں دیتی تھی لیکن آج دن میں اچھا کامدار جوڑا پہنا ہوا تھا۔رات ہوئی تو اسے اتار دیا اور ڈھیلا ڈھالا لباس پہن لیا۔

"پانی دو۔"

وہ جلدی جلدی نوالے نگل رہا تھا۔ماہ پارہ پانی ڈالنے کو میز پر جھکی۔ تیمور نے نگاہ اٹھا کر گلاس پکڑنا چاہا اور اسے لمحے توجہ بٹ کے ماہ پارہ پر مرکوز ہو گئی۔ دوپٹے سے جھانکتے اس کے تقریباً سارے ہی بال چہرے پر گر رہے تھے،

اور جھکنے کے سبب آرام دہ سوٹ کی قمیض کے نسبتاً کھلے گلے سے حسن کے پہاڑ جھلک رہے تھے۔

تیمور کے لبوں پر ظزیہ مسکراہٹ ابھری۔وہ چمچ اور چھری پلیٹ میں مار کر اٹھا۔"

"پھر کہتی ہے کہ مجھے تیمور بے حیا کہتا ہے۔

اس نے ماہ پارہ کو کلائیوں سے گھسیٹ کر قریب کیا اور دوپٹہ اتار پھینکا۔

"تیمور۔۔۔"

جب سب کھول کر دکھانا ہی ہے تو تجھے ان لیتروں سے جسم چھپانے کی کیا"

"ضرورت ہے۔

اس نے کریب کی شلوار قمیض یونہی پھاڑ دی۔ماہ پارہ کا بدن خود بخود سمٹ گیا۔ تیمور نے بازو مار کر آبنوس کی میز پر پڑے برتنوں کو ادھر ادھر لڑھکایا

"اور اسے ماہ پارہ کے خوبصورت بدن سے سجا دیا۔"تیمور۔۔۔

: بازوؤں کا تکیہ ہی ستر تھا۔آنکھیں نہ خود کو دیکھنا چاہتی تھیں اور نہ تیمور کو

پلیز کمرے میں لے جاؤ۔" وہ رو رہی تھی۔"

گاؤں کی بیٹھک میں نہ لے جاؤں۔" وہ اسے بے لباس کر کے پیچھے ہٹ"
گیا۔ تبھی بیرونی دروازے میں آہٹ ہوئی۔ تیمور نے گردن گھما کر دیکھا۔
: ملازمہ سر جھکانے کے سوا کچھ نہ کر سکی

وہ جی۔۔۔ خصم نے بتایا کہ خان صاحب کھیتوں سے واپس آگ ئے ہیں تو"
"ان کے لیے کھانا لگا دوں۔ پہلے آنکھ لگ گئی تھی صاب۔

"کھا لیا صاب نے کھانا۔"

تیمور نے رفو چکر ہونے کا اشارہ کیا۔ ملازمہ الٹے قدموں لوٹ گئی۔ ماہ پارہ کا
: وجود ساکت ہو چکا تھا۔ تیمور نے ہنستے ہوئے اس کے چٹکی کاٹی

اب صبح یہ ملازمہ سب کو بتائے گی کہ خان تیمور کی بیگم تو اندر سے بھی اتنی"
"سوہنی ہے، اتنی سوہنی ہے، اتنی سوہنی ہے۔۔۔

ماہ پارہ نے سسکی بھرتے ہوئے اپنے کپڑے اٹھائے اور ان میں چھپتی چھپاتی
کمرے میں بھاگ گئی۔

ماہ پارہ ہانپتی ہوئی حویلی میں داخل ہوئی۔ تیمور کو دالان میں ایستادہ دیکھ کر اس کی جان میں جان آئی۔

تیمور۔۔۔"وہ اس کی جانب لپکی۔ تیمور بھی عین اسی وقت اس کی جانب" لپکا۔ماہ پارہ اس کے سینے سے لگنے لگی تھی، تیمور نے اپنی پوری قوت سے اس کا گال لال کر دیا،

"کہاں سے آرہی ہے بے غیرت؟"

تیمور۔"ماہ پارہ کے آنسو نکل آئے،دردانہ بھی ستون کے پاس کھڑی تھی۔" کھیتوں کی سیر کرنی تھی تجھے؟خان تیمور کی بیوی کو کھیتوں کی سیر کرنی" "تھی؟

تیمور دردانہ مجھے لے کے کر گئی تھی۔"

یہ سچ تھا کہ دردانہ صبح سویرے اسے سمجھا بجھا کر کھیتوں کی سیر کا بہانہ بنا " کر لے گئی تھی۔

"لے کر تو وہ ہی گئی تھی لیکن اس کے ساتھ واپس کیوں نہیں آئی۔"

تیمور تھپڑ پر تھپڑ مار رہا تھا۔ماہ پارہ کے نکلنے والے الفاظ ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھے:

"اس نے مجھے۔۔۔۔ چھوڑ دیا۔۔۔وہاں سے۔۔۔واپس آ گئی اور مجھے اکیلے چھوڑ۔۔۔۔راستہ نہیں پتا تھا۔۔۔پیدل آئی۔۔۔میں پیدل۔۔۔"

تیمور نے سنا نہیں، جوتے برسانے لگا۔

"یہ لباس پہن کر گئی تھی تو کھیتوں کی سیر کرنے۔" ماہ پارہ کی ہر چیز قابل اعتراض تھی:

"دراصل اپنا تماشہ بنانے گئی تھی تو وہاں۔"

ماہ پارہ نے کسی نے نہیں سکی۔وہ پارہ پارہ ہو گئی۔

پڑھی لکھی عورت کے پاس یہ حق ہوتا ہے کہ وہ قانون کی مدد لے سکے۔"

"قانون نہ سہی تو اپنے خاندان کی مدد لے سکے، اپنے بھائی۔۔۔

"احد مرزا نے خاص طور پر لفظ 'بھائی' پر زور دیا: "بھائی کی مدد لے سکے۔
اور پڑھی لکھی عورت کے پاس یہ دلیل ہوتی ہے دینے کے لیے کہ اس"
"نے شوہر کا جو تشدد سہا، اپنے شوہر کے لیے ہی سہا۔
آپ نے چار سال تک تشدد سہا۔اس سب کا ذمہ دار آپ کسے ٹھہراتی"
:ہیں؟"احد مرزا کے سوال پر ماہ پارہ نے بہت دیر سوچا
"تیمور رفیع کو۔"
احد مرزا نے بازو میز پر رکھے: "جانتی ہیں میں اس تشدد کا ذمہ دار کسے ٹھہراتا
"ہوں؟
ماہ پارہ نے سولایہ نگاہوں سے دیکھا،
:آپ کو۔۔۔"احد مرزا نے کہا۔ماہ پارہ کی آنکھیں جھک گئیں"
:آپ نے تیمور کا تشدد برداشت کیا کیونکہ۔۔۔"وہ لمحہ بھر کو رکا"
آپ کے دل میں چور تھا۔فلک کامران کا وجود ابھی بھی آپ کے دل میں"
تھا۔آپ اپنے شوہر کے ساتھ مخلص تھیں لیکن آپ کو لگتا تھا آپ مخلص

نہیں ہیں۔اس لیے آپ اس کے کوڑے برداشت کرتی رہیں۔وہ آپ کو ذلیل کرنے کے بعد اکڑ جاتا لیکن آپ اس کے ہاتھوں ذلیل ہونے کے بعد بھی اسی کے تلوے چاٹتیں،اپنے لیے اسٹینڈ کبھی نہیں لیتیں۔کیوں ایسا ہی ہے ناں؟"

ایسا ہی ہے۔"اس نے سر جھکا لیا۔"

تو غلطی کس کی؟"ماہ پارہ کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرے،"

"!میری"

سوٹ سے جھانک کر دیکھا۔ تیمور کمرے میں آچکا تھا۔ماہ پارہ کمرے سے محلق واش روم سے جھانک رہی تھی۔اس نے چہرے کے زخموں کو غازہ مل کر چھپا لیا تھا۔لبوں پر سرخی مل لی،اپنا عمدہ ترین جوڑا پہنا۔ تیمور کی اس کی جانب پیٹھ تھی،ماہ پارہ بہت ہمت کر کے باہر آئی۔

کھانا لگادوں؟" تیمور چونک گیا۔غالباً خیال اسے لگا تھا کہ کمرے میں اکیلا"
" ہے۔
السلام علیکم مجھے نہیں پتا میں نے کیسا لکھا ہے مجھے ملازمہ کو کہہ، باہر لگادے
"گی۔
مخصوص لہجے میں کہا۔ماہ پارہ نے سر جھکالیا۔ تیمور نے واسکٹ اتاری، ماہ پارہ
نے تمام ہمت ہاتھوں میں مجتمع کی اور اس کی پشت پر آکر واسکٹ اس کے
بازوؤں سے اتار دی۔
"آج کیا نیا گل کھلانے کی کوشش کر رہی ہے۔"
وہ ہنسا۔ماہ پارہ نے اپنی نازک سی کلائیاں اس کے گرد باندھ کر سر اس کی کمر
:پر رکھ دیا
کہنے آئی ہوں کہ۔۔۔"اس نے آنکھیں بند کر لیں: "مجھے مارا نہ کریں،"
"تیمور۔

اچھا، ماروں نہ تو کیا تجھے آنکھوں پہ بٹھاؤں۔" وہ کلائیوں سے تھام کر اپنے"
سے کئی گنا ہلکی ماہ پارہ کو سامنے لایا۔

میں آپ کی بیوی ہوں تیمور۔" ماہ پارہ نے ضبط کیا کہ آنکھیں آنسو نہ"
:بہائیں

آپ کی ہر بات مانتی ہوں، آپ جو کہتے ہیں وہ کرتی ہوں۔ میں نے آپ"
سے کبھی اونچی آواز میں بات نہیں کی، آپ کی کسی بات کو رد نہیں کیا، پھر
" بھی آپ۔۔۔ مجھے مارتے ہیں۔

:وہ بالآخر سسک ہی پڑی۔ تیمور غصہ کم اور جھنجھلایا ہوا زیادہ لگتا تھا

"تو پھر کیا کروں؟"

مجھے مارا نہ کریں۔" اس نے کہہ کر سر جھکا لیا۔ تیمور متذبذب سا دیکھتا رہا۔"
اچھا میرے لیے کھانا تو لگوا۔" اس کا انداز جان چھڑانے والا تھا۔ ماہ پارہ کے"
لبوں پر بس اتنے میں ہی مسکراہٹ تیر گئی۔ وہ عجلت میں کمرے سے نکلی۔
دردانہ آتش فشاں آنکھوں کے ساتھ روبرو تھی۔

"دردانہ۔۔۔"اس کا انداز ہمیشہ ماہ پارہ کو ڈراتا تھا۔"تیمور تیرا نہیں ہے۔"
وہ سانپ کی طرح پھنکاری۔ماہ پارہ واقعی خوفزدہ ہو گئی۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"چار سال۔"

:ماہ پارہ نے انگلیوں پر گنا

چار سال میں اس شخص کی بیوی رہی لیکن دردانہ خان کو چار سال کے بعد"
"بھی لگتا تھا کہ تیمور میرا نہیں ہے۔اس کا اندازہ کتنا درست تھا ناں ڈاکٹر۔

:احد مرزا نے کوئی تبصرہ نہ دیا۔اس کی نگاہیں ورق پر جمی تھیں

آپ تیمور رفیع جیسے متشدد مرد کے ساتھ چار سال رہیں۔"احد مرزا نے سر"
:اٹھایا

اس دوران کسی نے سوال نہیں اٹھایا کہ آپ کا کوئی بچہ کیوں نہیں ہے؟""""
سن کر ماہ پارہ کی آنکھوں کے گوشوں میں لالی نظر آنے لگی۔"دردانہ سوال کا

جواب دینے کے لیے کافی تھی۔وہ پورے گاؤں میں۔یہ بات پھیلا چکی تھی

"کہ۔۔۔۔

ماہ پارہ نے لمحہ بھر کے لیے حجاب کھایا: "کہ تیمور رفیع کو اپنی بیوی سے ذرا

"بھی انس نہیں ہے۔بچہ پیدا کرنا تو دور کی بات۔

احد مرزا کی نگاہیں پیپر پر ہی ٹکی رہیں: "یوں اچانک تیمور نے آپ کو طلاق

کیوں دی۔" ماہ پارہ نے سن کر بے چارگی بھری مسکراہٹ کے ساتھ کرسی

کی پشت پر سر رکھ لیا،

"یہاں بھی دردانہ۔"

ملازمہ حسبِ معمول میز پر بعام چن رہی تھی، ماہ پارہ نگرانی میں مصروف

تھی۔

ثریا۔"دردانہ نے بڑے رازدانہ انداز میں کچن میں داخل ہوتی ملازمہ سے"

:پوچھا

کیا خان صاحب ماہ پارہ کو نہیں بتا کر گ ئے کہ انہیں زمینوں سے واپسی"

"میں دیر ہو جائے گی؟

واپسی میں دیر؟" ملازمہ ٹھٹک گئی،"

نہیں تو بی بی جی کو تو نہیں پتا۔" ملازمہ نے ٹرے بھی شیلف پر واپس رکھ"

:دی

باجی اور میں تو صاحب کے لیے کھانا لگا رہے تھے، اب سب سامان واپس"

"ڈھوؤ۔

دردانہ کے ذہن میں یکلخت ہی خرافاتی منصوبہ آیا۔ اس نے ملازمہ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

:تو ماہ پارہ سے وہی کہے گی جو میں کہوں گی۔" ملازمہ سہم گئی"

کیا کہنا ہے جی؟" دردانہ نے اسے مکالمے رٹوائے۔"

"تیرا بھائی کہاں ہو گا اس وقت؟"

وہ۔۔۔ وہ کیا کرے گا جی؟" ملازمہ گھبرا گئی۔"

"بس ایک چھوٹا سا کام کرنا ہے۔ خوب پیسے دوں گی۔"

پیسوں پر سب لٹو ہو ہی جاتے ہیں۔ ملازمہ کو سب سمجھا کر دردانہ کچن سے یوں نکلی جیسے چونک گئی ہو۔

یہ کھانا کس کے لیے لگوایا جا رہا ہے؟" ماہ پارہ نے دھیان نہ دیا۔"

تیمور کے لیے۔" چپکے سے کہہ گزری۔"

ارے تیمور کے لیے یہاں کھانا کیوں لگوا رہی ہو؟ اس نے تو آج شہر جانا"

"تھا۔ تمہیں ساتھ لے کر جانا تھا۔

: ماہ پارہ سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔ دردانہ نے فوراً ملازمہ کو آواز دی

"ثریا، کہاں ہو؟"

: ثریا چراغ کے جن کی طرح حاضر ہوئی

بہورانی کو بتایا نہیں کہ ان کے شوہر حضور آج ان کو دعوت اڑانے اپنے"

"ساتھ شہر کے جانا چاہتے ہیں۔

: ملازمہ کا یکلخت رنگ اڑا۔ اس نے سر پر ہاتھ مارا

اوہ، معاف کردو باجی، بھول گئی، بھول گئی۔" دردانہ نے گھڑی کی جانب "
:دیکھا

ساڑھے دس ہو گئے ہیں، بھلکڑ عورت۔ صاحب تیرے دس بجے سے "
سڑک پر کار میں انتظار کر رہے ہوں گے۔ چادر اوڑھ اور ملکانی کو لے کر چل
فٹافٹ۔" ماہ پارہ ابھی تک صورت حال سمجھ رہی تھی۔

تیمور نے مجھے کچھ نہیں بتایا۔" وہ ہچکچا گئی۔ دردانہ ہنسی،"

اچھا، پہلے تیرے تیمور تجھے سب بتاتے ہیں کیا؟" پھر وہ ہنستی گئی،"
جا سر ڈھک کر آ۔ اور دیر کیے بغیر ثریا کے ساتھ نکل جا۔ تجھے تو شاید یہ پتا"
" بھی نہیں ہو گا کہ تیرے شوہر کو انتظار کرنا بڑا ناپسند ہے۔

جلدی کرو باجی۔ خان صاحب تو دیری کرنے پر میری چمڑی اڈھیر دیں "
گے۔" ملازمہ جلدی جلدی مچا رہی تھی، لیکن ماہ پارہ نے محسوس نہیں کیا

کہ۔۔۔

وہ نظریں نہیں ملا رہی تھی۔دردانہ اپنے کمرے میں پلٹ گئی، کریڈل سے ریسیور اٹھایا اور نمبر بلایا۔"بولو۔۔۔"دردانہ نے لہجہ دہشت انگیز بنالیا:

"تیمور۔۔۔ تیمور وہ، وہ ماہ پارہ۔۔۔"

کیا ہوا؟"وہ کچھ تو بھانپ گیا تھا۔"وہ ماہ پارہ۔۔۔ماہ پارہ ابھی۔۔۔ابھی"

"ابھی۔۔۔

ماہ پارہ نے کیا کیا ہے دردانہ؟"تیمور نے دھاڑ کر پوچھا۔دردانہ نے طمانیت سے آنکھیں بند کرلیں۔اسے تیمور کے اسے غصے کا تو انتظار تھا۔

"احد مرزا نے کافی کا مگ اس زور سے رکھا کہ میز تھرا گئی۔"ہاؤ اسٹوپڈ۔

وہ کہے بغیر نہ رہ سکا:

میں چاہے جتنا بھی بے وقوف ہوں، اس عورت پر کبھی بھروسہ نہیں"

کروں گا جو چار سال تک میری جڑیں کاٹتی رہی اور میرے شوہر کو میرے خلاف بھڑکاتی رہی۔

جس قدر نازک طبع آپ نظر آتے ہیں ناں احد مرزا۔۔۔"ماہ پارہ کے"
:لبوں پر اداس مسکراہٹ قائم تھی

آپ ایک عورت ہوتے اور آپ کا شوہر تیمور رفیع جیسے مرد ہوتا تو اس"
رات، میں نے تو پھر چند منٹوں کی تاخیر کی، آپ یہ سن کر کہ آپ کو آپ
کے شوہر نے جہاں بلایا تھا وقت پر نہیں پہنچے، آپ ایک منٹ کی بھی تاخیر نہ
"کرتے۔

اگر میں عورت ہوتا تو کب کا طلاق بھی لے چکا ہوتا۔" وہ کچھ بھڑکا ہوا تھا۔"
جانے کیا مسئلہ تھا۔ماہ پارہ چپ چاپ اسے دیکھتی رہی۔احد مرزا نے کافی کا
مگ لبوں سے لگا کر غٹا غٹ کافی ختم کی۔

"جنگل سے ملحق سڑک تک ملازمہ آپ کے ساتھ نہیں تھی؟"

ملازمہ ساتھ تھی۔اگلے ہی لمحے ملازمہ ساتھ نہیں تھی۔ماہ پارہ کا دل اس
زور سے دھڑکا کہ کبھی نہ دھڑکا تھا۔

ثریا۔"اس نے نقاب کس لیا حالانکہ آس پاس کوئی نہ تھا۔"

"ثریا۔"

وہ رو دینے کو تھی۔ جھالر والی فراک پر لگے گھنگرو اس کی حرکت پر شور مچا رہے تھے۔

"ماہ پارہ۔"

سرگوشی میں آواز آئی۔ماہ پارہ کی سانسیں تک تھم گئیں۔

کون؟"وہ ٹھٹک گئی۔"

یہاں آؤ۔"سرگوشی دوبارہ آئی۔"

تیمور آپ ہیں؟"اس کی نسوانی آواز جنگل کا سکوت توڑ رہی تھی۔جواب نہ" ملا تو ماہ پارہ نے بے اختیار دو قدم بڑھائے،درختوں کے جھنڈ میں کوئی تو کھڑا تھا۔

تیمور،مجھے ڈرا رہے ہیں آپ۔"عین اسی وقت کسی نے اسے بازو سے کھینچا" اور سینے سے لگا کر بھینچا۔ماہ پارہ کی چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی۔

ششش۔۔۔"اس نے ماہ پارہ کو نرمی سے تھپکا تو ماہ پارہ نے اپنا سر مزید اس"
:کی سینے میں چھپالیا:"مجھے ڈر لگ رہا ہے۔"اس کی سسکی بد آمد ہوئی
حویلی میں کتنی روشنی ہوتی ہے۔یہاں کتنا اندھیرا ہے۔کچھ نظر بھی نہیں"
"آرہا ہے۔

پر مجھے تو سب نظر آرہا ہے، بے غیرت۔"تیمور کی دھاڑ ماہ پارہ کی ریڑھ کی"
ہڈی میں سنسناہٹ پیدا کر گئی۔وہ بدک کر ہٹی۔ تیمور عقب میں تھا۔تو وہ
جس کے سینے سے لگی کھڑی تھی وہ۔۔۔

ماہ پارہ نے دیکھا۔۔۔وہ تو کوئی انجانا چہرہ تھا۔

دردانہ کا کھیل کام کر گیا تھا۔

دروازہ دھڑ دھڑ بجایا جارہا تھا۔ماہین کے دونوں بچے کسمسانے لگے۔ برہان
فیکٹری سے دیر سے آیا تھا، سو اس کی نیند میں خلل نہ آیا۔یہ ماحن تھا جو
آنکھیں مسلتے ہوئے اٹھا۔

"کون؟"

صبح کے پانچ بجے کون؟دروازہ پھر دھڑ دھڑ کھڑ کایا گیا۔

"کھول رہاہوں، کھول رہاہوں، صبر تو۔۔۔"

ماحن نے کنڈاالٹ دیا۔سامنے ماہ پارہ نہیں تھی۔وہ کوئی عورت تھی جو سیاہ پھٹی چادر میں پارہ پارہ تھی۔

"کون ہے ماحن؟"

ماہین پیچھے پیچھے آئی۔ماہ پارہ کی سوجی ہوئی نم آنکھیں سپاٹ تھیں۔

"ماہی۔"

وہ دود ہلیز سے اندر تھے،ماہ پارہ باہر۔ماہ پارہ نے چادر گرادی۔اس کے جسم کے کپڑے تار تار تھے۔

ماہی۔"ماہین کے حلق سے چیخ برآمد ہوئی۔ماحن کی مٹھیاں بھینچ گئی" تھیں۔

عورت دوپہر کا کھانا اس کے سامنے رکھ گئی۔ماہ پارہ نے خالی خالی آنکھوں سے اسے دیکھا۔

ڈاکٹر نہیں آیا؟"اس نے آہستگی سے پوچھا۔"

نہیں۔"عورت خشک لہجے میں کہہ کر مڑی۔"

کیوں نہیں آیا؟"ماہ پارہ کی آواز پست تھی۔عورت رک گئی،ظزیہ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی:

"تجھے نہیں پتا؟"

اس نے حیران نظر آنے کی ایکٹنگ کی،

پچھلے دو ہفتوں میں وہ جتنی بار تجھ سے ملنے آیا ہے اتنی بار تو دو مہینوں میں تجھ سے کوئی ملنے نہیں آیا۔ڈاکٹر کو تو نے ملنے نہیں دیا،بھائی سے ملنے سے انکار کر دیا،شوہر پر ہر اس منٹ کا کیس ٹھوک رکھا ہے۔"

شوہر نہیں ہے وہ آدمی میرا۔"ماہ پارہ سہمی نظر آئی:

جو بھی ہے۔ تین تو شوہر تھے تیرے۔ایک بھی نہ سنبھال پائی۔"عورت"
کہہ کر پلٹی۔ماہ پارہ کے ہونٹ چھوٹے بچوں کی طرح پھیل گ ئے۔اس نے
کھانے کی ٹرے اٹھائی اور دیوار پر ے ماری۔

اوپاگل۔۔۔"عورت چیخی۔ماہ پارہ نے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے،"

:احد مرزا کو بلاؤ۔"وہ بڑبڑا رہی تھی"

"اسے بلاؤ۔میری کہانی باقی ہے۔"

"کیا کیا تھا تو نے؟"

تائی اسے جھجھوڑ رہی تھیں۔ماہین منہ چھپائے بیٹھی تھی۔

وہ اتنا کم ذات آدمی تو نہیں تھا کہ اسے یوں چھوڑ دیتا۔"برہان نے اپنی"
دلیل دی۔

تو بھاگ تو نہیں آئی۔"تائی کو اچھوتا خیال آیا۔ماہ پارہ نے سر اٹھا کر اپنی"
سوجی ہوئی آنکھیں تائی پر گاڑ دیں۔ماہین نے سسک کر اسے سینے سے لگا لیا۔

"میری بہن کا حال دیکھ رہے ہیں آپ؟"

اس نے برہان کو آنکھیں دکھائیں۔ برہان جھلا اٹھا، "پھر اپنی بہن کو کہو منہ کھول کر بتائے کہ کیا ہوا ہے؟" ماحن چپ چاپ دروازے میں کھڑا تھا۔ ماہ پارہ کی آنکھیں اس پر ٹکی تھیں۔

"اس نے مجھے طلاق دے دی ہے۔"

"احد مرزا نہیں آئے؟"

سس نے جالی پر منہ رکھ کر اداسی سے پوچھا۔ ریسیپشنسٹ کا منہ بن گیا۔

"تنگ کر دیا ہو گا تو نے اسے بھی۔ کوئی ڈاکٹر بھی دو ہفتوں سے زیادہ تیرے پاس نہیں ٹکا۔"

"میں نے تو انہیں تنگ نہیں کیا تھا۔" ماہ پارہ نے نفی میں سر ہلایا۔ عورت نے سر جھکایا:

"عمران (پاگل خانے کا انچارج) نے تجھے کچھ نہیں بتایا؟"

کیا نہیں بتایا؟" ماہ پارہ نے تھوڑی تلے بازو رکھے۔ عورت مصروف سے "
:لہجے میں کہتی اٹھ گئی

"اس کا کوئی نجی مسئلہ ہے۔اس لیے دو دن کے لیے جرمنی گیا ہے۔"

مجھے چھوڑ گیا؟" میری کہانی درمیان میں چھوڑ گیا؟ عورت نے اس بات کا "
:الٹا مطلب لیا۔ ہنسی

"کیوں؟؟؟ تو کہیں اسے اپنا ہونے والا چوتھا شوہر تو نہیں سمجھ بیٹھی۔"

ماہ پارہ غصے سے لال ہو گئی۔

"برہان آپ کو ساتھ جانا چاہیے تھا۔"

ماہین بار بار کہہ رہی تھی۔ماحن طیش میں کہیں کو گیا تھا اور واپس نہیں آیا۔

برہان نے بہیترا اس کا نمبر ملایا، آف جا رہا تھا۔

"میرا بھائی، وہ غصے میں کچھ کر بیٹھا تو۔۔۔"

ماہین رو دینے کو تھی۔ماہ پارہ ابھی تک ساکت بیٹھی تھی۔تائی اماں کبھی جھولی اٹھا کر کسی انجانے کو بد دعا دیتیں، کبھی ماہ پارہ کا کندھا ہلانے لگتیں: کیوں ہوئی طلاق؟ کتنی دی طلاق؟"کواڑ زوردار آواز کے ساتھ کھلا۔"

ماحن لمبے لمبے ڈگ بھرتا اندر آیا۔

"کہاں گئے تھے؟"

"کہاں سے آئے ہو ماحن۔"

ملی جلی آوازیں ابھریں، ماحن سیدھا دالان میں آیا۔اس کی ناک پر دو انچ لمبا زخم تھا۔ سر پر خون جما تھا۔ بالوں میں گرد تھی۔ماہ پارہ موڑھے پر بیٹھی تھی۔ وہ ماہ پارہ کے قدموں میں آ بیٹھا۔ماہ پارہ نے سر اٹھا کر دیکھا۔"میں آپ کا پیارا بھائی ہوں ناں ماہ باجی۔"اس کی آنکھیں نم تھیں: "قسم کھائیں۔"

اس نے ماہ پارا کا ہاتھ اٹھایا اور اپنے سر پر جما لیا:

میرے سر کی قسم کھا کر کہیں کہ جو تیمور رفیع خان نے الزام لگایا وہ سراسر"
جھوٹ تھا۔" ماہ پارہ کی آنکھوں میں پہلی بار نمی نظر آئی۔

"جھوٹ تھا۔"

باریک سی آواز آئی۔ماحن کے لب کانپ رہے تھے۔

"اس نے آپ کا یہ حال کیا، ہے ناں؟""ہاں۔"
وہ سر ہلا رہی تھی۔ماحن جھٹکے سے اٹھا اور اسے سینے سے لگا لیا۔
میں آپ کو اب کہیں جانے نہیں دوں گا ماہی باجی۔" ماہ پارہ پھوٹ پھوٹ"
کر رو دی تھی۔

:اس نے مجھے گالیاں دیں ماحن۔" سسکیوں میں کہہ رہی تھی"
میری ایک نہیں سنی اور مجھے ٹھڈے مارے، مجھے کوڑے مارے، میرے"
"کپڑے پھاڑے اور مجھے۔۔۔طلاق دے دی۔

اچھا ہوا اس نے طلاق دے دی۔" ماحن نے گرج کر کہا۔ماہین اور تائی"
جان، اکٹھا شاک میں نیچے بیٹھتی چلی گئیں۔

' Unpredictable '

عورت نے دستک دے کر باہر آنے کا عندیہ بھیجا۔ماہ پارہ کا چہرہ کھل گیا۔

"ڈاکٹر آگیا؟"

عورت کی نگاہیں خشک تھیں۔ماہ پارہ بھاگی بھاگی باہر آئی۔ہال میں ملاقاتی کرسیوں میں سے ایک پر لڑکا سر جھکائے بیٹھا تھا۔ماہ پارہ کے قدموں کو خود بخود بریک لگ گئی۔

دور سے ہی وہ اس نوجوان کو پہچان گئی تھی۔ پہچان کر رک گئی، مڑنے لگی۔

"ماہ پارہ۔"

نوجوان اٹھا اور اس کے پیچھے بھاگا۔

"مجھے بات نہیں کرنی، بات نہیں کرنی۔"

وہ کان پر ہاتھ رکھ کر بھاگنے والے رفتار سے چلنے لگی۔

"ماہ باجی۔"

اس کے لہجے میں التجا تھی۔ماہ پارہ کے قدم آہستہ ہو گ ئے۔

"میرے ساتھ یوں مت کریں۔"

اس کا لہجہ شکست خوردہ تھا۔ماہ پارہ کانوں پر ہاتھ رکھے بڑ بڑا رہی تھی۔

:نوجوان نے اس کے نرمی سے ہاتھ جھٹک دیے

ماہی باجی، ہم سب آپ سے پیار کرتے ہیں۔" وہ رو دینے کو تھا۔ماہ پارہ نے "
:سختی سے آنکھیں بھینچ لیں

مجھے جیل مت بھیجو ماحن" وہ رو رہی تھی،انتظامیہ میں سے دو گارڈ قریب "
آگ ئے تھے لیکن ماحن نے اشارے سے روک دیا۔ماہ پارہ کے دونوں بازو
:تھام کر اس نے اسے اپنے سامنے کیا

:پتا ہے کل کون ہوٹل میں آیا۔"اس نے تقریباً سرگوشی کی"

"آدم۔"

یہ لفظی نام پر ماہ پارہ کی بڑ بڑاہٹ کم ہو گئی، آنکھیں کھل گئیں، ماحن کہہ رہا
تھا،

وہ آپ سے ملنا چاہتے تھے، ماہی۔ لیکن چونکہ مل نہیں سکتے اس لیے مجھ"
:سے بات کرنے آئے۔"اس نے لب ماہ پارہ کی پیشانی پر رکھے

"وہ آپ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں، ماہ پارہ۔"

ماہ پارہ نے اپنی پوری قوت سے ماحن کو دور دھکیلا۔"تم آدم سے مل رہے ہو۔ وہ۔۔۔ وہ خطرناک ہے، ماحن وہ خطرناک ہے، وہ تمہیں مار دے گا۔ وہ مجھے مار دے گا۔"

وہ اب ہذیانی انداز میں چیخ رہی تھی۔ ماحن نے متاسف نگاہوں سے اسے
:دیکھا

افسوس، ان پر ہراسمنٹ کا کیس آپ نے ٹھوک رکھا ہے ماہ پارہ، اور"
"خطرناک بھی آپ ہی انہیں کہہ رہی ہیں۔

ماہ پارہ سن نہیں رہی تھی۔ مزاج کے پیشِ نظر انتظامیہ کے گارڈز اسے کھینچ کر اس کے کیبن میں لے جانے لگے۔

آپ ایسی نہیں تھیں، ماہ پارہ۔" ماحن کی آنکھوں میں نمی تیر رہی تھی، اس"
نے آستین سے آنکھیں رگڑ لیں۔

کچن میں ماحن ٹھک ٹھک تیز دھار والی چھری لیے سبزیاں کاٹ رہا تھا۔ ماہین
بچی کو سلا کر جلدی جلدی کچن میں آئی،
"میں کھانا بنالوں گی، تم چھوڑ۔۔۔"
میں کرلوں گا سب۔" چھری نے ایک ہی وار میں ٹماٹر کو دو حصوں میں"
کاٹ دیا۔ ماہین سر جھکا کر قریب کھڑی ہو گئی۔
"تمہاری منگیتر کی ساس کا فون آیا تھا۔ ماہ پارہ کے بارے میں پوچھ۔۔۔"
ان تمام لوگوں سے میں خود ڈیل کرلوں گا۔" ماحن نے پہلے سے بھی زیادہ"
: تیز چھری چلائی۔ ماہین نے سر اٹھایا
دو مہینے ہو گئے ہیں ماحن۔ نہ تم نے ژالے کی کالز سنیں اور نہ اپنی ساس"
"سے بات کی۔ ماہ پارہ کی وجہ سے تم اپنا رشتہ خراب مت۔۔۔

ماحن کی منگنی مرضی سے ہوئی تھی۔دونوں راضی تھی لیکن جناب لڑکی کی ماں صاحبہ کومالی حالات پراعتراض تھا۔اپنی حسین لڑکی کے لیے نو لکھاچاہتی تھیں۔پھرماہ پارہ کامسئلہ کھڑاہواتوانہیں بہانہ مل گیا۔ماحن عام حالات میں ضد کرتالیکن اب پسند کی مرضی توڑنے میں بھی ردوقدح نہیں کی۔ماہین کی سن کراس نے چھری پٹخی۔

"ماہ باجی میری بہن ہیں۔ان کاگھراجڑاہواہے لیکن میں اپنابسالوں۔یہ کہاں کاانصاف ہے؟"ماہین اس پر ہچکچاگئی۔

وہ تائی امی نے۔۔۔۔"ماحن بھانپ گیا۔"

تائی امی نے کیا۔۔۔"آخرماہین کو یہ بتاناہی تھا:"تائی امی نے ماہی کے لیے "رشتہ دیکھاہے۔

"دودن سے کہاں تھے ڈاکٹر؟"

احد مرزانے کوٹ اتار کرہک پرتانگاتوعورت دورسے ہی کہنے لگی۔

جرمنی گیا تھا۔"اس نے کافی مشین سے اپنے لیے کافی کا کپ نکالا۔"

خیریت؟"سوال کیا۔احد مرزا نے ٹال مٹول سے کام لیا۔"

آپ کی مرئضہ پھر سے پاگلوں والی حرکتیں کر رہی ہے۔"احد ٹھہر گیا۔"

کیوں کیا ہوا؟"عورت نے گہرا سانس لیا۔"

"کل اس کا بھائی اس سے ملنے آیا تھا۔اسے دیکھ کر آگ بگولا ہو گئی۔"

عورت کہہ کر چپ ہو گئی لیکن احد مرزا کے ماتھے پر پریشانی کی لکیر ابھری۔

کسی نے اسے میرے بارے میں بتایا؟ماہ پارہ نے اس کے سامنے میرا ذکر"

"کیا؟

"نہیں۔وہ تو کل سے کیبن سے ہی نہیں نکل رہی۔کچھ کھا پی نہیں رہی۔"

آدم مراد؟"برہان یکلخت چونک سا گیا۔چہرہ فق ہو گیا۔ماہین نے یہ تبدیلی"

:نوٹ نہ کی،تائی امی بھی بولتی جا رہی تھی

بڑے پیسے والا آدمی ہے۔بیوی چند ہفتوں پہلے مر گئی، بس ایک بچی ہے اور"
"وہ۔ثریا بتا رہی تھی بڑا بنگلہ ہے، شاندار کاریں ہیں، ماہ پارہ راج کرے گی۔
"تیمور رفیع کے پاس کس شے کی کمی تھی؟"

:ماحن سے چپ نہ رہا گیا

بڑی حویلی تھی، قیمتی کاریں تھیں، کڑوروں کی زمینیں تھیں لیکن میری"
"بہن کو وہاں سے کیا ملا؟ طلاق؟ فاحشہ کا خطاب؟
اب کوئی مکتوب (قسمت کا لکھا) کیسے بدل سکتا تھا ماحن۔"تائی امی بولیں۔"
جو ہو گیا وہ بدل نہیں سکتا تھا لیکن اب بدلوں گا۔اپنی بہن کی کسی سے بھی"
"شادی نہیں ہونے دوں گا۔

تیری جوان بہن ہے، لڑکے۔"تائی امی نے گھر کا:"طلاق یافتہ ہے اور"
چھبیس سال کی ہے لیکن شکر کہ بچہ کوئی نہیں ہے، رشتہ مل رہا ہے تو اسے
"بیاہنے میں ہی بھلائی ہے۔

بیاہ دو، تاکہ وہ کل آدم زادے کے ہاتھوں ذلیل ہو کر واپس آئے، پھر بیاہ"

"دینا، تاکہ وہ اگلے کے ہاتھوں ٹکڑے ہو کر دہلیز پر آئے۔

"کیا اول فول بک رہا ہے؟"

برہان کو یکلخت غصہ آیا۔ ماحن نے پلیٹ پٹخی اور رفو چکر ہوا۔ کھڑکی میں بیٹھی ماہ پارہ سب سن رہی تھی، سپاٹ ہو گئی تھی۔

ماہ پارہ نے اسے یوں دیکھا جیسے وہ اس کے لیے اجنبی تھا۔

"کون بھیجتا ہے آپ کو؟"

:اس نے وہی سوال پوچھا جس کا احد مرزا آنے اندازہ لگایا تھا

ماحن نے آپ کا تذکرہ نہیں کیا، آپ کا نام بھی نہیں لیا۔ اس نے آپ کو" فیس نہیں دی، آپ اس کے کہے سے نہیں اتے، تو پھر کیوں آتے ہیں، کون بھیجتا ہے آپ کو۔"

"گھورتی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی: "آدم۔

سہمی نظروں سے اس نے احد کو دیکھا :

آدم مراد کے جاسوس ہیں آپ؟" احد مرزا نے نفی میں سر ہلایا۔"

"ماہ پارہ ہچکچا گئی: "فلک۔

اگلا تکہ مارا :

"آپ کو فلک بھیجتا ہے۔ مجھ پر نظر رکھوانے کے لیے۔"

"مجھے کسی نے نہیں بھیجا ماہ پارہ۔"

احد مرزا کا لہجہ آہستہ تھا، اس کا چہرہ بھی آج ہشاش بشاش نہیں تھا۔ اس نے نوٹ بک کھولی تو ماہ پارہ کی نگاہیں اس کی کلائی پر جم گئیں، وہ اج بھی آستین سے ڈھکی تھی۔

"دو دن سے کہاں تھے؟"

جرمنی گیا تھا۔" روکھے سے لہجے میں کہا۔"

مجھ سے پیچھا چھڑانے کے لیے؟" ماہ پارہ کے لبوں پر اداس مسکراہٹ"

پھیل گئی۔ احد مرزا نے کندھے اچکا دیے،

میرا نجی کام تھا!" ماہ پارہ نے سر جھکا لیا۔اسے احد مرزا کا لہجہ آج پسند نہیں"
آرہا تھا۔وہ آج قدرے درشت تھا۔

دائیں گال پر لمس کا احساس ہوا تو ماہ پارہ نے آنکھیں کھولیں۔ماحن فرش پر
بیٹھا مسکرا رہا تھا۔ماہ پارہ نے آنکھیں رگڑ لیں، سیدھی ہو گئی۔
"بیٹھے بیٹھے اونگھنے لگتی ہیں۔"
ماہ پارہ چپ تھی۔آنکھوں میں ویرانی سی تھی۔ماحن آنکھوں میں ہی دیکھ رہا
تھا۔
کسی نے آپ سے نہیں پوچھا لیکن ماہ باجی۔" ماحن نے اپنا ہاتھ اس کے"
:ہاتھ پر رکھا
"کیا آپ شادی کرنا بھی چاہتی ہیں۔"
ماہ پارہ کے ذہن میں اداسی یا خوشی، کوئی تاثر نہ ابھرا۔وہ سپاٹ رہی۔
"جو سب کہتے ہیں، وہی ٹھیک ہو گا۔"

ہولے سے کہہ کر وہ دوبارہ لیٹ گئی۔ماحن کو جانے کا اشارہ کیا۔وہ کچھ دیر بیٹھا رہا۔پھر اٹھ کر چلا گیا۔ماہ پارہ کی دونوں آنکھوں میں نمی اتری۔ماہین کے الفاظ یاد آگ ئے تھے۔

"ماحن کی پسند کی منگنی تھی۔۔۔"

:ماہین نے اسے کل کہا تھا

لیکن تمہاری وجہ سے ماحن کی ساس نے شادی ملتوی کر دی ہے۔وہ کہتی" ہیں طلاق یافتہ نند کے سائے میں اپنی کنواری بچی نہ بھیجیں گی۔تائی امی اسی لیے رشتے میں جلدی کر رہی ہیں ماہ پارہ۔اچھا رشتہ ڈھونڈ بھی لیا ہے۔دیکھو "تم نہ مت کرنا۔میری خاطر،اپنی خاطر،ماحن کی خاطر۔۔۔

ماہ پارہ نے تکلیف سے آنکھیں موند لیں۔

:احد مرزا بال پین سے کاپی نوچ رہا تھا

:ماہین آپ دونوں کا بھلا سوچ رہی تھی۔"اس نے نتیجہ نکلا"

لیکن ماحن صرف آپ کا بھلا سوچ رہا تھا۔ آپ شادی نہیں کرنا چاہتی"
"تھیں تو منع کیوں نہیں کر دیا۔
:کچھ محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ "ماہ پارہ کا لہجہ کھویا کھویا تھا"
خوشی یا تکلیف، سب احساسات ختم ہو گئے تھے۔ میں استعمال کی گئی"
"تھی، اب کسی اور کے استعمال کرنے کی باری تھی۔
احد مرزا نے انگریزی میں چار حرفی لفظ لکھا،
:آدم مراد۔ "وہ کسی گہری سوچ میں مبتلا تھا"
"۔Unbearable لوگوں کا کہنا ہے وہ جنونی آدمی ہے۔"
:ماہ پارہ کے لبوں پر مسکراہٹ ابھری
"۔Unpredictable وہ سر پھرا ہے۔"

وہ خوب لمبا چوڑا نہیں تھا، اس کے باوجود اس پر آرمانی کا سیاہ کوٹ خوب جچ رہا تھا۔ کلین شیو تھوڑی پر چھوٹے موٹے تین چار کٹ، آنکھ کے نیچے بھی چھوٹا سا زخم، ماتھے پر بل۔

اس نے ماہ پارہ کی کلائی سختی سے جکڑ لی تھی۔

ان کا سفر سیاہ لیموزین میں طے ہوا۔ برابر والی سیٹ پر بیٹھ کر بھی اس نے ماہ پارہ کی کلائی یوں جکڑ رکھی تھی جیسے اسے اندیشہ ہو کہ لڑکی بھاگ جائے گی۔

دائیں ہاتھ میں فون تھامے انٹرنیٹ سرفنگ میں مصروف تھا۔

"Straight to home, Sir?"

(سیدھا گھر جانا ہے ناں جناب؟)

انگریزی ملازم نے پوچھا۔ جواباً جناب کا بس سر ہلتا نظر آیا۔ منزل میں کئی ایکڑ پر تعمیر شدہ خوبصورت بنگلہ نظر آیا۔ ڈرائیور نے جب کار روکی، تبھی آدم نے فون چھوڑا اور ماہ پارہ کی کلائی تھامے لیموزین سے اترا۔ بنگلے کے چہار سو مسلح گارڈز چوکنا کھڑے تھے۔

وہ ماہ پارہ کو لیے روش پر چلتا ہوا لابی میں آیا۔ بھاری بوٹوں کی دھمک دھم، دل کی دھک دھک، پھر کلائی کی تکلیف۔ ماہ پارہ کا ذہن ماؤف تھا۔

"کٹ کیٹ۔"

کچن سے گزر کر وہ لاؤنج میں کھڑا چلا رہا تھا،

"کٹ کیٹ، تمہاری مام آئی ہیں۔"

اب اس نے ماہ پارہ کی کلائی چھوڑ دی۔ رخ سامنے کمرے کی جانب تھا۔ تبھی دروازہ کھلا اور سرخ و سفید بچی کمرے سے نکلی۔ آدم کو دیکھ کر دلدوز چیخ ماری۔

"کٹ کیٹ۔۔۔"

آدم نے اسے بانہوں میں بھرا۔ بچی کی چیخیں آسمان ہلا رہی تھیں۔ اسی کمرے سے بچی کی آیا بھی نکل کر آئی۔ آدم اسے بہلا نہیں پا رہا تھا۔

"میری کٹ کیٹ، اچھا روؤ نہیں۔"

"سنو، میری بات سن۔۔۔"

"کیٹو، میں تمہارے لیے۔۔۔"

بچی نے ایک اور چیخ ماری دانت آدم کے بازو میں گاڑھ دیے۔ آدم اس حملے کے لیے تیار نہیں تھا۔ بے اختیار اس کا ہاتھ اپنی بیلٹ تک گیا اور جب اگلے ہی لمحے اس کے ہاتھ میں سیاہ پستول تھی۔

آدم سر۔" اس نے نال بچی کے ماتھے پر رکھی تو آیا کا دل دہل گیا۔"

آئی سیڈ شٹ اپ (میں نے کہا بکواس بند)۔" وہ حلق کے بل چیخا اور بچی کو" سانپ سونگھ گیا۔ پستول کی نال اس کے ننھے وجود سے جڑی ہوئی تھی، جسم کانپ رہا تھا، باغی نظریں آدم کو گھور رہی تھیں۔

اب آواز نکالی تو میں گولی مار دوں گا۔" وہ دھاڑا۔ دور کھڑی ماہ پارہ کا اپنا" جسم لرز گیا۔

"اسے کمرے میں لے کر جاؤ۔"

آدم نے بچی کو دھکا دے کر آیا کی گود میں پھینکا۔ آیا اسے لمحے میں چھپا کر "Crazy bitch." کمرے میں بھاگ گئی۔

وہ بڑبڑایااور پستول پھینک کراٹھ کھڑاہوا۔

"وہ سخت گیر تھا؟"

:احد مرزانے پوچھا۔ماہ پارہ کا سر فوراً نفی میں ہلا

"وہ کچھ چیزیں برداشت نہیں کر پاتا تھا۔"

آپ کو ہمیشہ برداشت کیا؟"احد مرزا کا لہجہ طنزیہ تھا۔"

میں نے اسے چوٹ نہیں پہچائی۔"ماہ پارہ نے فرم لہجے میں کہا۔"

"اوراس نے؟ کبھی تھپڑ مارا؟ جبر کیا؟"

احد مرزانے ماہ پارہ کا سر جھکتا دیکھا۔یہ انکار تھا۔

کیاہوااس رات؟"احد مرزانے کہنیاں میز پر ٹکالی۔ماہ پارہ کا سر ہنوز جھکا"

تھا۔

' مون '

سفید فریم والا چشمہ پہنے وہ قبول صورت آدمی کوٹ پہنے عمارت سے نکل کے کار سے آیا، ابھی چند قدم دور تھا کہ کسی نے اسے گریبان سے کھینچا اور اوٹ میں لے جانے لگا۔ اس پاس اندھیرا تھا، ادھم محسوس نہ کیا جا سکا۔

"مجھے جانتے ہو؟"

حملہ آور نے لال لال آنکھوں سے پوچھا۔ سفید فریم والے آدمی نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اور میں بھی تمہیں اچھے سے جانتا ہوں۔"

حملہ آور نے چبا چبا کر کہا:

"تمہارے خاندان میں سے ایک نے میری بیوی کو اجاڑ کر رکھ دیا، اب دوسرا کیا لینے آیا ہے؟"

وہ تمہاری بیوی نہیں ہے۔" سفید فریم والے آدمی نے تھوک نگلتے ہوئے" کہا۔اسی لمحے حملہ آور نے اس کے گھونسا رسید کیا۔ سفید فریم والے کی ناک سے خون نکل ایا۔اس نے آستین سے ناک پونچھی اور نفی میں سر ہلایا۔

:میں اسے مار دوں گا۔" سفید فریم والا ہذیانی انداز میں چیخا"

"میں اسے مار دوں گا اور مجھے نہ فلک کامران روک سکے گا اور نہ آدم مراد۔"

:اسے معاف کر دو۔" حملہ آور نے نرم لہجہ اپنایا"

"تمہارے اب دو بچے ہیں، ایک بیوی ہے، اسے معاف کر دو۔"

لیکن سفید فریم والا آدمی نفی میں سر ہلاتا جا رہا تھا۔

'وہ بچے میرے نہیں ہیں۔ وہ بیوی میری نہیں ہے۔'

وہ سر جھکائے، شطرنج کی بساط جیسے فرش کو گھور رہی تھی۔ سامنے پانی گر رہا تھا۔ سنک کے آگے کھڑا آدم بار بار منہ دھو رہا تھا۔ پھر نل بند کر کے ہٹا اور ٹائی کھول کر صوفے پر ڈھیر ہو گیا۔

"Crazy bitches around, Adam."

(سب ستیاناس ہے، آدم)

بازوؤں کا تکیہ بنائے، سر کے نیچے رکھے وہ بڑبڑا رہا تھا۔ پھر کنکھیوں سے سامنے ایستادہ عورت کو دیکھا۔

ریڈ اینڈ گولڈن؟" وہ اس کے نکاح کے سوٹ کو دیکھ رہا تھا، منہ بنایا، "

"اونہہ۔ مجھے اچھا نہیں لگا۔ اور مجھے سنہری چیزوں سے شدید نفرت ہے۔"

ماہ پارہ نے سر گھمایا۔ کمرے میں رنگ چند تھے۔ سیاہ سفید اور نیلا رنگ غالب تھا۔ کمرے کا فرنیچر بھی گہرے رنگوں میں تیار شدہ تھا۔ وہ سرخ اور سنہری لباس پہنے منظر میں جچ نہیں رہی تھی۔

کیا نام تھا بھلا تمہارا؟" آدم کی نگاہیں اس کے چہرے پر ٹکی ہوئی تھیں۔"

"ماہ پارہ۔"

"Moon part."

(آدھا چاند)

:آدم نے قہقہہ لگایا۔ماہ پارہ کی نگاہیں ہنوز جھکی تھیں

تمہارا نام کتنا لمبا ہے، کتنا عجیب ہے، جیسے پرانے زمانے کی فلموں کی" ہیروئنز۔ تمہارا گیٹ اپ بھی ایسا ہی ہے۔ تم بہت آرٹیفیشل لگ رہی ہو، مون۔" پھر وہ لمحہ بھر کے لیے خود پر حیران ہوا،

ہاں یہ اچھا ہے، مون۔ چلو، تمہارا نک نیم تو گیا مون۔ پر تمہارے کپڑوں کا" "کیا کریں۔

ماہ پارہ نے خود پر نگاہ ڈالی۔ یہ نکاح کا جوڑا تھا۔ نکاح کے جوڑے ایسے ہی ہوتے ہیں۔ پر وہ کچھ کہنے کی مجاز نہ تھی۔ وہ اپنی ساری حسیات مار کر نکاح میں آئی تھی، وہ کچھ محسوس نہیں کر سکتی تھی، کچھ بول نہیں سکتی تھی، کچھ کہہ نہیں سکتی تھی۔

کل سے تم مجھے ایسے کپڑوں میں نظر نہیں آؤ گی انڈر اسٹینڈ؟"اس کا" تحکمانہ لہجہ گونجا۔ماہ پارہ نے چپکے سے اثبات میں سر ہلا دیا۔

چلواتارواتنہیں۔"اس نے سرسری سے لہجے میں کہاتوماہ پارہ کاماؤف ذہن" مکمل سوگیا۔وہ ساکت رہی،فرش کو گھورتی رہی۔

"میں نے کہااتارو۔"

آدم کی آواز گونجی۔لاشعوری طورپرماہ پارہ کاہاتھ گریبان سے جالگا۔اسی لمحے آدم کافون بجا۔ماہ پارہ نے سر اٹھایا۔

"ہیلو۔"

وہ فون کان سے لگائے،ماہ پارہ کو نظرانداز کرتاکمرے سے نکل گیا۔ماہ پارہ کا ہاتھ اپنے گریبان پر ہی ٹکارہا۔

"وہ ملک کے بیلینیئرز میں سے ایک تھا۔"

:احد مرزانے کچھ سوچتے ہوئے سر جھکایا

دولت کی ریل پیل، اونچا اسٹیٹس، پیسے کی فروانی، ہائی سوشل سرکل، پھر"
خود بھی، اگر میں صحیح حساب لگا رہا ہوں تو وہ تیس سال سے زیادہ کا نہیں تھا،
جوان، ہینڈسم جسے لڑکیوں کی کمی نہیں تھی۔"احد مرزا آگے کو جھکا:
"پھر بھی ان سب میں آدم مراد کی بیوی ماہ پارہ اسد ہی کیوں بنی؟"
کیونکہ آپ آدم مراد کی آدھی صفات بیان کرنا بھول گئے تھے۔"ماہ"
پارہ نے آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں،
وہ ایک نمبر کا کرپٹ تھا، دغا باز، بے ایمان، فراڈ۔ مشہور نہیں تھا، بدنام"
"تھا۔
وہ کامیاب ترین نوجوان بزنس مین کی لسٹ میں آج بھی دوسرے نمبر پر"
آتا ہے۔"احد مرزا نے کہا۔
اور وائف کلرز کی لسٹ میں پہلے نمبر پر۔"ماہ پارہ کی آواز بھی کانپ رہی"
تھی:
"آپ آدم مراد کی حمایت کیوں کر رہے ہیں ڈاکٹر؟"

میں کسی کی حمایت نہیں کر رہا۔ یاد ہے ناں، میرا کام کسی کی حمایت کرنا"

"نہیں، میرا کام صرف آپ کو سننا ہے۔

احد مرزا نے ٹھنڈے لہجے میں کہہ کر معاملہ رفع دفع کیا۔ ماہ پارہ گہرے گہرے سانس لے رہی تھی، میز پر تناؤ کی سی کیفیت تھی، ماہ پارہ نے اپنی بالوں کو سمیٹ لیا کہ گرمی کم لگے، احد مرزا نے اپنی آستینیں موڑ لیں کہ شدت کم ہو جائے۔۔۔

اس کی کلائی واضح ہو گئی، ماہ پارہ کی نظروں میں آ گئی۔ ننھا سا دل اس کی کلائی پر کھدا ہوا تھا۔

لکھا تھا۔ M دل کے عین درمیان میں انگریزی کا حروف تہجی

نیند میں یوں لگا جیسے وہ سیڑھیوں سے گر گئی ہو۔ بیدار ہوئی تو جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔ قریب ہی آدم کھڑا جھنجھلاتی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

اس نے بیڈ شیٹ کھینچی تھی، سوماہ پارہ لڑھک سی گئی تھی، اب سنبھلی تو بے خیالی میں اسے دیکھنے لگی۔

: میں نے کل رات کیا کہا تھا؟" وہ غصے میں تھا"

"یہ رنگین کپڑے اتارو اور میڈ کے حوالے کرو تاکہ انہیں جلادے۔"

: ماہ پارہ سوتی جاگتی کیفیت میں تھے

"انہیں اتار کر کیا پہنوں؟"

"یہ میں بتاؤں گا۔"

وہ شاید کہیں جانے کے لیے تیار تھا۔ کف لنکس لگائے تھے، بوٹ، کوٹ سب پہن رکھا تھا۔

میرے گھر سے مجھے کلائی سے پکڑ پکڑ کر لایا گیا ہے۔ کچھ اور نہیں ہے"

"میرے پاس۔۔۔

وہ آہستگی سے بولی لیکن آدم نے سن لیا۔ اسے دوبارہ کلائی سے ہی پکڑا اور بستر سے اتارا۔ ماہ پارہ اس کی مزاحمت میں چلتی چلی گئی، دو تین موڑ پار کر کے وہ

بالکونی کی دوسری جانب آیااور ایک کشادہ کمرے میں داخل ہوا۔وہاں کی الماری کھولی اور ماہ پارہ کو دھکیل دیا،

"پہنو جو پہننا ہے۔"

بہیترے کپڑے الماری میں ٹنگے تھے۔لیکن ماہ پارہ کی نگاہیں ان درجنوں نائٹیز پر ٹک گئی جو دائیں جانب لٹکی تھیں۔

:خوبصورت عورتیں اچھی لگتی ہیں مجھے۔۔۔"وہ بے باکی سے کہہ رہا تھا"
لیکن تم لِٹل مون، تم نہ خوبصورت ہو اور نہ مجھے مسمیرائز کر سکی ہو۔اوپر" سے رنگین کپڑوں میں گھوم رہی ہو۔میں بتاتا چلوں کہ میرا میٹر ایک لمحے میں ہائی ہوتا ہے اور پھر میں لحاظ نہیں کرتا۔اس لیے تم میرے مزاج کے "خلاف کوئی عمل کرنے سے پہلے ہزار بار سوچنا۔

وہ کہہ کر پلٹ گیا تھا۔

مجھے لے کر کیوں آئے ہیں۔"ماہ پارہ کا سر سوال کرتے ہوے بھی جھکا تھا،"

جب میں خوبصورت نہیں ہوں تو مجھ طلاق یافتہ عورت کو منکوحہ بنا کر" یہاں کیوں لائے ہیں؟""کیونکہ فی الحال کوئی بہتر آپشن نہیں ہے میرے پاس۔"اس نے کندھے اچکائے اور کمرے سے نکل گیا۔

"وہ آپ کو اچھا نہیں لگا؟"

احد مرزا نے انتہائی نجی سوال کیا۔ماہ پارہ اس کی کافی کے خالی مگ سے کھیل رہی تھی۔

"مجھے مرد تب اچھے نہیں لگتے تھے۔"

"کیوں کیا فلک کامران کو بھول گئی تھیں؟"

احد مرزا نے پوچھا۔

"کیونکہ تیمور رفیع کو بھول نہیں سکی تھی۔"

:ماہ پارہ نے بتایا

دردانہ یونہی پاگل نہیں تھی، تیمور بلا کا وجیہہ آدمی تھا۔ لیکن اس نے میری"
"روح پر وار کیا۔ آدم۔۔۔
:وہ لمحہ بھر کے لیے رکی
آدم کو واقعی عورتوں کی کمی نہیں تھی، وہ تیمور سے بڑھ کر امیر اور وجیہہ "
"تھا، اس سے زیادہ جوان تھا لیکن۔۔۔
:احد مرزا کو دیکھا
"میرا مردوں پر سے اعتماد اٹھ گیا تھا ڈاکٹر۔"
احد مرزا نے لمحہ بھر کے لیے ماہ پارہ کے چہرے پر نظریں جمائے، پھر
:کندھے اچکا دیے
"وہ اس کی بیوی کی وارڈروب تھی؟"
اس کی دوسری بیوی۔۔۔"ماہ پارہ نے بتانا ضروری سمجھا۔"

بہیترے کپڑوں میں سے آدھے قابلِ مسترد تھے، سلیولیس، ٹاپ لیس۔ سکرٹس اور بلاؤز کی بہتات تھی، ماہ پارہ کو اپنے لیے کوئی سوٹ نہ مل سکا۔ بہت دقتوں کے بعد اس نے ایک نسبتاً لمبی فراک نکالی، ٹراؤزرز میں سے اسی رنگ کا ٹراؤزر نکالا۔ اس لباس میں وہ یوں لگ رہی تھی کہ آدم دیکھتا تو ہنستا۔ ماہ پارہ نے جلدی سے کونے میں لٹکتا نیلا سفید مفلر بھی گلے میں ڈالا۔ اس نے ڈوپٹے کا کام دیا۔ بال پہلے ہی پونی کی صورت میں بندھے تھے۔ نکاح کا جوڑا ملازمہ کے حوالے کرنے وہ نیچے آئی تو ٹھٹک گئی۔

کمرے کے باہر آدم پشت پر بازو باندھے کھڑا تھا۔

"یہ ہے تمہاری چوائس۔" اس کی لال آنکھوں میں غصہ تھا۔ ماہ پارہ بس یک ٹک اس کی آنکھوں میں دیکھے گئی۔ آدم دو قدم آگے آیا:

"میں ایک کامیاب بزنس مین ہوں، ماہ پارہ اسد۔ میرا ایک اسٹیٹس ہے جسے مجھے برقرار رکھنے کے لیے دن رات ایڑھی چوٹی کا زور لگانا پڑتا ہے۔ مجھے تم

اوباش کہہ لو لیکن میری ڈیمانڈ ایسی بیوی ہے جو میرے ساتھ کھڑی ہو تو

"لوگ صرف اسے ہی دیکھیں۔اس لیے۔۔۔

:اس نے وہ نیلا سفید مفلر ماہ پارہ کے گلے سے نوچ کر پھینکا

میرے ساتھ قدم ملا کر چلو ورنہ طلاق کے پیپرز میں شام کو ہی منگوالوں"

"گا۔دوسری طلاق بھی مل جائے گی۔

ڈرا دھمکا کر وہ سیڑھیاں اتر گیا۔ماہ پارہ چپ چاپ وہیں سر جھکائے کھڑی رہی۔

"وہ تیمور کا الٹ تھا۔"

:ماہ پارہ کرسی کی پشت پر سر رکھے بیٹھی تھی

"مجھے اپنی ماڈل یا ہر دم اپنے ساتھ رہنا والا پورنو پپٹ بنانا چاہتا تھا۔"

"وہ رئیس زادہ تھا۔اپنے مزاج کی عورت چاہتا تھا۔"

:میں ویسی نہیں تھی۔"ماہ پارہ نے نفی میں سر ہلایا"

تیمور سے پہلے اس سے ملی ہوتی تو شاید اس کی بات کو شوہر کی بات سمجھ کر" مانتی لیکن تیمور نے میرے مناسب کپڑوں پر اعتراض کیا۔ آدم کو مناسب "دقیانوسی اسٹائل لگا۔

تو آپ نے کیا کیا؟" احد مرزا نے ابرو اٹھایا۔"

"میں نے وہی کیا جو آدم نے کہا۔"

"ماہ پارہ آہستگی سے چلتی ہوئی ڈائننگ ہال میں آئی۔" بلایا آپ نے۔

وہ ہال میں ایک جگہ مجسمہ بن گئی۔ آدم ناشتہ کر رہا تھا، سر اٹھا کر سرسری سی نگاہ ڈالی۔

تمہارے ہاں ناشتہ کرنے کا رواج نہیں تھا۔" ظفر کیا۔"

:ماہ پارہ ہچکچائی

"آپ کے جانے کے بعد کر لوں گی۔"

"کیوں، میرے ساتھ کرو گی تو ڈر لگتا ہے کہ میں تمہیں ہی نہ کھا لوں۔"

تیزی سے دانت کچکچائے، ماہ پارہ چپ چاپ اسے دیکھتی رہی۔

"سونیا کے ساتھ ناشتہ کروں گی۔"

: بہانہ بنایا۔ آدم ہنسا

"تمہیں پتا بھی ہے سونیا کون ہے؟"

آیا نے بتایا تھا کہ وہ آدم کی بیٹی ہے۔ دو تین بار اسے دیکھا تھا، ایک دو بار بلانے کی کوشش بھی کی تھی۔ آدم نے ٹشو سے لب تھپتھپائے اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"ڈرائیور آج رات گیارہ بجے تمہیں گھر سے پک کرے گا۔ تیار رہنا۔"

: پھر وہ رکا۔ انگلی اٹھا کر کہا

جو ڈریس میں بھجواؤں گا، تم وہی پہنو گی۔ کچھ اور پہننے کی کوشش کی تو"

"میں۔۔۔

گولی مار دوں گا۔۔۔" ماہ پارہ نے آہستگی سے کہا۔ پچھلے دس دنوں میں وہ"

جان گئی تھی کہ آدم مراد کا یہی تکیہ کلام تھا۔ آدم مسکرا دیا۔

"عقل مند ہو۔"

ماہ پارہ نے سر اٹھا کر دیکھا تو احد مرزا مسکرا رہا تھا۔ماہ پارہ سٹپٹا گئی۔

آپ ہنس کیوں رہے ہیں؟""اچھی انڈر سٹینڈ نگ ہو گئی آپ کی آدم مراد"

:کے ساتھ۔"چسکا لیا

میں بھی کہوں وہ آج کل اس قدر اتاؤلا کیوں ہو رہا ہے۔"ماہ پارہ خجل سی ہو"

:گئی

"وہ۔۔۔وہ مار دے گا مجھے۔"

سہمی نظر آئی۔احد نے مسکراہٹ چھپالی۔

"وہ آپ کو کہاں لے جا رہا تھا۔"

"اس کے سوشل سرکل نے اس کے لیے پارٹی رکھی تھی۔"

ماہ پارہ کی یادیں کھل رہی تھیں۔

"اور کیا یہ وہی پارٹی تھی جہاں ماہ پارہ اسد آدم مراد کا دل چرا لے گئی تھی۔"

ماہ پارہ دھک سے رہ گئی۔بے یقینی میں ڈھل گئی۔"آپ۔۔۔کیسے جانتے۔۔۔""آپ کے بارے میں، میں بہت کچھ جانتا ہوں ماہ پارہ لیکن "خیر، آپ سب بتاتی چلیں۔

وہ یوں عجلت میں بولا جیسے اپنی کہی بات کو رکرنا چاہتا ہو۔ماہ پارہ بے یقینی سے بس اسے دیکھے جا رہی تھی۔

' مجھ سے پہلی سی محبت۔۔۔'

گارڈز مؤدبانہ انداز میں ہاتھ باندھے اس کے پیچھے کھڑے تھے۔مال کی ہر عورت کی نظریں اس عورت پر تھیں جو گارڈز کے حصار میں کھڑی تھی۔ کسی رئیس کی امیر بیوی۔دکاندار چوکس تھے، باقی سب بھاڑ میں جائیں لیکن اس کو کوئی چیز پسند آجائے۔

مال کے پر ہجوم حصے سے قدموں کی آوازیں آئیں۔

آدم کان سے فون لگائے آرہا تھا۔ماہ پارہ کہ نگاہیں چہار سو لٹکتے خوبصورت ڈیزائینز ملبوسات پر جمی تھیں۔آدم اس کے برابر آ کھڑا ہوا۔

:کیا پسند کیا؟"سرسری سا سوال۔جواب میں مینیجر بہت احترام سے بولا"

"میم تو کچھ پسند ہی نہیں کر رہیں سر۔"

آدم نے چونک کر ماہ پارہ کو دیکھا۔

کچھ اچھا نہیں لگ رہا۔"ماہ پارہ مسحور کن آنکھوں سے لباس دیکھ رہی تھی،"

سب اچھا ہے۔"وہ خواب آج لہجے میں بولی۔آخر کیا خریدے اور کیا نہ"

خریدے۔

آج پہلی بار اس کے لبوں پر مسکراہٹ ابھری تھی۔آدم مراد نے کندھے اچکائے اور مینجر کو حکم دیا۔

سب پیک کر دو۔"ماہ پارہ کو دھچکا سا لگا۔وہ بے یقینی سے آدم کو دیکھتی رہ"

گئی۔

شاپ کا ہر لباس پیک کر دو۔' سرسیمری لہجے میں کہہ کر اس نے ماہ پارہ کو'

:دیکھا

'اور کیا چاہیے، مون؟'

ماہ پارہ دنگ تھی۔

" "وہ آپ کا دل جیتنا چاہ رہا تھا؟"

"وہ توقع سے زیادہ فراخ دل بن رہا تھا۔"

شاید یہ صرف آپ کی سوچ ہو اور آدم مراد واقعی آپ کو پسند کرنے لگا"

"ہو۔

ماہ پارہ نے وحشت سے سر اٹھایا۔

وہ ایک وائف کلر ہے۔ خوبصورت عورتوں سے شادی کرتا ہے اور پھر"

انہیں مار دیتا ہے۔ اس نے اپنی پہلی بیوی ماردی، دوسری بیوی بھی ماردی اور

جس دن عدالت نے میرے ہراسمنٹ کیس سے اسے بری کر دیا، وہ اس دن "مجھے بھی مار دے گا۔

:اس کی دوسری بیوی۔۔۔"احد مرزا نے ٹوکا"

"فریحہ ایکان۔اس کے بارے میں کیا جانتی ہیں؟"

ماہ پارہ شرمندہ شرمندہ سی سر جھکائے سٹول پر بیٹھی تھی۔

آدم واپس چلا گیا تھا۔ڈرائیور پیک شدہ ملبوسات کے ڈبے اٹھا کر لا رہا تھا۔آیا چپکے سے سب دیکھ رہی تھی، بیک وقت لاؤنج میں بیٹھی سونیا کو نوڈلز دلیہ کھلا رہی تھی۔

ایک بات کہوں میم۔"بہت آہستگی سے کہا۔ماہ پارہ نے سر ہلایا۔"

"آپ کبھی۔۔۔ایڈم سر سے بد تمیزی مت کیجے گا۔"

اس نے مالک کی نئی خوبصورت بیوی کو مطلع کرنا ضروری سمجھا۔ماہ پارہ سوالیہ نگاہوں سے دیکھنے لگی۔

ایڈم کا دل بہت بڑا ہے۔ ہم ملازموں تک کی فرمائشیں بھی پوری کرتے"
ہیں۔ شوق کے کاموں پر سارا پیسہ لگا دیتے ہیں۔ خود بڑے چالاک ہیں۔
بزنس میں کئی ناجائز کاروائیاں بھی کرتے ہیں کسی فرد کی لیکن بد تمیزی
"برداشت نہیں کرتے۔ تعلقات میں دھوکہ برداشت نہیں کرتے۔
ماہ پارہ چپکے سے سن رہی تھی۔
سنہرے بالوں والی سونیا کو دیکھ رہی تھی۔ وہ آیا سے مانوس تھی، اس سے
باتیں بھی کر رہی تھی، مسکرا بھی رہی تھی، کھیل بھی رہی تھی۔
یہ فریحہ کی بیٹی ہے؟"آدم کی دوسری بیوی کا نام لیا۔ آیا نے نفی کی، سونیا"
:کے گال تھپتھپائے
یہ تو شانزے میم کی بیٹی ہیں۔ آدم سر کی چہیتی بیوی تھی پر ڈیلیوری کے"
"وقت دم توڑ گئیں۔ وہ بڑی اچھی تھیں، مجھے بڑا یاد آتی ہیں۔
آیا واقعی افسردہ تھی۔
:اور فریحہ؟"آیا کے کچھ بولنے سے پہلے سونیا بڑبڑائی"

"پاپا نے انہیں مار دیا۔"

"آدم نے جھوٹ نہیں کہا تھا، نہ مذاق کیا تھا۔"

ماہ پارہ کھوئے کھوئے لہجے میں بتا رہی تھی،

وہ دونوں واقعی پارٹی سے واپس آئے تھے اور شراب میں دھت تھے۔ آدم" فریحہ سے جھگڑا ہوا تھا۔ اس نے اس رات فریحہ سے پیار کرنا چاہا تو وہ ابل گئی، "چیخنے لگی۔ آدم کا دماغ سکون چاہتا تھا۔ فریحہ باز نہیں آئی تو اس نے۔۔۔ گولی مار دی؟" احد مرزا کو اس کہانی پر یقین نہیں تھا۔"

"ایسے کیسے بس یونہی گولی ماری دی؟"

ماہ پارہ نے سر ہلایا:

"آدم کی بیٹی نے سب دیکھ لیا اور آدم سے ڈر گئی۔"

"اور وہ جیل چلا گیا؟"

"بمشکل دو راتیں۔ اثر و رسوخ کے باعث رہا ہو گیا۔"

لیکن۔۔آپ سے نکاح کیوں کیا؟"احد مرزا کو یہ بات بری طرح چبھ "
رہی تھی۔

کچھ سال پہلے۔۔۔۔

سونیا چیخیں مار مار کر بے حال تھی۔

"وہ تمہاری مام نہیں تھی۔"

آدم نے بہت نرمی سے کہا،اس کے بال اجڑے تھے،شرٹ پھٹی تھی،
چہرے پر ایک دو زخم تھے،پولیس نے دوراتوں میں خوب درگت بنائی تھی۔

"تمہاری مام پہلے ہی مر چکی ہے۔وہ گھٹیا عورت تمہاری مام نہیں تھی۔"

"یو شَوٹ ہر۔(آپ نے انھیں گولی ماردی)۔"

اس کا ننھا دل دھڑک رہا تھا۔سر نفی میں ہل رہا تھا۔آدم نے اسے بازوؤں
سے پکڑا:

میری بات سنو۔مام پاپا کو ہراس کر رہی تھیں، پاپا کو مارنا چاہتی تھیں۔"

"انہوں نے پاپا کو تکلیف دی۔ پاپا کو دو راتوں تک آپ سے دور بھیج دیا۔

"آپ نے انہیں مار دیا۔"

سونیا کی ایک ہی رٹ تھی۔ آدم کو یکلخت غصہ آیا۔اپنی پوری قوت سے اس نے سونیا کے تھپڑ رسید کیا۔ آیا بیچ میں آئی بھی تو اسے پرے دھکیل دیا۔

تمہاری ماں نہیں تھی۔وہ bitch تمہاری مام پہلے ہی مر چکی ہے۔وہ"

"ایک دھوکے باز عورت تھی۔

"آدم اپنی بیٹی کو مت ماریں۔"

:آیا خوفزدہ تھی۔ سونیا رو رہی تھی، آدم کا دماغ ہل گیا تھا

میں دو راتیں اس عورت کی وجہ سے جیل میں رہا۔اور تم کہتی ہو میں نے"

"اسے کیوں مارا۔

آپ نے میری مام ماردی۔"سونیا روئے جا رہی تھی۔"

وہ شرمندہ تھا۔ "ماہ پارہ نے کہا،"

اس لیے وہ مجھے اپنی بیٹی کی مام بنا کر لایا۔ ایک مڈل کلاس گھرانے کی عام سی"
"لڑکی کو جو اس کے کرتوت جان کر بھی خاموش رہتی۔

آپ کے گھر والوں کو نہیں پتا تھا کہ وہ آپ کا نکاح ایک وائف کلر سے کر"
"رہے ہیں۔

برہان جانتا تھا۔ "ماہ پارہ کو اس کا چونکنا آج بھی یاد تھا،"

یہ خبر کہ آدم مراد نے اپنی بیوی کو مار دیا مشہور ہو گئی تھی۔ برہان جانتا تھا"
لیکن اس نے کسی کو نہیں بتایا کیوں کہ وہ بھی مجھے اپنے گھر سے نکالنا چاہتا
"تھا۔

:اور آدم نے آپ کو چنا۔۔۔ "احد مرزا نے کہا"

کیونکہ وہ فی الحال بیوی نہیں بلکہ صرف اپنی بیٹی کے لیے ایک مام چاہتا"
"تھا۔

آیا کی طبیعت ناساز تھی۔ سونیا بجھے دل سے ہوم ورک کر رہی تھی۔

"میں۔۔۔آپ کی ہیلپ کرواؤں؟"

خوبصورت چہرے والی عورت نے نرمی سے پوچھا تو سونیا منع نہیں کر سکی۔ آدم کے گارڈز بنگلے کے اندر نہیں آئے۔ قدموں کی آوازیں ایک ہی شخص کی تھی۔ ماہ پارہ نے اسے آتے دیکھا تو چپکے سے سر جھکا لیا۔ آدم سیدھا اسٹڈی ٹیبل تک آیا تھا۔ ہولے سے اس نے سونیا کے چہرے پر جھولتی لٹ چھوئی۔

"کٹ کیٹ۔"

سونیا نے فلک شگاف چیخ مارنے میں لمحہ نہیں لگایا۔ کاپیاں کتابیں دور پھینکیں اور ماہ پارہ کی جانب بڑھنا چاہا۔ آدم نے اسے راستے میں ہی بانہوں میں قید کر لیا۔

"پاپا سے کیوں بھاگ رہی ہو؟"

سونیا کی آنکھیں بند تھیں، چیخیں بلند تھیں۔ ماہ پارہ تڑپ کر اٹھی۔

"پارہ۔"

سونیا اپنے بازو اس کی جانب بڑھا رہی تھی۔ آدم اسے گود میں لیے اور دور چلا گیا۔

"تم کسی کے پاس نہیں جاؤ گی، تم میری بیٹی ہو، کٹ کیٹ۔"

"پارہ، مجھے پاپا سے لے لو، پاپا ماریں گے مجھے۔"

چیخیں جاری تھیں۔

"اگر تم چیخیں مارنے سے باز نہیں آئی تو میں واقعی ماروں گا۔"

"آدم، آپ ڈرا رہے ہیں اسے۔"

ماہ پارہ کا اپنا دل ڈوب رہا تھا۔ وہ پانچ سالہ بچی کو بھی سنگدلانہ دھمکی دی رہا تھا۔

"چلو پاپا کو ہگ کرو۔"

آپ گندے ہیں۔" وہ آدم کو مار رہی تھی۔ آدم کے تاثرات سے واضح تھا"

LRI کہ بس دو لمحوں بعد وہ عاجز آ جائے گا۔

"آئندہ مجھے گندا کہا میں گولی مار دوں گا۔"

وہ دھاڑا۔ماہ پارہ نے عین وقت پر سونیا کو چھڑا لیا۔

بچو کو ایسے ڈراتے ہیں؟"وہ بھڑک کر بولی۔"

"تم سکھاؤ گی مجھے۔"

وہ اسی پر پل پڑا۔ماہ پارہ کچھ کہے سنے بغیر سونیا کو اٹھائے دوڑتے ہوئے کمرے میں آگئی۔

"(قاتل)ہیں۔سونیا کو گولی مار دیں گے۔ killer پاپا'

سونیا پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔ننھا بدن کانپ رہا تھا۔

تو پھر آپ نے وہی کیا جس کے لیے آپ نے آدم نے آپ کو بیوی بنایا"

"تھا۔

:اس کی بیٹی کی بے بی سٹنگ!"ماہ پارہ نے کہا"

"مشکل نہیں تھا۔سونیا آدم مجھ سے مانوس ہو گئی۔"

:اور اپ؟"احد مرزا نے اہم سوال کیا"

"آپ مانوس ہو گئی تھیں؟ آدم کی بیٹی سے، آدم کے گھر سے، آدم سے؟"

:مجھے مانوس ہونا پڑا۔" وہ سر جھکا کر قبول گئی"

"اپنی بقا کے لیے۔۔۔"

"کتنے لمبے بال ہیں تمہارے۔۔۔"

آدم کی انگلیاں اس کے ریشمی بالوں میں کھوئی ہوئی تھیں، ماہ پارہ کے کندھے پر اس کا سر ٹکا تھا۔

"آدم۔"

:چار ہفتوں میں وہ پہلی بار خود سے مخاطب ہوئی، دل بری طرح دھڑکا

"ایک بات پوچھوں۔"

:آدم کے لب ماہ پارہ کے کانوں کے قریب آ گے

:پوچھو۔" ماہ پارہ نے خشک لبوں پر زبان پھیری"

"آپ۔۔۔ آپ نے اپنی وائف کو واقعی۔۔۔ واقعی نہیں مارا ناں؟"

اسے اب زندگی پیاری نہیں تھی۔ لیکن پھر بھی اپنی جان کے تحفظ کا ثبوت چاہیے تھا۔ کانوں پر پڑتی آدم کی سانسوں میں تناؤ سا آگیا۔

"تمہیں لگتا ہے میں کسی کو گولی نہیں مار سکتا؟"

گھمبیر لہجے میں پوچھا۔

"آپ۔۔۔اپنی بیٹی کی مام کو گولی نہیں مار سکتے۔" ہمت سے کہا۔ آدم نے سر کندھے سے ہٹالیا۔

"میری بیٹی کی ماں اس کی پیدائش کے وقت ہی مر گئی تھی۔ فریحہ صرف میری بیوی تھی۔ اور ہاں۔۔۔" اس نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے، "میں نے واقعی اس کے دل میں گولی ماری تھی۔"

ماہ پارہ کا دل دھڑکا۔ آدم نے بیڈ پر ماہ پارہ کے ارد گرد بازو رکھے اور اس پر جھکا:

کیونکہ اس نے مجھے دھوکہ دیا۔رات میرے ساتھ گزری اوردن کسی اور" کے ساتھ۔میں سب برداشت کرلوں گا۔پر اپنی بیوی کی کسی اور کے مرد "کے لیے چاہت برداشت نہیں کروں گا۔

:آدم کے لب ماہ پارہ کی ناک کو چھوگے

اگراس نے ایسا کیا، میں اسی وقت اسے گولی ماردوں گا۔"لب ماہ پارہ کے " سینے پر رکھے، انگلی سے بندوق کا نشان دیا،

"Right in her heart."

ماہ پارہ کا دل تھم گیا تھا، آنکھیں پتھر کی ہو گئیں۔

میرے شوہر نے مجھے طلاق دی کیونکہ۔۔۔اسے لگا تھا کہ میں نے اسے " "دھوکہ دیا۔

ماہ پارہ نے آہستگی سے بتایا۔آدم کے لب اس کی گردن پر ٹھہر گ ئے۔

"تم نے اسے دھوکہ دیا؟"

خدا کی قسم، نہیں دیا۔"عجلت میں کہا۔"

:آدم نے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھر لیا

پھر اسے بھاڑ میں جھونکو۔ تمہاری آنکھوں میں آج کے بعد مجھے اپنے سوا"

"کوئی نظر نہ آئے، بس یہی مطالبہ ہے۔

سختی سے کہا۔ ماہ پارہ کے لبوں کو چھو لیا۔

"آپ مطالبہ پورا نہیں کر سکیں۔"

"میں کرنا چاہتی تھی، خدا کی قسم میں۔۔۔"

وہ یوں عجلت میں کہہ اٹھی کہ آواز بلند ہوئی، ارد گرد بیٹھے لوگ دیکھنے لگے۔

گارڈز بھی چونک اٹھے، احد مرزا نے 'سب ٹھیک ہے' کا اشارہ کیا تو گارڈز مطمئن ہو گئے۔

میں۔۔۔ جانتی تھی کہ وہ مجھ سے تیمور والا سلوک نہیں کر رہا تو میرے"

"ساتھ احسان کر رہا ہے۔

:وہ اب آہستگی سے کہہ کر کرسی پر سمٹ گئی۔ آنکھوں میں خالی پن تیر رہا تھا

"لیکن میں احسان فراموش نکلی۔"

"آپ آدم مراد کے سلوک کو ٹھوکر مار گئیں؟"

"میں پہلی محبت کے آگے دل ہار گئی۔"

بیوٹیشن لال ریشمی ساڑھی کا پلو گرائے اس کی گردن کے گرد سرخ یاقوت کا ہار باندھ رہی تھی۔ماہ پارہ کی آنکھیں بند تھیں۔آئینہ سامنے تھا لیکن وہ خود کو دیکھنے سے انکاری تھی۔یونہی غرور آگیا تو،اپنی ہی نظر لگ گئی تو۔

آدم کو اندر آتا دیکھ کر بیوٹیشن سر جھکا گئی۔

وہ خود لمحہ بھر کے لیے ٹھٹک گیا۔ماہ پارہ اس کی آمد سے بے خبر تھی۔آدم کے اشارے پر بیوٹیشن رفو چکر ہوئی۔آدم نے ڈریسنگ سے پرفیوم اٹھایا اور خود پر بے حساب چھڑکا۔

"سب ہو گیا سیٹ؟"

مسکان LRI ماہ پارہ جانے کس سے پوچھ رہی تھی۔آدم کے لبوں پر خود بخود ابھری۔

"بس تمہاری ساڑھی کا پلو گرا ہوا ہے۔"

بجلی کی سی تیزی سے ماہ پارہ اٹھی پلو کے ساتھ ساتھ بال بھی سینے پر بکھر گ ئے۔چہرہ سرخ و سفید ہو گیا۔آدم سے نظریں ملیں تو وہ گھوم گئی۔

ساڑھی کا پلو اٹھا کر کندھے پر ڈالا۔

"بیوٹیشن۔۔۔کہاں گئی ہے؟"

وہ پنوں سے پلو کندھے پر سیٹ نہیں کر پا رہی تھی۔برہنہ کمر کی تراش آدم کا دل ہمکا گئی۔

وہ تو چلی گئی۔"اس نے کہا تو ماہ پارہ جھٹکے سے مڑی۔"

آپ نے اسے بھیج دیا۔"ساڑھی کا پلو پھر گر گیا۔بلاؤز میں قید جسم کا حسن" نمایاں ہو گیا۔آدم کی نگاہیں بہک کر وہیں گئیں۔ماہ پارہ نے پلو پھر بھونڈے طریقے سے سینے پر پھیلایا۔آدم آگے بڑھا۔

صرف اس لیے کہ تمہاری ساڑھی کا پلو کسی اور کے سامنے نہ"
گرے۔۔۔"اس نے پلو سے پکڑ کر ہی ماہ پارہ کو قریب کیا، کپڑے کی
جھالریں بنا کر اس کے کندھے پر ٹکائیں:

"یہ واہیات ڈریس آپ نے ہی منتخب کیا تھا۔"

ماہ پارہ کہنے سے باز نہیں آئی۔ آدم نے عین اسی وقت جان بوجھ کر بایاں ہاتھ اس کی کمر پر رکھا۔ وہ کمر اکڑا گئی۔ آدم نے کندھے پر پن لگائی اور پلو کمر پر پھیلا دیا۔

"اب بتاؤ تمہیں کلائی سے پکڑ کر باہر نہ لے جاؤں تو کیا پکڑوں۔"

طنز کیا۔ ماہ پارہ نے چپکے سے کلائی بڑھا دی۔ آدم کی نگاہیں اس کی چوڑیوں میں حمائل کلائی پر ٹک گئیں۔ اسے نظر انداز کر کے اس نے اپنا بازو ماہ پارہ کی کمر پر پھیلا دیا۔

"تمہارا تعارف کراتے ہوئے مجھے بہت فخر محسوس ہو گا، ہاف مون۔"

سرگوشی میں کہا۔ماہ پارہ کا سر خود بخود جھک گیا۔وہ کبھی مان ہی نہیں سکتی تھی کہ یہ وائف کلر اس سے محبت کر سکتا ہے۔

جتنی محبت اس نے اپنے محبوب سے کی تھی، کیا کوئی اس جتنی محبت اس سے کر سکتا ہے۔

"ویڈنگ سرمنی؟"

:ماہ پارہ کی یادوں میں وہ پل گھوم رہے تھے

پہلی پارٹی جس میں آدم کے تمام دوست، کاروباری عزیز اور احباب جمع"
"تھے۔پہلی بار وہ مجھے ان سے متعارف کرا رہا تھا۔اور پہلی بار۔۔۔

ماہ پارہ کے لبوں پر مسکراہٹ ابھری،

وہ میری تعریف بھی کر رہا تھا۔سب کو جلا رہا تھا کہ دیکھو، میں نے اپنی"
"بیوی کو مارا بھی ہے تو مجھے ایک اور خوبصورت بیوی مل گئی ہے۔

"آپ نے کہا اس کے تمام کاروباری عزیز جمع تھے؟"

:احد مرزا ٹھٹکا۔ماہ پارہ نے سر ہلایا

"سب کے سب۔"

اس کی آنکھیں سب کا نام بھی لے گئیں۔احد مرزا سمجھ گیا۔

"اوہ۔"

:وہ اس سے جھگڑ رہا تھا۔"ماہ پارہ نے بتایا"

"دونوں ایسے ہی جھگڑتے تھے۔۔۔"

"تین منٹ۔۔۔"

:آدم انگلی کا اشارہ کرتے ہوئے کہہ رہا تھا

تین منٹ لگیں گے مجھے تمہارے انویسٹرز خریدنے اور انہیں شیئرز بیچنے"

"سے روکنے میں۔

:جواباً وہ ہنسا، سرگوشی میں بولا

وہی تین منٹ جو تمہیں اپنے وکیل کو کال کرنے میں لگے تھے تاکہ وہ"
"تمہیں جیل سے رہا کروا سکے۔

:آدم نے طنزیہ انداز میں ابرو اٹھائے لیکن برابر والا نوجوان ہنس رہا تھا

"ویسے ایڈم، جیل والوں نے زیادہ مار پیٹ تو نہیں کی ناں؟"

"ابھی تک کوئی ماں کا لڑکا جنم نہیں لے لگا جو آدم مراد کو ہاتھ بھی لگا سکے۔"
لیکن ماں کی کئی لڑکیاں تمہیں ہاتھ لگا چکی ہیں بلکہ۔۔۔"وہ دوبارہ سرگوشی"

:میں بولا

"اکثر تو داؤ بھی لگا چکی ہیں۔دھوکہ دے چکی ہیں۔"

ان دھوکہ دینے والیوں کو میں نے خوب سزا بھی دی؟"آدم چباتے ہوئے"

:کہنے لگا

جانتے ہو، میں اس وقت نشے میں تھا۔دماغ کام نہیں کر رہا تھا، بدن زہر"
"کے زیر اثر تھا لیکن میں نے پھر بھی نشانہ لیا تو عین دل میں گولی ماری۔

:آدم نے چٹکی بجائی

"Right in her heart۔"

اور وہ مرنے کے بعد تمہیں جیل بھیج کر تمہاری ریپوٹیشن کو چار چاند لگا"
"گئی۔

نوجوان مسکراتا رہا۔آدم کی آنکھوں میں اب آہستہ آہستہ خون اتر رہا تھا۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ نوجوان کا گریبان پکڑ لے۔

"lovebird. میری بات غور سے سنو"

:وہ دو قدم قریب آیا

تم ٹاپ لسٹ کامیاب انٹر پیرونیئر سہی لیکن فریحہ کے ساتھ جو تم نے کیا وہ"
"میں پبلک کرنا چاہتا تو تمہاری شہرت بدنامی میں بدل جاتی۔

ماہ پارہ نے دور سے ہی آدم کو دیکھ لیا۔آدم کی نظریں بھی اسے کھوج گئی تھیں۔آدم نے اسے قریب آنے کا اشارہ کیا۔ماہ پارہ خراماں خراماں چلتی اس تک پہنچی۔

"lovebird. میری ہیرے سے ملے ہو،"

آدم نے ماہ پارہ کی کمر کے گرد بازو پھیلایا اور اسے قریب کر لیا:

"ماہ پارہ آدم۔ the prettiest woman of the world she is."

ماہ پارہ کا چہرہ لال ہوا، جیسے آج آدم کی ہر تعریف پر ہو رہا تھا۔ آدم نے دوبارہ کہا،

"تم اپنی بیوی کے حق میں جو بھی کہو، میں کبھی نہیں مانوں گا کہ وہ میری بیوی سے زیادہ خوبصورت یا عقل مند ہے۔"

ماہ پارہ ہولے سے مسکرائی۔ آدم نے ایک جلاتی نگاہ اس نوجوان پر ڈالی اور ماہ پارہ کو اپنے مزید قریب کر لیا:

"اور ان سے ملو، مون۔ یہ ہیں بزنس کی دنیا میں آدم مراد کے حریف۔"

"لیٹ می گیس!" احد مرزا نے میز پر کہنیاں ٹکائیں: "فلک کامران؟"

ماہ پارہ کا رنگ فق ہو گیا۔کانوں کو تحریک ملی اور آنکھوں نے رد عمل دیا۔
گول موتیوں میں نظر آیا کہ فلک کامران سانس روکے اسے دیکھ رہا تھا۔
پس منظر میں گونج رہا تھا۔۔۔
مجھ سے پہلی سی محبت۔۔۔
میرے محبوب نہ مانگ۔۔۔۔

"وہاں اس رات۔۔۔"
:ماہ پارہ بتا رہی تھی
"جیسے بس میں تھی اور فلک کامران۔"
:اور آدم مراد؟"سوال اٹھا۔ماہ پارہ نے نفی میں سر ہلایا"
"اس دن کے بعد سے وہ میرے لیے غائب ہو گیا۔"

' In My Dreams '

ڈرائیور نے کار پارک کی تو بھی ماہ پارہ کار میں ہی چھپی رہی۔

"آدم کہاں ہوں گے؟"

اس نے اندرونی گھبراہٹ چھپاتے ہوے ڈرائیور سے پوچھا حالانکہ پتا تھا وہاں اندر ہو گا۔ یہاں پارکنگ میں تاریکی تھی، ماہ پارہ کا دل دھک دھک کر رہا تھا۔

"آپ اندر چلی جائیں، میم۔ سر آپ کا ہی ویٹ کر رہے ہوں گے۔"

ڈرائیور شائستگی سے عقب میں دیکھے بغیر مخاطب تھا۔ ماہ پارہ نے ایک نظر شیشے سے جھانکا۔ کاجل سے لبریز بس دو آنکھیں واضح ہوئیں۔

"اپنے صاحب کا نمبر دو مجھے۔"

اس نے فون سیدھا کیا۔ ڈرائیور نے بھی کیا سوچا ہو گا کہ صاحب کی بیوی کے پاس صاحب کا نمبر ہی نہیں ہے۔ لیکن چپ چاپ لکھوا دیا۔

ہیلو۔" فون پر اس کی آواز جوان لڑکے جیسی تھی۔"

کہاں آنا ہے۔" گھبرایا لہجہ۔آدم پہچان گیا۔"

"جہاں ڈرائیور لایا ہے، وہیں آنا ہے۔"

"اپ۔۔۔کہاں ہیں؟"

مزید گھبرا جانا۔آدم کا بھانپ لینا اور بھانپ کر تنگ کرنا۔

"اندر آجاؤ، وہیں ہوں۔"

کھٹ سے فون کاٹ دیا۔

"آپ کو بس گیٹ تک چھوڑ سکتا ہوں میم۔"

ڈرائیور نے بھی ہمدردی دکھائی۔ماہ پارہ کا دل دھک دھک کر رہا تھا۔اپنی گھبراہٹ کی وجہ سے نہیں، اپنے لباس کی وجہ سے۔

وہ تو ایک عام سی لڑکی تھی، وہ ان آسائشوں اور خوبصورت یوں کی عادی نہیں تھی۔

کیری پس منظر میں گنگنا رہی تھی۔ماہ پارہ کے پاؤں من من کے تھے۔سفید ہیل اتنی ہی ہی لمبی تھی جتنی لان میں اگی گھاس۔وہ چپکے سے چلی تاکہ آواز آواز نہ آئے لیکن روشنیوں نے اسے قید کیا،لوگوں نے اسے دیکھ لیا، آنکھوں نے گھیر لیا۔آدم مراد بوفے ٹیبل پر دو تین جنٹل مین کے ساتھ کھڑا تھا۔

اورافسوس کہ ان چار مردوں میں وہ پہلا نہیں تھا جس نے اسے دیکھا۔

♪ You better keep your eyes on me I know you are not the only one who's watching me ♪ "

"وہ سفید پری دیکھی،ایڈم؟

برابر والے نے اس کے ٹہوکا مارا۔آدم کی نگاہیں چہار سو گھومیں۔بمشکل مرکز پر ٹکیں اور پھر ٹک کر ہی رہ گئیں۔اضطراب،پریشان،ندامت،

خجالت، گھبراہٹ، اور بے پناہ حسن۔۔۔سب اس کے چہرے پر ایک ساتھ دکھائی دے رہا تھا۔

ایسا صرف خواب میں ہو سکتا تھا۔

♪ I am sure I have seen you in my dreams I'm feeling like ain't the first time we've ever meet ♪

"ہاؤ ہاٹ۔"

کوئی نظریں ہٹا نہیں پا رہا تھا۔لمبی سفید میکسی میں اس کا وجود جاذبِ ہر لگ رہا تھا۔

"تمہیں پتا ہے وہ کون ہے؟"

کسی نے کسی سے پوچھا۔

"جو بھی ہے، خوبصورت ہے۔"

برابر کھڑے مرد نے تبصرہ کیا۔آدم مراد ایک لفظ نہیں کہہ سکا۔اس کے لیے لفظ بے وقعت ہو گے تھے،لوگ بیگانے ہو گے تھے۔وہ اور سفید پری بچ گ ئے تھے اور وقت تھم گیا تھا۔

میری بیوی ہے وہ۔"بہت آہستگی سے کہتے ہوئے کر وہ روسٹرم کی طرف" جارہا تھا۔

♪ You make the time fly slow,
slowww... just like slow river flows,
flowwwwws ♪

کوئی سامنے ابھی رہا تو اس سے ٹکڑا کر خود پلٹ رہا تھا۔آدم کے قدم متزلزل نہیں تھی،آنکھیں اسی پر جمائے وہ سیدھا چلتا جارہا تھا۔ماہ پارہ وہیں تھی،مڑ جانے کو تھی جب اچانک سے زوردار جھٹکا لگا،تکلیف کا احساس ہوا۔ڈر بھی لگا۔

"چھوڑو مجھ۔۔۔"

کہنے سے خود کو روکنا پڑا۔کلائی آدم مراد کی گرفت میں تھی۔

آدم مراد کی آنکھوں میں مغرور سی چمک تھی۔

♪ I see the fire in your eyes it makes me feel it takes me high So bring it on a, a dance flooooor... ♪

یہ وہ ڈریس نہیں ہے جو میں نے بھیجا تھا۔"بہت دیر بار وہ بس اتنا کہہ سکا۔" ماہ پارہ نظریں نہیں جھکا رہی تھیں لیکن اس کی آنکھوں میں دیکھنا بھی دشوار تھا۔

"وہ میرے فٹ نہیں تھا۔"

جملہ کہتے ہوئے پلکوں نے خود بخود آنکھوں کو ڈھک لیا۔

فٹ تو یہ بھی نہیں ہے۔"وہ کہنے سے خود کو روک نہیں سکا۔ایک نشہ سا" اترتا جا رہا تھا، میکسی میں اس کا خوبصرت بدن ڈھکا دیکھ کر، سڈول گوری

کلائیاں دیکھ کر، ریشمی بال دیکھ کر، آنکھوں کی سیاہی دیکھ کر، لبوں کی نرمی دیکھ کر۔۔۔

خدا کی قسم تم۔ کل رات تک ایسی تو نہیں تھیں۔' وہ سرگوشی میں بولا۔ ماہ' پارہ اس کی آنکھوں کی چمک جا مطلب سمجھتی تھی۔

چلو میرے ساتھ۔" اس نے کلائی سے ہی ماہ پارہ کو کھینچا۔

♪ Baby you better start it right I'm los-

ing it, I can't control "

this must be love, loveeee ♪

پارٹی کے بنیادی عنصر کو سب جاتے دیکھ رہے تھے اور کس قدر دلچسپی سے دیکھ رہے تھے۔ آدم کلائی سے کھینچتا ہوا اسے گیٹ سے باہر نکال لایا۔ گھپ اندھیرے کو چیرتی واحد نیم سی روشنی کے نیچے لیموزین پارکڈ تھی۔

سوری اگر میرا بات نہ ماننا آپ کو برا۔۔۔"اس نے بس اتنا کہا تو جیسے طلسم "
اٹوٹ ہو گیا اور آدم مراد نے اس کی کلائی چھوڑ کر اس کے لبوں کو اپنے بائیں
ہاتھ سے ڈھکا۔انت کی ناز کی اور شدت کی فرمانبرداری۔
جب تک آدم نہیں کہے گا، تم کچھ نہیں بول سکتیں۔"اسے سرگوشی میں "
کہہ کر وہ راڈ لیمپ کے نیچے اسے لیے کھڑا تھا۔
ماہ پارہ تیار تھی کہ وہ کب وحشی پن پر اترے گا۔بدن مرتعش تھا، آنکھوں
میں خوف تھا۔
یہ ایک اور تیمور، ایک اور مرد۔۔۔
ڈانس کرو گی میرے ساتھ؟'آدم کا لہجہ اب کی بار ٹھہرا ہوا تھا۔ماہ پارہ ناں'
نہیں کر سکتی تھی۔
'سب کے سامنے نہیں، بس میرے سامنے سے میرے ساتھ۔'
وہ لیموزین سے دور، پارٹی سے دور، لوگوں سے دور جا رہے تھے۔
ماہ پارہ نے گھوم کر دیکھا۔

یہ تو اسی جھیل ہی تھی جہاں سے وہ اور فلک کامران بچھڑے تھے۔

کیس'

کیا تمہیں پیار کرنا آتا موِن؟'اس کی آواز دھیمی تھی۔ماہ پارہ کا سر جانے'

کیوں نفی میں ہلا۔

مجھ پر ٹرائی کرو گی؟'اس نے ہنوز ماہ پارہ کی کلائی تھام رکھی تھی۔پر یہ لمس'

تیمور کے لمس جیسا نہیں تھا۔یہ جبر ویسا نہیں تھا۔

میں۔۔۔آپ کو۔۔۔نقصان نہیں پہنچاؤں گی۔'اس کے حلق سے گھٹی گھٹی'

آواز نکلی۔آدم کے ہاتھ اس کی کمر پر ٹک گئی۔

کے لیر کس پر serene rider ماہ پارہ سے کیسا نقصان!'وہ مسکرایا اور'

اسے گھمایا۔

ماہ پارہ نے گھوم کر دیکھنے کی زحمت نہیں کی۔

وہ ماضی کے فلک کامران کو بھلا دینا چاہتی تھی۔

:سونیا آدم۔"احد مرزا نے تھوڑی تلے ہاتھ باندھے"

"آدم مراد کی بیٹی؟ "

ماہ پارہ نے سر ہلایا،

"وہ اس کی پہلی بیوی کی بیٹی تھی۔"

آپ سے نکاح سے دو ہفتے پہلے سے ہی آدم مراد کے کہنے پر صبح شام"

"تھیراپسٹ اس کے سیشن لیتا تھا۔

"وہ ذہنی طور پر بیمار تھی۔"

ماہ پارہ نے بتایا۔

آپ جانتی ہیں ایسا کیوں تھا؟"احد مرزا نے بغور دیکھا۔"

"ماہ پارہ نے سر ہلایا،"آدم نے بتایا تھا۔

اور کیا آپ یہ جانتی ہیں کہ آپ سے نکاح سے دو ہفتے پہلے آدم مراد جیل"

"میں تھا۔

:ماہ بارہ نے دوبارہ سر اثبات میں ہلا دیا

"آدم نے بتایا تھا۔"

"یعنی اس نے اپنی کوئی بات آپ سے راز نہیں رکھی۔"

:احد مرزا مسکراتے بغیر نہ رہ سکا

"جو ہوا اسے محبت کی ابتدا کہتے ہیں، ماہ پارہ۔۔"

ماہ پارہ وحشت زدہ سی ہو کر اسے دیکھنے لگی۔ شکر کہ وہ پارٹی والی رات کا سارا

:قصہ حذف کر گئی۔ ورنہ احد مرزا کہتا

"جو ہوا اسے محبت کی انتہا کہتے ہیں ماہ پارہ۔"

وہ اسے خود میں سمو لینا چاہتا تھا۔

اس کے لبوں کی شدت انتہا کی تھی۔ ماہ پارہ پاروں میں بٹ رہی تھی، وہ اسے پارہ پارہ کر کے پھر سمیٹ بھی خود ہی رہا تھا۔ وہ تکلیف کی عادی تھی، یہاں تکلیف کے سوا ہر احساس تھا۔ وہ اب اس سے ڈر رہی تھی، اس کی بے باکی سے خوف کھا رہی تھی۔

بے اختیار ماہ پارہ نے بدک کر رخ موڑ لیا۔ آدم کا سر اس کے برہنہ کندھے پر ٹک گیا:

"میری اَن چھوئی خوبصورت بیوی۔"

اس کی سرگوشی ماہ پارہ کانوں اترتی چلی گئی:

"یہ کیسے ممکن ہے کہ کل تک تم میری نظروں میں ہونے کے باوجود اوجھل تھیں اور آج بس نظروں میں تمہیں تم ہو۔"

وہ اب آہستہ آہستہ اپنی ہتھیلیوں سے ماہ پارہ کے وجود کو ٹٹول رہا تھا۔ وہ سہمی تو نہیں تھی لیکن کچھ بولنے سے قاصر تھی۔

"اس نے لب ماہ پارہ کی گردن پہ رکھے، ہولے سے مجھ سے ڈر لگ رہا ہے؟"

"آدم مراد سے سب ڈرتے ہیں! نیچرل ہے۔"

اس کا لہجہ لاپرواہ سا تھا، یہ لاپروائی واقعی ڈرا رہی تھی:

"پتا ہے میری پچھلی بیوی کیسے مری؟"

چھوٹے چھوٹے سوال۔ماہ پارہ کا خوف کچھ کم ہو رہا تھا۔"کیسے ؟"ہائے شامت کہ پوچھ لیا۔آدم نے اسے بازو پر لٹا رکھا تھا،وقفے وقفے سے اپنے لب اس کی گردن پر رکھ رہا تھا:

ہم پارٹی سے واپس آئے تھے اور وہ بہت خوبصوت لگ رہی تھی۔ہم" دونوں نے شراب پی رکھی تھی۔میں چاہتا تھا وہ میرے قریب آئے پر وہ "نہیں آئی،بس مجھے غصہ آیا اور میں نے۔۔۔

آدم نے انگلی کا اشارہ کیا:

"اسے گولی مار دی۔"

آدم کے پہلو میں لیٹا وجود کانپ اٹھا۔ماہ پارہ کی آنکھیں خوف سے بھر آئیں۔ کیوں ڈر گئیں ؟"آدم قہقہہ مار کر ہنسا۔ماہ پارہ کی آنکھوں میں اضطراب" تھا۔

مذاق کر رہا تھا۔"اس نے ماہ پارہ کے لبوں کو بہت ہولے سے چھوا۔" تمہارا لیے بھی ایک پارٹی رکھیں۔"بہت دوستانہ انداز میں پوچھا۔"

"کس۔۔۔لیے؟"

:آدم نے پھر اس کی گردن لبوں سے چھوئی

خودی تو کہتی ہو کہ آدم مراد صرف تمہیں کلائی سے پکڑ کر بیوی بنالایا"

"ہے۔

ماہ پارہ کچھ کہہ نہیں سکی۔آدم بیڈ سے اٹھ گیا۔دل بری طرح کانپ اٹھا۔وہ جب قریب تھا تو خوف محسوس ہو رہا تھا،دور چلا گیا تو اور خوف آنے لگا۔

""کل تمہیں ڈرائیور بارہ بجے پک کرلے گا۔

پینٹ شرٹ پہن کر اس نے فون اٹھالیا تھا۔ماہ پارہ کی آنکھوں کا سوال بھی بھانپ لیا۔

"اپنا ویڈنگ ڈریس چن لینا۔"

:بھیج دیجیے گا۔"ہمت سے بولی"

"ورنہ پھر آپ کو تکلیف ہوتی ہے کہ۔۔۔"

وہ کہتے کہتے رک گئی۔آدم سپاٹ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔" بارہ بجے،

"اوکے؟

یہ اشارہ تھا کہ اسے ہواؤں میں اڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ماہ پارہ نے اشارہ قبول کیا۔

مجھے ناں تم۔۔۔'آدم کچھ کہتے کہتے رکا۔ماہ پارہ سن رہی تھی لیکن وہ دوبارہ' نہیں بولا۔پلٹ گیا۔

ابھی نہیں، وہ اسے ابھی نہیں بعد میں بتائے گا کہ ماہ پارہ اسد، کوئی گناہ بھی کر لینا، بس بے وفائی مت کرنا۔۔۔

"ماہ پارہ۔'

احد مرزا نے چٹکی بجائی تو ماہ پارہ ہوش میں آئی۔وہ کیبن میں تھی، احد مرزا حیرت واستعجاب میں ڈھلا اسے دیکھ رہا تھا۔

کہاں کھو گئی ہیں؟"اسے یقیناً لگا ہو گا کہ ماہ پارہ سو گئی ہے۔"

سوری، آپ نے کیا پوچھا؟" وہ ہڑبڑا گئی۔ احد مرزا نے نوٹ بک پر لکھا"

سوال لہرایا،

"میں نے پوچھا کہ کیا اس نے کبھی آپ پر ہاتھ اٹھایا؟"

"نہیں۔"

"کبھی آپ پر شک کیا؟"

"کسی لمحہ بھی نہیں۔"

"خود اس کا کردار کیسا تھا؟"

"میرے لیے وہ انتہائی مخلص تھا۔"

ماہ پارہ نے فوراً کہا۔

"آپ کو کبھی ذہنی ٹارچر کیا، جسمانی طور پر ایبیوز کیا، ماضی سے ڈرایا؟"

آپ سننا چاہتے ہیں آدم مراد نے میرے ساتھ بد سلوکی کی؟" ماہ پارہ سمجھ"

"گئی: "نہیں، اس نے ایسا نہیں کیا۔

پھر بھی آپ نے اس سے طلاق لے لی، طلاق لینے کے بعد اس پر ہراسمنٹ"
"کا کیس ڈال دیا۔

کیونکہ اس کے ساتھ رشتے کے آغاز میں، میں نے تیمور رفیع اور آدم مراد"
میں سے آدم مراد کو چنا اور آخر میں۔۔۔"ایک آنسو ماہ پارہ کی بائیں آنکھ سے
:نکلا

"میں نے آدم مراد اور۔۔۔ فلک کامران میں سے فلک کامران کو چن لیا۔"
اور انسو گردن میں جذب ہو گیا۔

سب بھول تو نہیں گئے فلک کامران کو۔ وہ بھی تو ابھی زندہ تھا۔

' parasite '

.....

آدم اپنے مخصوص کام میں مصروف تھا۔

"ہے۔ parasite وہ"

:اس کی زلفیں چومتے ہوئے وہ اپنے اندر ابلتے لاوے کی شدت کم کر رہا تھا

لوگوں کا خون چوسنا اور اپنا فائدہ لے کر انہیں برباد کر جانا اس کا پسندیدہ کام"

"ہے۔

ماہ پارہ کھلی آنکھوں سے بیڈ شیٹ کو تک رہی تھی: "سترہ سال، سترہ سال سے وہ مجھے ہرانے کی کوشش کر رہا ہے اور ہمیشہ ہراتا ہی آیا ہے۔ سترہ سالوں سے وہ ہمیشہ ٹاپ پر ہے اور میں سیکنڈ پر۔ جانتی ہو مون۔۔۔"

:آدم نے اسے بازو سے پکڑ کر سیدھا کیا

ٹاپ اور بوٹم (نیچے) میں سو حصوں کا فرق ہے لیکن سیکنڈ اور بوٹم میں کوئی"

"فرق نہیں ہے۔

:کہہ کر وہ ماہ پارہ کے لبوں پر حملہ آور ہوا۔ ماہ پارہ کی ساری حسیں مردہ تھیں اس نے ہمیشہ مجھے نقصان پہنچانا چاہا ہے۔" گردن چومتے ہوئے وہ اتاؤلا ہو"

:رہا تھا

میرے شیئرز پر قبضہ جمالیتا ہے، میرے انویسٹرز خرید لیتا ہے، میرے"
"ملازموں کو میرے ہی خلاف بھڑکاتا ہے اور اس بار میری بیوی۔۔۔
:آدم نے ماہ پارہ کے جسم سے سر اٹھایا
"اس بار اس نے میری بیوی کو ورغلایا۔"
:ماہ پارہ نے خالی خالی آنکھوں سے آدم کو دیکھا۔ وہ شاید کچھ کہہ رہا تھا
میں فریحہ سے پیار کرتا تھا۔ اسے کبھی طلاق بھی نہ دیتا لیکن وہ۔۔۔ "اس"
کی آنکھوں میں آگ سی نظر آئی،
اس نے میرے ہی ہاتھوں میری بیوی مروادی۔" وہ بیڈ سے اٹھا اور قریب"
کھڑے لیمپ کو ٹھوکر رسید کی،
"I hate that lovebird."
نازک سا لیمپ کرچی کرچی ہو گیا۔ آدم نے سائیڈ ٹیبل پر رکھا جگ اٹھایا اور
گلاس بھرا۔ لال مشروب بنا سانس لیے حلق میں انڈیلا اور اس کے زیر اثر
بیڈ پر گر گیا۔

"آئی ہیٹ فلک کامران۔"

وہ بڑبڑا رہا تھا۔ماہ پارہ نے چپکے سے پہلو بدل لیا۔زہن میں ایک طوفان برپا تھا،

"آئی لو فلک کامران۔"

:آدم نے کہا کہ فلک ایک پیراسائٹ ہے۔"احد مرزا نے کاغذ پر لکھا'

"لیکن آپ نے اس کی باتوں کو اہمیت نہیں دی۔"

میں فلک کو دیکھنے کے بعد شدید صدمے میں تھی۔اس کی باتوں کو سن"
"نہیں سکی۔سن بھی لیتی تو میں کبھی یقین نہ کرتی۔

"فلک نے آپ کو دیکھا تھا اس رات؟ پہچان بھی لیا ہو گا۔"

:احد مرزا نے بال پین میز پر واپس رکھی

"تو کیا رد عمل تھا اس کا؟"

:وہ گنگ تھا۔"ماہ پارہ نے آسودگی سے کہا"

"وہ مبہوت تھا۔"

مریم ننھے ابراھیم کو دوسرے کمرے میں سلا آئی تھی۔

پریشان ہیں؟"مریم نے بہت محبت سے اس کے گرد بازو حائل کیے۔وہ"

جواباً چونک سا گیا۔

"نہیں تو۔"

کوٹ اتار کر ہک میں ٹانگا، کف لنکس اتارے، جوتے ایک طرف پھینکے لیکن دل بے چین تھا۔ شاور لینے کے لیے نل چلایا، بدن پر ٹھنڈا پانی ہٹا تو سکون سا آیا لیکن دماغ بیدار تھا،

پردے میں سرخ ساڑھی میں لپٹا وجود لہرایا، اس کے ریشمی سیاہ بال لہرائے، نازک ہونٹ مچلنے لگے۔ فلک کامران پسینے میں شرابور ہو گیا۔

فلک، طبیعت ٹھیک ہے؟ آپ پریشان لگ رہے ہیں۔"مریم کا لہجہ اور"

شیریں ہو گیا۔

بس ایسے ہی، سر میں درد تھا۔" بہانہ بنانا پڑا۔ جواباً مریم سر دبانے لگی۔"

"تمہیں نہیں پتا میں تم سے کتنا پیار کرتا ہوں ماہا۔"

بارش میں بھیگتے فلک کامران نے ایک بار کہا تھا۔ فلک کو یاد آیا وہ بس جوانی کا ایک مذاق تھا۔ "آپ۔۔۔۔واقعی خوبصورت ہیں۔" اس نے چند منٹوں پہلے اس سرخ ساڑھی میں لپٹے وجود سے کہا تھا۔ باخدا اس کی بار اس نے جھوٹ نہیں کہا۔

فلک کامران کی شادی کو چار سال گزر چکے تھے۔ "ماہ پارہ کا لہجہ بکھرا بکھرا" :سا تھا

"اس کی بیوی اس کی چچازاد بہن تھی۔ مریم رضا۔"

احد مرزا نے یونہی ورق پر نام لکھتا گیا۔

"اس کا بڑا بیٹا تین سال کا تھا۔ چھوٹا ابراھیم سال بھر کا بھی نہیں تھا۔"

"فلک کامران کی ایک مکمل فیملی تھی۔"

:احد مرزا نے تبصرہ کیا۔پھر کچھ سوچ کر سر اٹھایا

"فیملی تو آپ کی بھی مکمل تھی ماہ پارہ۔"

:فلک کامران نے مرضی سے شادی کی۔"ماہ پارہ نے اعتراض اٹھایا"

"میری شادی میری مرضی سے نہیں ہوئی۔"

"لیکن مرضی کے بغیر کی شادی میں بھی آپ آدم کے ساتھ خوش تھیں۔"

:نہیں۔"اس نے صفاچٹ انکار کر دیا"

"فلک کو دیکھ لینے کے بعد میں آدم مراد کے ساتھ خوش نہیں تھی۔"

"آدم۔"

لہجہ دھیما ہوتا لیکن اب وہ بلا خوف اس کا نام لیتی تھی۔آدم کی نگاہیں سوالیہ ہو گئیں۔

"میں۔۔۔سونیا کو پارک لے جا سکتی ہوں؟"

"آیا مر گئی ہے کیا؟"

کاٹ کھانے والا لہجہ۔اس کا لہجہ تھ ہی ایسا۔جو ماہ پارہ کو ہمیشہ دہلا دیتا۔ماہ پارہ سہم گئی۔

"نہیں، میں تو بس۔۔۔اپنی مرضی سے اسے۔۔۔"

کس خوشی میں؟"لہجہ ایسا گھمبیر کیا کہ ماہ پارہ گھبرا گئی۔"

"ویسے ہی صبح کے وقت۔۔۔ٹہلنے کا دل کرتا ہے۔"

"گارڈز تمہارے ساتھ ہوں گے۔تم محفوظ ہو۔"

آدم نے کندھے اچکا دیے۔اشارہ تھا کہ جو مرضی کرو۔وہ ناشتہ کر رہا تھا، بیک وقت آئی فون پر ہیڈ لائنز دیکھنے میں مصروف تھا۔

: جلدی واپس آجایا کروں گی۔"خود سے کہا تو آدم نے سر اٹھایا"

:اور سونیا کو لازمی ساتھ لے جانا۔"وہ دوبارہ آئی فون پر متوجہ ہو گیا"

"کٹ کیٹ مجھ سے کہیں زیادہ تمہیں پسند کرتی ہے۔"

ماہ پارہ نے اثبات میں سر ہلایا اور کمرے تک آگئی۔کمرے میں آکر سانس بحال ہوا۔دھم سے وہ بستر پر گر گئی۔شکر کہ آدم نے اجازت دی تھی۔

"آپ کا ٹارگٹ فلک کامران تھا، ہے ناں؟"

ماہ پارہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

میں اس سے ملنا چاہتی تھی، اسے دوبارہ دیکھنا چاہتی تھی۔ وہ روز صبح" ساڑھے پانچ بجے کو کنگ کرتے ہوئے اس پارک میں سے گزرتا تھا۔ مجھے

"وہیں ملنا تھا۔

اور یہ سب آپ کو کیسے معلوم ہوا؟" احد ٹھٹکا۔"

"آدم مراد کی بیوی ہونے کے کئی فائدے تھے۔"

: مسکرا کر بولی

اس نے دو گارڈز میرے لیے متعین کر رکھے تھے، میں گھر کے ملازموں" سے کوئی بھی کام کے سکتی تھی، کوئی بھی معلومات نکلوا سکتی تھی۔ پھر آدم خود

"ہمہ وقت فلک پر نظر رکھتا تھا۔

"لیکن آپ نے سونیا کا بہانہ کیوں بنایا؟"

"مجھے شک ہوا کہ کہیں آدم مجھ پر یوں اکیلا جاتے ہوئے شک نہ کرے۔"
یعنی آپ کے دل میں چور تھا۔"احد مرزا بڑبڑایا۔ماہ پارہ سن نہ سکی۔"

ٹریک پر دوڑتے ہوئے فلک کی نگاہیں فینس کے دوسری طرف جاپڑیں۔
نظر انداز کیا اور کانوں میں گونجتے ساز پر زور دیا۔پھر چونک گیا۔رک گیا۔
کانوں سے ہیڈ فون اتار کر گردن میں ڈالے۔فینس پر بازو ٹکا کر دور دیکھا۔
سیاہ چادر کمر سے بھی لڑھک گئی تھی۔سیاہ بالوں کی آبشار چہرے پر گرائے وہ
جواں سال عورت چھوٹی لڑکی کے جوتے کے اسٹیپ بند کر رہی تھی۔
فلک بے تابی سے اس جانب بڑھا۔
ننھی لڑکی اسٹیپ بند کروا کر بھاگ گئی۔جواں سال عورت اٹھی، فلک عقب
میں آیا تو بہت قریب سے اس کے بالوں کا نظارہ کیا۔
"مسز مراد۔"

کہاتوزبان حلق تک کڑوی ہوگئی۔ماہ پارہ کاانگ انگ کانپ اٹھا۔رنگت
بدلنے لگی۔بہت ہمت سے پلٹی
اس کے سفید ٹریک سوٹ کی شرٹ پسینے سے جسم سے چپک گئی تھی۔ہیڈ
فونز گردن میں سولی کی طرح بندھے ہوئے تھے۔

"یس؟"

ماہ پارہ نے اجنبیت ظاہر کی۔فلک ٹھٹک گیا۔

میں۔۔۔میں آپ کی ویڈنگ سرمنی میں انوائٹڈ تھا۔ہم وہیں ملے تھے،"

"فلک کامران؟

:یاد دلانا چاہا۔ماہ پارہ مسکرائی اور کندھے اچکائے

مجھے اس رات بہت لوگ ملے تھے، مسٹر کامران۔"اور یہ کہتے ہوئے دل"

:ساکت تھا

"معاف کیجیے گا میری یادداشت کمزور ہے۔"

"پر یادداشت کمزور بھی ہو تو فلک کامران کسی کو نہیں بھولتا۔"

وہ عجلت میں کہہ گیا۔ماہ پارہ کی مسکراہٹ مدھم ہوئی۔اس نے شال کندھوں پر کھینچ لی:

"کوشش کروں گی اگلی بار آپ کو یاد رکھوں، فلک کامران۔"

اور کہہ کر وہ سونیا کی طرف پلٹ گئی۔ فلک استعجابیہ نشان بنا کھڑا رہ گیا۔

"فضول ایٹی ٹیوڈ کس لیے؟ بیگانگی ظاہر کرنے کا فائدہ؟"

احد مرزا کہنے سے رک نہیں سکا۔ماہ پارہ کی آنکھوں میں لالی اتری ہوئی تھی: میں دکھانا چاہتی تھی کہ میں اسے بھول چکی تھی۔اسے احساس دلانا چاہتی تھی" تھی کہ اس کے دھتکارنے کے باوجود بھی میں کسی اور کے لیے قابلِ قبول "تھی۔

"آپ اس پر غصہ تھیں۔"

میں اس سے ناراض تھی۔"ماہ پارہ نے کہا": "لیکن ناراض رہ نہیں سکی۔"

"ماہ پارہ۔"

ہولے سے پکارے گئے نام پر ماہ پارہ کے قدم خود بخود رک گئے۔

"ماہا۔"

دوبارہ قریب سے سرگوشی ہوئی۔ماہ پارہ بے اختیار پلٹ گئی۔ فلک گھوم کر سامنے آیا۔

"تم منع بھی کرو گی تو میں نہیں مان سکتا کہ تم ماہ پارہ اسد نہیں ہو۔ تم وہی ہو، ہے ناں؟"

آنکھوں کا رابطہ تھا۔ماہ پارہ بہت ضبط سے اس کی آنکھوں میں دیکھتی رہی۔

"مجھے نہیں پتا آپ کیا کہہ رہے ہیں۔"

فرفر کہہ کر آگے بڑھنا چاہا۔ فلک کامران نے لمحے میں اس کا بازو تھام لیا۔ماہ پارہ کے لبوں سے سسکی نکلی۔ فلک نے اس کی کلائی تھام لی۔

"میں نے کہا تھا زندگی رہی تو میرے جیسا ٹیٹو ضرور بنوانا۔"

کہتے ہوئے اس نے اپنی کلائی پر بنا سیاہ ٹیٹو لہرایا۔ماہ پارہ کی توجہ بٹ گئی، کہنی تک مڑی آستین کلائی کو ڈھانپ رہی تھی، شیو ہلکی ہلکی بڑھی ہوئی تھی، بال ویسے ہی بے لگام سے تھے، وہ ویسا ہی تھا۔ماہ پارہ کی آنکھوں میں اس کا عکس جھلکا۔

:جب میں تمہیں نہیں بھولا۔۔۔"سرگوشی میں کہہ رہا تھا"

"تو تم مجھے کیسے بھول سکتی ہو، ماہا؟"

"میں ماہا نہیں ہوں۔ماہ پارہ ہوں۔ماہ پارہ آدم۔آدم مراد کی بیوی۔"

جذبات پر پردہ ڈالا، سختی سے کہہ کر اس نے بازو چھڑا لیا۔

:ڈر نہیں لگا؟"احد مرزا نے پوچھا"

کہ آپ کے یوں اجنبیت ظاہر کرنے پر وہ بھی آپ کو اسی لمحے بھول گیا"

"تو؟

:ماہ پارہ نے مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا

میں آنکھیں پڑھ سکتی ہوں، ڈاکٹر۔"احد مرزا کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے"
:بولی

فلک کامران کی آنکھوں میں میرے لیے ستائش تھی۔وہ جذبہ تھا جو میں" زندگی کے پہلے سترہ سال دیکھنے کے لیے ترسی تھی۔اب وہ فلک کی آنکھوں
"میں دوڑ رہا تھا۔وہ مجھ پر سے نظریں نہیں ہٹا رہا تھا۔
اور آپ؟"احد مرزا نے ٹیک چھوڑ دی تھی،"
"آپ اب اسے انگلیوں پر نچا رہی تھیں؟"
بس دو لمحے۔۔۔"ماہ پارہ نے اشارہ کیا،"
کیونکہ کلاکار ہمیشہ سے فلک تھا۔پتلی تو میں تھی۔نچانا اسے تھا۔ناچنا میرا"
"کام تھا۔

"غصہ ہو؟"

فلک کامران اب خوشگوار لہجے میں کہتا برابر چل رہا تھا۔

"میرے گارڈز کی نظریں آپ پر ہیں، مسٹر کامران۔"

ماہ پارہ دبے دبے لہجے میں بولی۔ فلک کامران نے فوراً چہرہ موڑ کر فینس کے ساتھ لگے دو گارڈز کو دیکھا:

"تمہارا مطلب وہ دو کھلونا سپاہی جو آدم اپنی ہر بیوی کو فراہم کرتا ہے۔"

پھر وہ خود لمحہ بھر کے لیے رکا،

"مجھے بتاؤ گی تم اس کی بیوی کیوں ہو؟"

"ہمارا نکاح ہوا ہے۔"

لہجہ دھیما ہو گیا۔ فلک کامران نے بے اختیار ہی اس کا بازو تھام لیا۔ اس کی آنکھوں میں استعجاب تھا۔

"جھوٹ؟؟؟"

ماہ پارہ ہچکچا گئی۔

"یہ سچ تھا آخر۔۔۔ بیوی ہوں اس کی۔!"

"تمہارا شوہر ایک وائف کلر ہے۔ اس میں برداشت کی کمی ہے، مسز مراد۔"

فلک نے بڑے گھمبیر لہجے میں کہا۔ماہ پارہ کی آنکھوں میں ویرانی چھا گئی،

"""شکر ہے اس میں ہر چیز کی کمی سہی مگر خلوص کی کمی نہیں ہے۔

جملہ زہر سے سنا تیر تھا۔ فلک کے سینے میں اتر گیا۔ وہ دو قدم آگے آیا۔

"تم کہیں یہ جملہ مجھے جتانے کے لیے تو نہیں بول رہی ہو ناں، ماہا۔"

"میں آپ کو کچھ کیا جتاؤں؟ میں تو آپ کو جانتی بھی نہیں ہوں۔"

کروفر سے کہتے ہوئے وہ دوبارہ لان میں کھیلتی سونیا کی جانب بڑھی۔ فلک

کامران نے بہت مضبوطی سے اس بار اس کے بازوؤں کو گرفت میں لیا۔

"فلک، اٹس۔۔۔"

"نہیں پہچانتیں مجھے؟"

درشتی سے پوچھا۔ماہ پارہ کی کلائیوں پر بوجھ بڑھ گیا۔

"میں ہار گئی۔"

ماہ پارہ نے سر میز پر ٹکا لیا،

اس نے یوں غصہ کیا اور میں سہم گئی۔ڈر لگا کہ واقعی یہ مجھے بھول گیا تو"
میری چاہت، میری عمر بھر کی عبادت، میری ہمیشہ کی محبت، میری پہلی
"محبت۔۔۔

"آدم مراد کی بیوی کے ذہن میں یہ خیال نہیں آنا چاہیے تھا۔"
لیکن فلک کامران سے محبت کرنے والی عورت یہ سوچ سکتی تھی۔"ماہ پارہ"
:نے کہا

"اور اس نے یہی سوچ کر پھر سر نہیں اٹھایا۔"

بولو نہیں جانتیں مجھے ؟" فلک نے اس بازو جھنجھوڑ کر پوچھا۔ماہ پارہ کی"
"آنکھیں نم ہو گئیں۔"میں تمہیں نہیں پہچانتی۔

:اس نے سختی سے نفی میں سر ہلایا

میں تو صرف اس فلک کو پہچانتی ہوں جو ماہ پارہ کو چار سال پہلے دھتکار کر چلا"
"گیا کیونکہ وہ اس کے اسٹیٹس پر ایک دھبہ ثابت ہو سکتی تھی۔

میں۔۔۔ مجبور تھا ماہا۔" اس نے دونوں ہاتھ ہھیلائے، چہرے پر تکلیف کی" لہر دوڑنے لگی۔

کیا سوشل اسٹیٹس ہے تمہاری اس بیوی کا؟ کیا وہ پرائم منسٹر کی بیٹی ہے؟ جج" کی بیٹی ہے؟ نواب زادی ہے یا کسی کروڑ پتی کی دوسری بیوی ہے۔""" میری بیوی میری کزن ہے، ماہا۔" فلک کامران نے رسان سے کہا:

اور چار سال پہلے میں نے تمہیں چھوڑ دیا کیونکہ میں۔۔۔ اپنی کزن کے" ساتھ طے شدہ تھا۔"

"یہ پہلا جھوٹ تھا جو اس نے کہا۔"

احد مرزا ایک لمحے میں کہہ گیا۔ ماہ پارہ کی آنکھوں میں اضطراب در آیا۔

"جھوٹ؟؟؟"

فلک کامران بائیس سال کی عمر میں کسی کا منگیتر نہیں تھا۔ ہاں مریم رضا" کے ساتھ طے شدہ ضرور تھا لیکن محبت کے لیے اسٹینڈ لے سکتا تھا۔

"اس نے کہا کہ۔۔۔"

"اس نے جھوٹ کہا۔"

احد مرزا فرم تھا۔ماہ پارہ کی باغی آنکھیں اس پر جم کر رہ گئیں،

:اور اگر وہ انگیجڈ تھا بھی۔۔۔"احد مرزا نے ہولے سے کہا"

اور اگر وہ آپ سے واقعی پیار کرتا تھا تو، ایک بے معنی منگنی کی کیا اوقات جو"

"اس جیسے وجیہہ آدمی کو اپنی مرضی کی شادی کرنے سے روک سکے؟

وہ مجھ سے محبت کرتا تھا۔"ماہ پارہ نے زور دیا۔"

"پھر اس نے پہلی ہی بار شادی کیوں نہیں کی؟"

احد مرزا آ کے انداز میں طنز تھا۔ماہ پارہ کے پاس جواب نہیں تھا۔

میں تمہیں چاہتا تھا ماہا۔"فلک کامران کہتا جا رہا تھا،"

"لیکن میں اپنی منگیتر کا دل نہیں توڑ سکا۔"

:ماہ پارہ کے ہاتھ کانپے، فلک نے مضبوطی سے تھام لیے

میرے مام ڈیڈ ایکسیڈنٹ میں گزر چکے تھے ماہا۔تائی جان میری گارجین" تھیں۔مریم ان کی اکلوتی بیٹی تھی۔انہیں اس کے لیے ایک قابل شوہر اور میرے لیے ایک خوبصورت اور پڑھی لکھی بہو چاہیے۔وہ میری شادی ایلیٹ کلاس کی ایسی امیر لڑکی سے کروانا چاہتی ہیں جو میرے ساتھ کھڑی ہو تو واقعی میری بیوی لگے۔پھر ان کی بیٹی سے زیادہ خوبصورت انہیں کون لگتا؟ میں ان کا دل نہیں توڑ سکتا۔لیکن میں تمہارا دل بھی نہیں توڑ سکتا تھا۔میں "ان سے بات کرتا۔لیکن۔۔۔

:لمحہ بھر کے لیے وہ رکا

گولڈن نائٹ سے اگلی رات ہی وہ چل بسیں۔اور مریم کو میرے ساتھ جوڑ" "گئیں۔

تم اس سے پیار کرتے ہو؟"ماہ پارہ کے لب کانپے۔"

باخدا میں اس کی بہت پرواہ کرتا ہوں۔"اس نے ماہ پارہ کے دونوں ہاتھ" :تھام لیے

"۔ lovebird پر میں اب بھی تمہیں بہت چاہتا ہوں"

:اس نے جھوٹ نہیں کہا۔ "ماہ پارہ کی آنکھوں سے سچ جھلک رہا تھا"

وہ مجھ سے چار سال پہلے محبت کرتا ہو یا نہ کرتا وہ لیکن اب، وہ جھوٹ نہیں"

"کہہ رہا تھا۔

"آپ نے اس پر یقین کیا۔ """میں نے اس کی محبت کا بھرم رکھا۔"

اپنے شوہر کے ساتھ بے وفائی کر کے ؟"ماہ پارہ کا سر جھک گیا۔"

اور اس نے محبت کا بھرم کیسے رکھا؟"احد مرزا کا لہجہ یکلخت ہی درشت"

:ہوا

"اپنے دو بچوں کی ماں سے بے وفائی کر کے ؟"

"تم فلک کامران سے ملیں؟"

آدم نے یوں اچانک پوچھا کہ ماہ پارہ کا دل بند ہو گیا۔

"کک۔۔۔کس سے؟"

فلک کامران۔وہ آدمی جو ویڈنگ نائٹ آرمانی کے بلیک بلیزرز میں تھا۔"

"گارڈ نے بتایا اس نے تمہیں پارک میں روک لیا۔کیا ایسا ہی ہوا؟

ماہ پارہ نے محسوس کیا کہ اسے سچ چھپانا نہیں چاہیے۔

"میں اسے پہلے سے جانتی تھی۔ہم یونیورسٹی کلاس فیلوز تھے۔"

سرسری سے لہجے میں بتایا۔آدم ہنوز اسے دیکھ رہا تھا۔

"تمہیں کیا کہہ رہا تھا وہ؟"

"یونیورسٹی کی یادیں تازہ کر رہا تھا۔"

پھر؟"آدم نے بے چینی سے پوچھا۔"

"پھر آپ کے بارے میں پوچھ کر چلا گیا۔"

:لہجہ سرسری ہی تھا۔آدم نے گہرا سانس لے کر کروٹ لی

آئی ہیٹ ہِم، مون۔زہر لگتا ہے مجھے وہ آدمی۔اسے اپنے قریب مت آنے"

"دینا۔سمجھ رہی ہو ناں میری بات؟

ماہ پارہ نے چپکے سے سر ہلایا۔آدم نے حسبِ معمول اسے بانہوں میں سمیٹا۔ حیا کا چوغا کب اتارو گی۔ہمیشہ میں ہی تمہیں پیار کرتا ہوں۔تم خود چل کر" "میرے پاس نہیں آؤ گی؟

اس نے گردن پر لب رکھے تو ماہ پارہ نے کسمسا کر چہرہ موڑ لیا۔آدم کے لمس کبھی تکلیف نہیں دیتے تھے۔اس رات شدت کا درد اٹھا۔جسم میں، سینے میں، جگر میں۔۔دل میں بھانپڑ سے جل اٹھے۔

ZNZ Zubi Novels Zone

' ماہِ فلک '

کچھ سال پہلے۔۔۔۔

لیپ ٹاپ فلک کی گود میں رکھا تھا۔سکرین پر گولڈن نائٹ کی تصویریں چل رہی تھیں۔فلک کی فوٹو گرافی واقعی کمال کی تھی۔پھر اچانک ایک تصویر پر اس کا تصویریں آگے بڑھاتا ہاتھ رک گیا۔

ریشمی سیاہ بال، لال ہونٹ، حسین چہرہ، فلک نے بے اختیار ہی تصویر زوم کی۔

کون ہے یہ ماہِ فلک؟"قریب سے آواز آئی تو فلک نے بے اختیار تصویر" آگے بڑھادی۔ کوئی دھپ سے صوفے کے دوسری طرف سے چھلانگ مار کر صوفے پر آبیٹھا۔

"پیچھے کر، پچھلی تصویر دکھا۔"

فلک سے پہلے اس نے خود ہی تصویر پیچھے کی۔ آنکھوں میں شرارت اور ستائش ایک ساتھ ابھری۔

"کون ہے یہ حسن پری؟"

فلک کے ٹہوکا مارا۔ فلک مسکرایا۔

ماہ پارہ۔"لڑکی کا نام بتایا۔"

سنان شرارت سے مسکرایا،

"یہ لگتی بھی ماہ پارہ ہی ہے۔"

: پھر فلک کی آنکھوں میں دیکھا

"پسند تو نہیں کرتا اسے؟"

نہیں نہیں۔۔۔"فل"

فلک نے فوراً گھبرا کر اگلی تصویر نکالی۔سنان کا چہرہ ظنزیہ مسکراہٹ سے بھر گیا۔

پسند ہونی بھی نہیں چاہیے۔ نہیں تو کسی اور سے پہلے میں مریم کو بتادوں گا"

"کہ تو کسی اور لڑکی کے چکروں میں ہے۔

"ہاں، تو بڑا آیا مریم کا چمچا۔"

فلک نے برا سا منہ بنایا۔اسی لمحے دروازے میں مریم نظر آئی۔نیلی فراک پہنے وہ اتنی پیاری سی لگ رہی تھی کہ چشم بدور۔دونوں، خصوصاً فلک کو دیکھ کر سر جھکالیا۔

"ماما جانی نے نگٹس فرائی کیے ہیں۔آپ کھائیں گے؟"

ہاں کھاؤں گا۔"سنان جھٹ سے اٹھا۔مریم کی آنکھوں میں خفگی نظر" آئی،

"آپ سے نہیں، فلک سے پوچھ رہی تھی۔"

ساتھ ہی سوالیہ نگاہوں سے فلک کو دیکھا۔

ہاں میں۔۔۔آرہا ہوں بس۔"ٹال دیا۔"

"اتنی دیر میں تو وہ ٹھنڈے ہو جائیں گی۔"

مریم نے نظریں جھکا کر بہت آہستگی سے کہا۔فلک نے سن لیا۔گہرا سانس لے کر اس نے لیپ ٹاپ آف کیا اور چھوٹے چھوٹے قدموں سے چلتا، مریم کو پار کرتا لاؤنج میں اتر گیا۔مرہم کے لبوں پر آسودہ سی مسکراہٹ تیرنے لگی۔

مجھے بھی پارٹی کی آفر دے دو۔زیادہ نہیں تو بس تھوڑے سے نگٹس کھلا" "دو۔اپنے ہاتھوں سے۔۔۔

:سنان کے لہجے میں شرارت تھی۔مریم نے اسے کشن اٹھا کر دے مارا

"تمہیں میں زہر نہ کھلا دوں؟"

:اسے گھورتی ہوئی وہ نیچے چلی گئی۔سنان نے صوفے کی ہتھی پر اپنا سر پھینکا

"تم کھلاؤ گی تو زہر بھی کھالوں گا مریم رضا۔"

اس کی آنکھوں میں شدید محبت کی کا احساس پنپ رہا تھا۔

"ڈاکٹر مرزا کے لیے فون ہے۔"

احد مرزا چونک اٹھا۔وہ پاگل خانے کے ہال سے نکل کر اندونی کیبن میں آیا

اور ریسیور تھام لیا۔

لائن پر کون ہے بھلا؟"آدمی نے سرگوشی میں کہا۔احد مرزا نے سوالیہ"

:نگاہوں سے دیکھا

"آدم مراد۔"

:دوسری جانب سے آدم کا درست لہجہ گونجا

میں آخری بار کہہ رہا ہوں مرزا۔ماہ پارہ سے دور رہو۔'وہ پوری وقت سے'
چیخا تھا۔احد مرزا پُر سکون رہا۔
تمہاری دھمکیاں مجھ پر کام نہیں کریں گی آدم۔اب جو کرنا ہے اس کا فیصلہ'
میں کروں گا۔صرف میں۔تم صرف تماشہ دیکھو اور دعا کرو کہ فیصلہ
'تمہارے حق میں نکلے۔
کھٹ سے فون رکھ دیا۔اس کے چہرے پر اطمینان تھا۔چہرہ سپاٹ سا تھا۔

ماحن کہ شادی طے ہو گئی تھی۔نیو ایئر سے دو ہفتہ قبل بارات کا فنکشن تھا۔
"تم کتنی اچھی لگ رہی ہو ماہی۔"
ماہین کی آنکھیں اسے دیکھ کر شاد تھیں۔اتنا بڑا گھر تو اس نے خواب میں بھی
نہیں سوچا تھا۔
میں نے ہمیشہ دعا کی تھی کہ خدا تمہارے نصیب اچھے کرے۔دیکھو میری"
"دعا رنگ لائی۔

ماہ پارہ چپ تھی۔ بال کھولے، انکھوں میں کاجل لگائے، آدم کی پسند کے سوٹوں میں سے کوئی ایک مادڑن سا سوٹ پہنے وہ پہچان سے باہر تھی۔

ملازمہ میز پر خوبصورت گلاسوں میں پائن ایپل کا جوس رکھ گئی۔

"تم۔۔۔شادی میں تو آؤ گی ناں؟"

ماہین کو جانے کیوں اس کے سامنے بولنے میں جھجک ہو رہی تھی۔ماہ پارہ کا انداز اسے احساس کمتری میں مبتلا کر رکھا تھا۔

پتا نہیں۔"روٹھے لہجے میں کہا۔"

:کیا شوہر آنے نہیں دیں گے۔"ماہ پارہ نے کندھے اچکا دیے"

پتا نہیں۔"ماہین کو اچنبھا ہوا۔"

"وہ تو مار پیٹ نہیں کرتا تھا؟اچھا بندہ تو ہے ناں؟"

پتا نہیں۔"نروٹھا لہجہ۔"

اور کہتے ہی ماہ پارہ اٹھ کر کمرے میں چلی گئی۔

"ماہین سے ناراضی کی کی وجہ؟"

احد مرزا کو اچھا نہیں لگا۔

میں اسے دکھانا چاہتی تھی کہ اس نے میری مرضی کے بغیر شادی کر کے "

"اچھا نہیں کیا۔

پر اس نے جو کیا آپ کے بھلے کے لیے کیا۔ پھر اس کا نتیجہ برا تو نہیں نکلا۔ "

"آدم مراد سے جڑ کر آپ کو نقصان تو نہیں ہوا۔

: ماہ پارہ چپ تھی۔ احد مرزا نے کافی کا مگ لبوں سے لگایا

یہ تو ہو نہیں سکتا کہ آپ نے شادی اٹینڈ نہیں کی۔ سوال یہ ہے کہ آدم نے "

"شادی اٹینڈ کی کہ نہیں؟

"میں نے اسے بتایا ہی نہیں۔"

ماہ پارہ نے جھٹ سے کہا۔ یادوں کے پردے میں ایک خنک شام ابھر رہی تھی۔

آدم کمرے میں تھا جب ماہ پارہ ہولے ہولے چلتی ہوئی اس کے عقب میں آ کھڑی ہوئی۔

"آدم۔"

آدم مصروف تھا۔اس نے خانے میں پاسورڈ ڈالا۔سونیا کا نام۔۔پھر نکال کر دیکھنے لگا۔

بولتی جایا کرو مون۔"وہ مصروف تھا۔"

"میں۔۔۔اپنے گھر جا سکتی ہوں۔کچھ دنوں کے لیے؟"

:کچھ دن؟"آدم نے مسکرا کر ابرو اٹھایا"

"کیا چھوڑ کر جا رہی ہو مجھے؟ہمیشہ کے لیے؟"

ماہ پارہ گڑ بڑا گئی۔آدم ہنسا،

مذاق کر رہا تھا۔گارڈز تمہارے پاس ہیں،جہاں جانا چاہتی ہو جاؤ۔بس فلک"

"کامران سے دور رہنا اوکے؟

ماہ پارہ جھنجھلا گئی۔ پھر بدقت سر ہلا کر ہٹ گئی۔ بتانا تھا کہ ماحن کی شادی ہے اور پوچھنا تھا کہ کیا یہ میلینیئر ایک ادنیٰ سے خاندان کی شادی میں شرکت کر سکتا ہے۔

"ویسے۔۔۔یوں اچانک کیوں جانے کا دل کیا؟"

آدم نے پوچھا اور سامان لا کر میں واپس رکھا۔

بس ویسے ہی۔ "آدم کو بتانے کا دل نہیں کیا۔ آدم اس وقت بس پتا نہیں" کیوں اچھا نہیں لگا۔

"فلک کامران اسے زہر لگتا تھا لیکن مجھے نہیں۔"

وہ تسلیم کر گئی،

"اور اس دن پارک میں ہونے والی ملاقات کے بعد تو بالکل بھی نہیں۔"

"آپ کو یقین تھا وہ اس بار مخلص ہے۔"

:وہ مخلص تھا ڈاکٹر۔" ماہ پارہ نے یقین سے کہا"

"جبھی تو اس نے اگلی ملاقات میں ہی سب بتا دیا۔"

گارڈز کی موجودگی سے الجھن سی ہوئی۔ فینس کے قریب کھڑے وہ دو آدمی بندوقیں سینے سے لگائے ادھر ادھر متوجہ تھے۔

"جانتی ہو ناں یہ آدم کے وفادار ہیں۔"

فلک نے بہت آہستگی سے کہا۔ دونوں پارک کے اس سرسبز حصے میں بنچ پر بیٹھے تھے۔

"آدم نے میری حفاظت کے لیے رکھے ہیں۔"

صحیح جملہ یہ ہے کہ مجھ سے حفاظت کے لیے رکھے ہیں۔" وہ مسکرایا۔ ماہ"

: پارہ نے رخ موڑ کر دیکھا

"وہ کہتا ہے کہ۔۔۔"

: ماہ پارہ ٹھہری۔ فلک نے جملہ مکمل کیا

۔۔۔کہ میں نے فریحہ کو مارا؟" ماہ پارہ آہستگی سے سر ہلا گئی۔"

"میں نے فریحہ کے دل میں گولی نہیں ماری۔آدم نے ماری۔"

وہ کہتا ہے تم نے اس کی بیوی کو ورغلایا۔" کہتے ہوے ماہ پارہ سر جھکا گئی۔"

""" وہ تو یہ بھی کہے گا کہ میں اب تمہیں ورغلا رہا ہوں۔

"تم واقعی مجھے ورغلا رہے ہو۔"

ماہ پارہ کے لبوں پر آسودہ سی مسکان ابھری۔ریشمی بالوں میں مقید مکھڑے پر مطمئن مسکراہٹ فلک کامران کو بہت بھلی لگی۔اس نے نرمی سے اس کے رخسار کو چھوا۔

"تم اتنی خوبصورت نہیں ہوا کرتی تھیں۔"

"تمہارے ہجر نے مجھے بگاڑنے کی بجاے مزید سنوار دیا۔"

آہستگی سے کہا۔فلک کامران ابھی تک اسے دیکھ رہا تھا۔

: مجھ پر شک مت کرنا ماہا۔" وہ اس کے ہاتھ تھامتے ہوئے بولا"

بزنس کی دنیا میں اب بہت سے فیصلے صرف اپنے بھلے کے لیے لیتے ہیں۔"

میرا فریحہ سے کوئی قلبی تعلق نہیں تھا۔ہم بس پرانے دوست تھے۔میں اپنا

پراجیکٹ لانچ کرنا چاہتا تھا لیکن آدم ٹانگ اڑا رہا تھا۔مجھے اسے روکنا تھا۔ میں فریحہ کے ذریعے آدم کی پرسنل انفارمیشن چاہتا تھا تاکہ اس کے کمزور پہلوؤں کو قابو میں کر سکوں اور اس کام کے لیے صرف۔۔صرف اس کام کے لیے میں نے فریحہ کو چُنا۔"

"وہ تمہیں چاہنے لگی؟"

میں قسم کھاتا ہوں کہ میں اپنی بیوی سے مخلص تھا۔فریحہ سے میرا کوئی" رشتہ نہیں تھا۔اس نے آدم سے بے وفائی کی تو اپنی مرضی سے کی۔آدم نے "اسے مارا تو یہ ان کا نجی مسئلہ ہے۔میرا قصور نہیں ہے۔

:اور اب؟"ماہ پارہ کی آنکھیں اس کے دل تک گئیں"

"اب تم اپنی بیوی سے مخلص ہو یا نہیں؟"

میں مریم کو نہیں چھوڑ سکتا۔اور میں تمہیں اپنانے سے خود کو روک نہیں" "سکتا۔

پھر کیا کرو گے؟"ماہ پارہ نے پوچھا۔فلک نے سر جھکا لیا۔"

"شاید دونوں۔"

شاید آپ بھول رہی ہیں۔۔۔"احد مرزا نے ٹوکا،"

"آپ تب شادی شدہ تھیں ماہ پارہ۔"

:میری آنکھوں پر فلک کی محبت کا پردہ تھا۔"اس نے صاف صاف کہا"

"میں فلک کامران کے لیے اس سے طلاق لے لیتی۔"

"اور آپ نے یہی کیا؟"

احد مرزا کی آنکھوں میں افسوس کا تاثر تھا۔یہ تاثر ماہ پارہ کے چہرے پر نظر آیا،

"میں نے یہی کیا۔"

میز پر ایک بار پھر تناؤ کی فضا قائم ہو گئی۔احد مرزا نے بے خیالی میں کافی کا مگ لبوں سے لگایا،

"ماحن کو یہ سب کیسے پتا چلا؟"

:میرے احساسات نے۔۔۔"ماہ پارہ نے سختی سے آنکھیں بھینچ لیں"

"میری زبان نے،اسے سب بتادیا۔"

ماہ پارہ جب سے آئی تھی،اپنے کمرے میں بند تھی۔ماہین دوپہر کے کھانے کا عندیہ دینے آئی تو پاس ہی بیٹھ گئی۔

"تمہارے شوہر۔۔۔ نہیں آئیں گے؟"

"وہ مصروف رہتے ہیں؟"

ماہ پارہ نے پاؤں پھیلا کر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگالی۔ماہین ہاتھ مسلتے ہوئے قریب ہی بیٹھی رہی۔

"ماحن کی دلہن کا شادی کا جوڑا دکھاؤں۔"

نرمی سے کہا۔

دکھادیں۔"وہی نروٹھا لہجہ۔"

"آؤ نیچے آجاؤ۔دوپہر کا کھانا بھی کھالیں۔"

"میں اب دوپہر کا کھانا نہیں کھاتی، بس ہلکا پھلکا ڈنر کروں گی۔"

بڑائی ظاہر کی۔ بیڈ سے اتری اور دوپٹہ کاندھے پر ڈالا۔ بالوں میں انگلیاں چلانے لگی اور ماہین کے پیچھے پیچھے ریکنگ سے اتری۔ خاندان کی عورتوں نے رشک اور جلن کی عجیب سی کیفیت سے دیکھا۔ پھر سو طرح کی چہ مگوئیاں کرنے لگیں۔

ماہ پارہ، بچے کتنے ؟" دور سے کسی خاتون نے پوچھا۔ ماہ پارہ کا چہرہ سخت ہو" چلا۔

"ایک بیٹی ہے۔"

وہ تو سنا ہے تیرے شوہر کی پہلی بیوی سے ہے۔ تیرے اپنے کوئی بچہ ہوا کہ" "نہیں ؟

جب میرا دل کرے گا تو بچہ بھی آجائے گا۔" نخوت سے کہہ کر اٹھ گئی۔"

"ماہی، میں کہہ رہی تھی ایک دفعہ شوہر کو فون کر کے۔۔۔"

ماہین کچھ کہہ رہی تھی۔ماہ پارہ نے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے بھی بایاں ہاتھ بلند کیا۔

جب انہوں مجھے کہہ دیا ہے وہ نہیں آرہے تو بار بار اصرار کرنے کا فائدہ؟ حد" ہے۔۔۔"آواز بڑبڑاہٹ میں بدل گئی،

"میرے خاندان والوں کو مجھ سے زیادہ میرے شوہر پر یقین ہے۔"

ماحن عین نکاح کے وقت ہی گھر آیا اور سب رشتہ داروں سے ملا۔ سفید شلوار قمیض اور واسکٹ میں ماحن اور سفید ہی کا مدار لباس میں ایمان کا جوڑا بھلا لگ رہا تھا۔ماحن تو ہمیشہ سے سنجیدہ طبیعت تھا۔ پھر ایمان بھی خاموش طبع لگ رہی تھی۔

دونوں چپ چاپ مسکراتے ہوئے اچھے لگ رہے تھے۔ نگاہوں کا اصل مرکز تو کوئی اور تھا۔ماہ پارہ اسٹیج پر آئی تو ماحن کی خوشی دیکھنے والی تھی۔

خاندان والوں کی نظریں دیکھنے والی تھیں۔وہ آدم کے پسندیدہ طریقے میں سج سنور کر خوبصورت لگ رہی تھی۔ لیکن خاندان والوں نے پہلی بار دیکھا تھا۔وہ سرگوشیوں میں مصروف تھے۔ماہ پارہ کا دل زخمی کر رہے تھے۔اس کی روح تک چھلنی کر رہے تھے۔

دو منٹوں میں ہی وہ بال لہراتی چپ چاپ لاؤنج میں آگئی۔ عجیب سی بے چینی حاوی تھی۔

"ماہ پارہ۔"

کوئی باہر اسے آوازیں دے رہا تھا۔ماہین تھی شاید۔ماہ پارہ نے سب سننے سے انکار کر دیا اور گردن سے سیاہ نگینوں کا ہار اتار پھینکا۔

"ہئے، مون۔"

آواز آئی تو ماہ پارہ کا دل اندر تک دہل گیا۔اس نے پلٹ کر دیکھا۔

آدم کے بائیں ہاتھ میں کوک کا گلاس تھا۔

نائس انٹری۔"احد مرزا نے منہ ہی منہ میں تبصرہ کیا۔ماہ پارہ سن نہیں" سکی۔

"اسے کیسے پتا چلا کہ شادی آپ کے بھائی کی تھی؟"

اسے نہیں پتا تھا۔"ماہ پارہ نے کہا،"وہ تو بس مجھ سے میرے گھر میں ملنے" "آیا تھا لیکن۔۔۔

"مجھے انوائٹ نہیں کیا؟"

اس نے کندھے اچکاتے ہوئے سوال کیا۔ماہ پارہ ہچکچا گئی۔

"اپ۔۔۔یہاں۔۔۔کک۔۔۔کیسے۔۔۔"

تم نے تو بلایا نہیں تھا۔"آدم نے کوک سا گلاس پرے رکھ دیا،"

تو خود چل کر آنا پڑا۔"دو قدم چلتا ہوا وہ ماہ پارہ تک پہنچ گیا،"

مجھ سے جھوٹ کیوں بولا؟"آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی۔ماہ پارہ" گڑ بڑا گئی۔

مجھے کیوں نہیں بتایا کہ تمہارے برادر کا ویڈ نگ فنکشن ہے۔ جھوٹ بول"

"کر یہاں کیوں ائیں؟

"مجھے لگا۔۔۔آپ آنے نہیں دیں گے۔"

بودا سا بہانہ بنایا۔"کیوں، میں داروغہ ہوں۔"دونوں ہاتھ ماہ پارہ کی کمر پر جما لیے۔

"آدم میں۔۔۔۔"

ہوتا ہے ایک بے ضرر جھوٹ جو قابلِ (white lie) وائٹ لائی" معافی ہے۔ کیا خیال ہے تمہارا یہ جھوٹ معاف کرنے کے قابل ہے یا

"نہیں۔

ماہ پارہ کو کوفت سے ہوئی۔ وہ بے چین تھی۔ بے چینی میں بار بار سر جھٹک رہی تھی۔

"سوری۔"

اس نے شدید بے چینی کے عالم میں کہا۔ آدم اسی قدر مطمئن تھا۔

میں واقعی گولی مار دوں گا مون۔۔۔" وہ اپنے لب ماہ پارہ کے لبوں کے "

بہت قریب لایا،

"اگر کوئی ایسا جھوٹ بولا جو بے ضرر نہ ہوا۔"

"میں آئندہ نہیں۔۔۔"

"مجھے پتا ہے تم سچ کہہ رہی ہو۔"

اس نے نرمی سے اپنا انگوٹھا ماہ پارہ کے سرخ ہونٹوں پر پھیرا،

"تمہارے ان لبوں سے سچ بہت اچھا لگتا ہے۔"

دل کے چور نے بہت بار مروایا ہے، کیوں ہے ناں؟" احد مرزا کا لہجہ "

ناقابل برداشت حد تک طنزیہ تھا۔ ماہ پارہ کے لبوں پر ایک اداس سی

مسکراہٹ تیر رہی تھی۔

وہ ایسے ہی بولتا تھا۔یونہی دھمکیوں میں باتیں کرتا تھا۔لیکن اب اس کی" دھمکی سے ڈر لگنے لگا۔وہ نگاہیں بھر کر بھی دیکھتا تو دل دھڑکنے لگتا۔"ماہ پارہ نے دونوں بازو میز پر پھیلا لیے،

"میں رہائی چاہتی تھی۔جلد سے جلد۔لیکن آدم،وہ قید کر لینا چاہتا تھا۔مجھے چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تھا۔"

ماہ پارہ کا قلبی خلفشار عروج پر تھا۔لان کے ایک گوشے میں کرسی پر ٹانگ پر ٹانگ رکھے آدم دو انگلیاں لبوں پر رکھے اسے دیکھ رہا تھا۔

"ماہ پارہ نے۔۔۔کہا تھا آپ مصروف تھے۔"

ماہین نے بہت احترام سے کہا،

"اپنی مصروفیت میں سے وقت نکال کر آنے کے لیے شکریہ۔"

پھر وہ کہیں سے کھینچ کر ماحن کو لائی۔

یہ چھوٹا بھائی ہے ماہ پارہ کا۔دونوں کی بڑی دوستی ہے۔"آدم سے زیادہ"

ماحن کا انداز محتاط تھا۔

تمہاری فیملی۔۔۔"آدم نے ماہ پارہ کے کندھے پر جھکتے ہوئے کہا،"

"تم جیسی ہے۔کچھ پراسرار سی،مزیدار سی۔"

وہ پوری رات آدم کے پہلو میں بے چین ہی رہی۔خوف نے گھٹن اور حبس کا سماں بنا رکھا تھا۔وہ آزاد ہو کر بھی بے چین تھی۔آدم مراد سے دور بھاگنا چاہتی تھی۔

میں مریم کو نہیں چھوڑ سکتا۔اور میں تمہیں اپنانے سے خود کو روک نہیں"

"سکتا۔

: فلک نے کہہ دیا۔ماہ پارہ اب متذبذب تھی

دوسری بیوی نہیں بنوں گی،میں فلک کی کامران کی دوسری پسند نہیں"

"بنوں گی۔

بستر پر لیٹی تھی لیکن آنکھوں میں نیند دور دور تک نہیں تھی۔اس کے برعکس سیاہ پستول تکیے کے قریب رکھے آدم بے خبر سو رہا تھا۔

"تو آپ فلک کامران کو لے کر خود غرض ہو گئیں۔"

احد مرزا نے کندھے اچکائے۔

"محبت خود غرض ہی بناتی ہے۔ جھوٹ بولتے ہیں جو کہتے ہیں کہ محبت آزاد کرتی ہے۔"

:ماہ پارہ کا تبصرہ سچ تھا۔احد مرزا مسکرایا

"سنتے آئے ہیں کہ محبت قربان ہونا سکھاتی ہے، قربان کرنا نہیں سکھاتی۔"

:میرے ساتھ یہ نہیں ہوا۔"اس کا سر نفی میں ہل گیا"

"میں لوگوں کی مرضی پر بہت قربان ہو چکی تھی۔ تیمور کے ہاتھوں، دردانہ کے ہاتھوں، آدم کے ہاتھوں۔ میں اب اپنی مرضی پر قربان ہونا چاہتی تھی۔ میں فلک کامران پر قربان ہونا چاہتی تھی۔"

"اس پر قربان ہو کر پھر آپ نے اسی کو قربان کر دیا۔"

احد مرزا نے افسوس سے سر جھٹکا۔ماہ پارہ کا چہرہ تاریک ہو گیا۔

سفید اوور کوٹ پہنے، بال شانوں پر ---------- پھیلائے سیاہ ہیل سے ٹک ٹک کرتی وہ کاریڈور سے گزری تو فلک نے بے اختیار اسے کونے میں کھینچ لیا۔اس کے چہرے پر بلا کا استعجاب تھا، زلزلے کے آثار تھے۔

ماہا۔"وہ ماہ پارہ کی جرآت پر حیران تھا": :

"یہ۔۔۔کیا تمہیں پتا ہے تم کہاں آئی ہو، ماہ پارہ"

"میں تمہارے آفس میں آئی ہوں فلک۔"

اس کا لہجہ سپاٹ تھا۔فلک کے جیل سے جمے بال گیلے محسوس ہو رہے تھے، شاید وہ خود بھی ابھی ابھی آفس آیا تھا سو ابی میں ہی اسے جا لیا۔حیرت و تعجب کے ملے جلے اثرات میں اسے دیکھا۔

"فکر مت کرو، میرے گارڈز باہر ہیں۔"

ماہ پارہ نے سرگوشی میں کہا۔ فلک کے ابرو استفہام میں ڈھلے۔

کیا تمہیں پتا ہے کہ وہ تمہارے سہی، لیکن آدم کے وفادار گارڈز ہیں۔ وہ"
اسے پل پل کی خبر دیتے ہیں۔ اسے بتائیں گے کہ تم کہاں آئی ہو۔ اسے بتائیں
"گے کہ تم کس سے ملتی ہو۔

"میں اب کسی سے نہیں ڈرتی۔"

اس کی آنکھوں میں حقیقتاً بے خوفی نظر آئی۔ فلک بے خودی میں مسکرایا۔

:پر میں تو ڈرتا ہوں ناں۔" سرگوشی میں کہا"

تمہیں دوبارہ کھو دینے سے۔ خود کو میری نظروں سے دیکھو ماہ پارہ۔ ایک"
بار نظروں سے اوجھل ہونے کے بعد تم نظر آئی ہو تو یوں بدلی ہو جیسے کلی
پھول میں بدلتی ہے۔ میں نہیں چاہتا اب تم میری نظروں سے غائب ہو اور
جب دوبارہ نظر آؤ تو تمہارا یہ خوبصورت روپ بدلا نظر آئے۔ میں تمہیں
"مرجھایا نہیں دیکھ سکتا ماہا۔ تم پر اب آنچ آنے نہیں دے سکتا۔

:ماہ پارہ کے پاس الفاظ نہیں تھے۔ وہ تو فلک کے الفاظ میں کھوئی تھی

تمہیں لوکیشن سینڈ کر دوں گا۔ وہاں آنا، پھر ریستوران چلیں گے۔ تمہارا"
"ایک ادھار باقی ہے، وہ دیر سے واپسی کی معذرت کے ساتھ ادا کروں گا۔

ماہ پارہ کے قدم خود بخود فلک سے دور ہوتے گئے۔ فلک نے دو انگلیاں ماتھے پر لگائیں اور سلیوٹ کا اشارہ کیا۔ ماہ پارہ کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔

خراماں خراماں چلتی وہ پارکنگ تک آئی۔

"Can I have a word, ma'am?"

(کیا میں کچھ کہہ سکتا ہوں میم؟)

گارڈ نے آہستگی سے کہا۔ ماہ پارہ چونک گئی۔

"بولو۔"

آپ جانتی ہیں ناں کہ آپ نے ابھی ابھی کامران انٹرپرائز میں قدم رکھا"
"تھا؟

:ماہ پارہ کی رنگت بدلی۔ اس نے تنک کر گارڈ کو دیکھا

"ہاں جانتی ہوں، پھر؟"

اور آپ یہ بھی جانتی ہیں کہ کامران انٹر پرائز کے سی ای او کا آدم مراد علی"
"کے ساتھ چھتیس کا آکڑا ہے۔

"کہنا کیا چاہتے ہو ہاں؟"

: ماہ پارہ کو گارڈ کی یوں بولنے کی جرآت پر غصہ آیا۔ گارڈ نے پیشانی سر خم کی
معذرت میم، لیکن آدم سر آپ کا یہاں آنا جانا برداشت نہیں کریں"
"گے۔

"کیوں، تم انہیں شکایت لگاؤ گی میری؟"

" : ماہ پارہ دو قدم آگے آئی۔ گارڈ نے احتراماً سر جھکا لیا
میں آپ کا گارڈ ہوں، میم جاسوس نہیں۔ لیکن میں انہیں آپ کی حرکات و"
سکنات سے لاعلم بھی رکھوں تو کوئی اور انہیں بتائے گا کہ آپ کیا کرتی پھرتی
ہیں۔ مجھے آدم سر نے آپ کی پروٹیکشن کے لیے رکھا ہے لیکن اس صورت
"میں، میں آپ کو آدم مراد سے پروٹیکٹ نہیں کر پاؤں گا میم۔

"تمہیں میری پروٹیکشن کے بارے میں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

ماہ پارہ نے منہ پھیر لیا۔ گارڈ کا سر ہنوز جھکا تھا۔ اس نے احترام سے دروازہ کھولتے ہوئے بس اتنا کہا:

"آپ کا حکم میرے لیے آدم سر جتنا ہی اہم ہے۔ لیکن میں نے آپ کو مطلع کیا ہے۔ کیونکہ جب پچھلی بار فریحہ میم نے یہی سب کیا تو میں انہیں آدم سر سے نہیں بچا سکا۔ میں اس بار یہ نہیں ہونے دینا چاہتا۔ اس لیے میں اپنی ڈیوٹی سخت کروں گا اور آپ بھی احتیاط کریں۔"

"نہیں تو آدم گولی مار دے گا۔"

ماہ پارہ کے دل میں کسی نے کہا تو ایک سرد لہر اس کے بدن میں دوڑ گئی۔ سہمی نگاہوں سے اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ عمارت کے ماتھے پر بڑا بڑا کامران انٹر پرائز لکھا تھا اور نیچے فلک کامران کا کندہ تھا۔

ماہ پارہ کا تمام خوف عنقا ہوا اور دل اندیشوں سے آزاد ہو گیا۔

!محبوب کے نام میں ہی بڑی طاقت ہوتی ہے مرشد

' دوراہا '

فون ایک بار پھر احد مرزا کے ہاتھ میں تھا۔

"میں بار بار نہیں کہوں گا، مرزا۔"

:آدم مراد کی غصیلی آواز احد مرزا کو کانوں میں سنائی دے رہی تھی

"ماہ پارہ کا پیچھا چھوڑ دے۔"

نہیں چھوڑا تو کیا کرو گے ؟"احد مرزا کا لہجہ پر سکون تھا۔آدم مراد کا قہقہہ "

:سنائی دیا

یہ ابھی میرے منہ سے سننے کی ضرورت ہے ؟کیا ابھی تک معلوم نہیں ہوا"

"آدم مراد کو جب غصہ آئے تو وہ کیا کرتا ہے۔وہ گولی مار دیتا ہے ڈاکٹر۔

میں روز اپنے گھر سے ازائلم (پاگل خانے) تک آتا ہوں، پھر وہاں سے "

واپسی پر فیکٹری جاتا ہوں اور فیکٹری سے واپس گھر۔یہی میری روٹین ہے۔

"جب بھی گولی مارنا چاہو، مار سکتے ہو۔

:ماہ پارہ کو۔۔۔"آدم کچھ کہہ رہا تھا۔احد مرزا نے بات کاٹ دی"

ماہ پارہ کے ساتھ کیا ہونا ہے اور کیا نہیں،اس کا فیصلہ اب نہ تم کرو گے،نہ" فلک۔اس کا فیصلہ میں کروں گا۔اور میں کر کے رہوں گا۔تم بس دیکھو اور منتظر رہو۔اور یہ جملہ میں بھی بار بار نہیں کہوں گا آدم مراد۔"

اگلا جملہ چبا چبا کر کہا اور کھٹ سے احد مرزا نے فون بند کر دیا۔پھر پلٹ کر دیکھا۔ماہ پارہ کیبن کی کرسی پر بال بکھرائے بیٹھی، کھلی آنکھوں سے کچھ سوچ رہی تھی۔

"اسے معاف کر دو۔"

آدم نے پہلے بھی دھمکی دے کر کہا تھا۔دھمکیاں دے کر معافیاں تو نہیں دلائی جاتیں ناں!

سرخ فونڈٹ کی گارنشنگ سے تیار شدہ ریڈ ویلویٹ کیک میز پر سامنے تیار رکھا تھا۔

"اس کیک کا ادھار باقی تھا ناں؟"

فلک اس کو سرخ کیک کے مماثل سرخ لباس میں دیکھ کر مبہوت تھا۔

ریستوران میں دھیمے سروں میں آرکسٹرا بج رہا تھا۔ کئی جوڑوں نے کئی میزوں پر قبضہ کر رکھا تھا۔ گلاس وال کے اندر دیکھو تو دیوار سے جڑی میز کے اس طرف سیاہ فلک تھری پیس میں ملبوس شاندار لگ رہا تھا۔

ماہ پارہ کی خوبصورتی پھر اپنی جگہ تھی۔

"اسے کاٹنے کا دل نہیں کر رہا۔"

ماہ پارہ نے چھری اٹھائی اور واپس رکھ دی۔ فلک مسکرایا۔

"اور معذرت بھی قبول کیجیے، ماہِ فلک۔"

بہت محبت سے کہتے ہوئے اس نے بائیں مٹھی میں قید ڈبہ ظاہر کیا۔ یہ بھی سرخ تھا۔ اور سرخ ڈبیہ کے اندر ہیرے کی چمک سب چمکتی چیزوں پر حاوی تھی۔

مجھے پرپوز کر رہے ہو؟"ایک ماہ پارہ کی آنکھوں کی چمک تھی جو انگوٹھی کے ہیر کی چمک کو ہرا گئی۔

تم سے میری زندگی میں ہمیشہ کے لیے داخل ہونے کی درخواست کر رہا" ہوں۔"

"میں شادی شدہ ہوں فلک کامران۔"

"ہمیشہ نہیں رہو گی۔"

"تم شادی شدہ ہو فلک۔"

"تمہیں پہلی بیوی سے بڑھ کر چاہوں گا۔"

ماہ پارہ کی رنگت مدھم پڑنے لگی۔ہیرے کی چمک غالب آگئی۔اس چکاچوند میں بھی آنکھوں میں تاریکی تیرنے لگی۔چار سال کا گزرا سیاہ عرصہ آنکھوں میں گھومنے لگا۔

میں مزید کسی مرد کی دوسری بیوی نہیں بنوں گی۔"ماہ پارہ نے آہستگی لیکن" سختی سے کہا:

تمہارا مجھ سے ایک ہی صورت میں نکاح ہو سکتا ہے فلک۔" وہ اٹھ کھڑی"
ہوئی،

"تم مریم کو طلاق دو گے۔"

وہ میرے دو بچوں کی ماں ہے۔" فلک نے بہت نرمی سے کہا۔"

میں بھی فی الحال ایک شوہر کی بیوی ہوں۔ تم طلاق دو گے تو میں طلاق لوں"
"گی۔

"آدم تمہیں کبھی بھی طلاق نہیں دے گا۔"

: فلک کامران نے قطیعت سے کہا۔ماہ پارہ کی نگاہوں میں درشتی تھی

"جیسے تم اپنی بیوی کو طلاق نہیں دو گے۔""" ماہ پارہ۔"

: فلک نے بہت محبت سے اس کے ہاتھ تھامے

"مریم مجھ سے پیار کرتی ہے۔"

کیا میں نہیں کرتی؟" وہ حواسوں میں نظر نہیں آرہی تھی، پھر سختی سے نفی"

: میں سر ہلایا

"ہاں نہیں کرتی۔"

"ماہا۔۔۔"

"میں تم سے پیار نہیں کرتی فلک۔میں تم سے محبت بھی نہیں کرتی۔"

"دیکھو ماہ پارہ اب تم جھوٹ بول رہی ہو۔"

وہ بھی اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔دونوں مقابل تھے۔ماہ پارہ پر ملال تھی، فلک پر سکون تھا۔

"ہاں میں تم سے محبت نہیں کرتی فلک کامران۔سو بار کہہ سکتی ہوں۔"

وہ جذبات کی رو میں تیز تیز کہہ گئی۔فلک نے سپاٹ نگاہوں سے اسے دیکھا، پھر سینے پر ہاتھ باندھے،

"چلو کہو پھر سو بار۔"

ماہ پارہ کا دل دھک سے رہ گیا۔آنکھوں میں آتی نمی کو چھپالیا۔

"میں تم سے محبت نہیں کرتی فلک۔"

ایک بار ہو گیا۔"اس نے انگلی پر گنا۔"

"میں۔۔۔تم سے محبت تمہیں کرتی فلک کامران۔"

"دوبار۔"

فلک کی دوسری انگلی ہلی۔ریستوران میں سناٹا چھا گیا تھا۔سب پلٹ کر دیکھ رہے تھے۔فلک کامران کے چہرے پر اضطراب واشتعال کا مبہم سا تاثر تھا۔ اس کی وجاہت میں کئی گنا اضافہ کر رہا تھا۔ماہ پارہ کے لب تھر تھرائے۔

"میں تم سے۔۔۔"

دو آنسو اس کی آنکھوں سے نکلے اور رخساروں پر بہہ گئے۔ماہ پارہ کی ہتھیلیوں میں اس قدر طاقت اکٹھی نہ ہوئی کہ وہ چہرہ مسل لیتی۔ جھٹکے سے اس نے جھک کر فون اٹھایا اور اونچی ہیل سے لابی کراس کر کے باہر نکل آئی۔پارکنگ میں آگئی۔گارڈ مستعد ہو گئے۔

فلک کامران یکلخت ہی اسے عقب سے کھینچ کر اپنے سینے کے برابر لایا۔ میری سنے بغیر جا رہی ہو۔"آنکھوں میں نرم سا تاثر لیے اس نے انگوٹھوں" :کے پوروں سے ماہ پارہ کے رخسار پر پھیلے آنسو صاف کیے

پہلی اور آخری بار بتا رہا ہوں، ماہ پارہ۔۔۔"لب کان کے قریب لا کر"
:سرگوشی میں کہا

"چار سال پہلے میرا تم سے کیا تعلق تھا، چار سال پہلے میں تمہیں کتنا چاہتا تھا،"
میں کچھ نہیں جانتا۔ میری آنکھوں میں فقط آج کا منظر ہے اور اس منظر میں
تم ہو۔ آج میرا ہے تو تم، ماہ پارہ اسد، تم بھی میری ہو اور تم جس کے پاس بھی
"ہو، میں تمہیں اس سے چھین کر رہوں گا۔

"آدم مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

دو مزید آنسو ماہ پارہ کا چہرہ بھگو گئے۔ تبھی پارکنگ میں قدموں کی آوازیں
ابھریں۔ پارکنگ میں کھڑے جوڑے نے مشکوک نظروں سے بچنے کے
لیے سر جھکا لیا لیکن پارکڈ شدہ گاڑی تک آتے ہوئے نووارد نے دیکھنا ہی
:انہیں چاہا

"ماہ باجی۔"

ماہ پارہ ماحن کی آواز پہچانتی تھی۔

کار میں خاموشی تھی۔ماہ پارہ کے پاس کہنے کے لیے کچھ مفید نہیں بچا تھا۔

کار کب لی؟" وہ صرف اتنا ہی پوچھ سکی۔"

:میری کار نہیں ہے۔" وہ سپاٹ لہجے میں بتانے لگا"

ایمان کو اس کی ماں کے گھر چھوڑ کر آنا ہے۔اس لیے کار کی ضرورت"
تھی۔دوست سے کار کی چابی ادھار مانگنے ریستوران گیا تھا۔وہیں آپ کو دیکھ
"لیا۔

:اہ پارہ خاموش تھی۔ماحن نے اسے فرنٹ مرر میں دیکھا

"آپ کیسی ہیں،اور آپ کے شوہر؟"

ماہ پارہ کا ہلکا سا سر اثبات میں ہل گیا۔خاموشی کا دورہ پھر طویل ہونے لگا تھا
لیکن ماحن ضبط کھو بیٹھا۔

۔ماہ پارہ چونک گئی۔LRIاس نے جھٹکے سے کار سڑک کے بیچوں بیچ روک دی

"میں بچہ نہیں ہوں ماہ پارہ۔"

ماحن اسے فرنٹ مرر میں ہی گھور رہا تھا،

ہمیشہ مجھے ماہین باجی نے ہر معاملے میں چھوٹا کہہ کر چپ کروادیا۔مجھے"
سب سے چھوٹا کہہ کر ہر بحث سے نکال باہر کیا حالانکہ آپ سے صرف ایک
سال بعد دنیا میں آیا تھا، ماہ باجی۔ہمیشہ، میں آپ کے ہر فیصلے میں آپ کے
ساتھ کھڑا ہوا کیونکہ چھوٹوں کا تو کام ہی یہی ہے۔بڑوں کے فیصلوں پر سر
جھکانا، ان کی حمایت کرنا۔ہمیشہ، میں آپ کے ہر معاملے پر چپ رہا کیونکہ
"چھوٹوں کا تو کام ہی یہی ہے ناں، بڑوں کے رازوں کو راز رکھنا۔

:اس کا لہجہ اب باغیانہ ہو چلا تھا

میں نے ہمیشہ آپ کے راز رکھے ہیں لیکن اب آپ کو مجھے بتانا ہو گا کہ"
سب کیا چل رہا ہے، ماہ پارہ۔کون ہے وہ آدمی جو چار سال پہلے بھی آپ کی
جان بنا ہوا تھا اور اب بھی آپ کی جان نہیں چھوڑ رہا اور کہاں ہے آپ کا
"شوہر جو آپ کو یہ کرتے ہوئے دیکھ نہیں رہا۔

کیوں، کیا کر رہی ہوں میں؟" ماہ پارہ بھڑک اٹھی۔"

:بے وفائی کر رہی ہیں آپ۔" ماحن یکلخت پلٹا، پچھلی سیٹ کو گھورنے لگا"

وہ آدمی آپ کی زندگی میں پہلے بھی تھا، درمیان میں کہاں تھا میں نہیں"

جانتا لیکن وہ اب بھی ہے۔ جانتا ہوں کہ اس کے لیے آپ اپنے شوہر سے

بے وفائی کر رہی ہیں۔""تم نے بنایا ہے اس وائف کلر کو میرا شوہر۔" ماہ پارہ

:بھی بھڑکی ہوئی تھی

"اپنی دونوں بیویوں کو مار چکا ہے۔ اب مجھے بھی مارے گا۔"

ماہ پارہ۔" ماحن نے تحمل سے کہنا چاہا،"

"مجھے لگا تھا آپ آدم کے ساتھ خوش ہیں۔ مجھے لگا۔۔۔"

"میں آدم سے طلاق لینا چاہتی ہوں۔"

ماہ پارہ نے جھٹ سے کہا۔ ماحن دھک سے رہ گیا۔

"ماہ باجی۔۔۔"

میرا آدم سے نکاح نہیں ہونا چاہیے تھا۔میں آدم سے طلاق لینا چاہتی"

"ہوں، جلد سے جلد۔

"اس اجنبی مرد کے لیے؟"

ماحن واقعی بچہ نہیں تھا اور واقعی سمجھ گیا۔ماہ پارہ فوری کچھ کہہ نہ سکی۔ماحن کے چہرے پر جو جہان کا تعجب تھا۔

ماہ پارہ دروازہ کھول کر LRI کچھ کہنے کی کوشش میں ناکام وہ کار سے اتار گیا۔

اس کے پیچھے پیچھے اتری۔

"میں تم سے پوچھے بغیر کوئی قدم نہیں لوں گی ماحن۔میں۔۔۔"

آپ خود عقل مند ہیں ماہ پارہ۔"ماحن باآواز کہتا آگے چلا گیا۔"

ماحن اس نے۔۔۔اس نے وعدہ کیا ہے کہ۔۔۔کہ وہ مجھ سے نکاح کرے"

"گا اور مجھے اپنی بیوی بنائے گا۔

اور افسوس، آپ اس قدر عقل مند ہونے کے باوجود بھی ایک اجنبی کی"

باتوں میں آرہی ہیں۔"ماحن کہتے ہوئے آگے چلتا جارہا تھا۔

"وہ اجنبی بی نہیں ہے میں۔۔۔"

:ماہ پارہ کے لب کہتے ہوئے تھرتھرائے

"میں۔۔۔اس سے پیار کرتی ہوں ماحن۔"

ماحن ٹھہر گیا۔سناٹے کا لمبا وقفہ جو ماہ پارہ کی سسکیوں سے ٹوٹا۔وہ سڑک پر گھٹنوں کے بل بیٹھتی گئی۔چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں چھپالیا۔

"میں اس سے۔۔۔ہمیشہ سے۔۔۔بہت پیار کرتی ہوں۔"

ماحن نے پلٹ کر دیکھا،وہ چہرہ چھپائے، سر جھکائے ہوئے تھی۔

اس رات۔۔۔اس نے مجھے بتانے نہیں دیا کہ میں اسے کتنا چاہتی ہوں۔"

میں اسے اس رات بتادیتی،سب کہہ دیتی۔وہ مجھے یا اپنالیتا، یا ہمیشہ کے لیے چھوڑ دیتا۔اس نے مجھے اپنایا بھی نہیں چھوڑا بھی نہیں۔میں دوراہے پر آکھڑی ہوئی۔

دوراہا عبور کرنے سے پہلے میرے سامنے تیمور آیا۔میں اس کے ساتھ دوراہا عبور کرلیتی لیکن تیمور کے دل میں میرے لیے جگہ نہیں تھی۔بہت سالوں

بعد وہ سامنے سے ہٹ گیا۔راستہ صاف تھا۔دوراہا سامنے تھا۔اب کی بار میرے سامنے آدم تھا۔اس کے دل میں۔۔۔دل میں جانے میرے لیے جگہ ہے یا نہیں لیکن زندگی میں میرے لیے جگہ ضرور ہے۔میں اس کے ساتھ دوراہا عبور کرنے لگی تھی۔فلک کامران کو اپنانے والا راستہ چھوڑ کر

"دوسرے راستے سے جارہی تھی لیکن پھر۔۔۔

ماہ پارہ کی آواز گھٹتی گئی،

وہ واپس آگیا،ماحن۔اور وہ اس بار مجھ سے سوال نہیں کر رہا۔وہ بتا رہا ہے" تھا۔چھوڑنے کی بات ہی نہیں کر رہا۔وہ تو کہہ رہا ہے کہ وہ مجھے اپنانا چاہتا ہے۔وہ سچ کہہ رہا ہے۔مجھے،میرے دل کو پتا ہے وہ مجھے اپنانا چاہتا ہے تو میں۔۔۔

"میں کیوں اس بار منع کردوں؟میں اس بار۔۔۔

"ماہ باجی۔۔۔"

ماحن کے گھٹنے زمین سے ٹکرائے اور ہتھیلی ماہ پارہ کے سر پر جم گئی۔ماہ پارہ نے سر اٹھایا۔چہرہ آنسوؤں سے لبریز تھا،

میں۔۔۔اس سے محبت کرتی ہوں ماحن۔میں یہ۔۔۔یہ سو بار کہہ سکتی" ہوں۔تمہارے سامنے،اس کے سامنے،آدم کے سامنے،سب کے

"سامنے۔۔۔

ماہ باجی۔"ماحن اس کے آنسوؤں کے سامنے شکست خوردہ سا نظر آیا۔"

:تم نے کہا تھا۔۔۔"اس نے ہچکیوں کے درمیان ماحن کا گریبان تھام لیا"

تم نے کہا تھا تم میرے ہر فیصلے میں میرا ساتھ دو گے۔تم نے کہا تھا۔۔۔کہ "

"تم میری ہر خواہش پوری کرو گے۔

"ماہ باجی۔۔۔"

میرا ساتھ دو ماحن۔مجھے زندگی جینی ہے۔پہلی بار جینا ہے۔فلک کے "

"ساتھ جینا ہے۔مجھے بس وہی چاہیے۔بس وہی۔۔۔

وہ روتے ہوئے ماحن کے سینے سے لگ گئی۔ماحن کا سر خود بخود جھک گیا تھا۔

:ماہ باجی۔"اس نے نرمی سے ماہ پارہ کا سر سہلایا"

مجھ سے زیادہ آپ سے کوئی پیار نہیں کرتا۔"۔"

باہر بالکونی میں آہٹ ہوئی۔مریم فلک کی آہٹ پہچانتی تھی۔ننھا ابراھیم ابھی کسمسا کر جاگا تھا۔مریم نے اسے دودھ پلا کر پھر سلا دیا۔

کھڑکی بھی کھلی تھی۔نومبر کی خنک ہوا اندر آرہی تھی۔مریم نے فوراً بالکونی کا رخ کیا۔فلک کی پیٹھ اس کی جانب تھی۔منظر میں اٹھتے دھویں کے مرغولوں سے مریم سب سمجھ گئی۔LRI

:مسکرا کر فلک کے قریب آ بیٹھی

کتنی بار کہا ہے کہ اپنی گھٹن کم کرنے کے لیے سگریٹ استعمال نہ کیا"

"کریں۔میں آپ کے پاس نہیں ہوں کیا۔

"تم استعمال کی چیز نہیں ہو ناں۔"

فلک نے کہہ کر ایک اور کش لینا چاہا تو مریم نے جلتی سگریٹ تھام لی۔ فرش پر رگڑ کر بجھا دی۔

"اب کس نے تنگ کیا، ہاں؟"

اس نے فلک کی آنکھوں میں گرتے اسی کے بالوں میں انگلیاں پھنسائیں۔

فلک کی نگاہیں بھٹک کر روشنیوں میں ڈوبے شہر پر ٹک گئیں۔ بالکونی سے آس پاس کے منظر صاف نظر آ رہے تھے۔

مریم۔" وہ اپنے نازک ہاتھوں سے اس کے چوڑے کندھے رہا رہی تھی۔"

: فلک نے اس کے دونوں بازو تھام لیے

"تم سے ایک چیز مانگوں؟"

"میرے پاس کیا ہے جو آپ مانگیں گے؟"

مریم کھلکھلا کر ہنسی۔ ہنستے ہوئے اس کے گالوں پر گڑھے پڑے اور موتیوں جیسے دانت اندھیرے میں چمکنے لگے۔ فلک کا چہرہ بے اختیار ہی تاریک ہو گیا۔

"ہاں، تمہارے پاس کیا ہے جو میں مانگوں۔"

وہ سر جھکا گیا۔ مریم کے لبوں پر معنی خیز مسکراہٹ ابھری۔

خیر ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ کو دینے کے لیے میرے پاس ایک"

"چیز ضرور ہے۔

اگلے ہی لمحے فلک کو اپنی گردن پر ملائم سا لمس محسوس ہوا۔

کیا ضرورت ہے فلک۔۔۔"دماغ نے سب چھوڑ چھاڑ کر دل کے ایک"

: جھانپڑ رسید کیا

اتنی محبت کرنے والی بیوی کے بعد اس انجان عورت کو بیوی بنانے کی کیا"

"ضرورت ہے۔

سب بھلا کر اس نے مریم کو سینے سے لگایا اور اس کے لبوں کے گھونٹ بھرنے لگا۔ ایک نشہ اتر گیا اور دوسرا چڑھ گیا۔ صبح ہوئی۔ یہ نشہ بھی اتر گیا اور پھر ماہ پارہ کا وجود حاوی ہونے لگا۔

ماہ پارہ، ماہا۔۔۔۔۔

دل میں بس یہ لفظ رقص کر رہا تھا۔یہی لفظ۔۔۔۔

احد مرزا آج پھر نہیں آیا تھا۔ماہ پارہ چپ چاپ بال بکھرائے کیبن کی واحد کھڑکی سے ٹیک لگائے بیٹھی رہی۔

"تم اداس ہو۔"

:نیلی آنکھوں والا چھوٹا لڑکا کہہ رہا تھا۔ماہ پارہ نے نظریں گھما کر اسے دیکھا

اور تم میری اداسی کا اندازہ لگانے کے لیے ہمیشہ کی طرح میرے آس پاس"

"کیوں ہو؟

"!تم اچھی لگتی ہو مجھے"

چھوٹے لڑکے نے آنکھیں مٹکا کر کہا۔ماہ پارہ بے اختیار ہنسی، پھر ہنستی چلی گئی۔

مجھ میں ایسا کیا خاص ہے۔میں تو عشق کی ماری، ہر مرد کی دھتکاری ہوئی"

"عورت ہوں۔مجھ میں کیا خاص ہے جو کوئی مائل ہو سکے۔

"تمہارے بال بہت اچھے ہیں۔"

چھوٹا لڑکا اس کے قریب آ بیٹھا، اس کی سیاہ زلفوں کو چھیڑنے لگا: "میرے بال بہت چھوٹے ہیں، لیکن تمہارے بال لمبے ہیں، پیارے ہیں۔

"میرے بال۔۔۔"

ماہ پارہ کسی سوچ میں گم تھی۔

لاکر ٹھک کر کے بند ہوا تو کمرے میں داخل ہوتی ماہ پارہ کی نگاہیں بے اختیار اٹھیں۔ آدم کمرے میں تھا۔ وہ آج دوپہر کو ہی آفس سے واپس آیا تھا۔

ماہ پارہ ٹھٹک گئی۔

وہ نیلی فراک پہنے، نفیس سی جیولری گردن میں ڈالے، ہلکا سا میک اپ کیے بڑی حسین لگ رہی تھی۔ کہیں جانے کو تیار تھی۔ اس کا دل چاہا وہ پلٹ جائے۔

آدم نے عین اسی وقت دہلیز کی جانب دیکھا۔ماہ پارہ اپنا تمام تر حسن لیے دروازے میں پریشان سی ایستادہ تھی۔آدم نے اسے سر سے پیر تک دیکھا اور مسکرایا۔

:میری نظر یقیناً خراب نہیں ہے۔"دو قدم آگے آیا"

"پر آج یہ مون مجھے دن میں ہی کیوں نظر آرہا ہے۔"

میں۔۔۔"ماہ پارہ کی رنگت بدلی۔"

"کہیں جارہی تھیں؟"

آدم نے جھٹ سے پوچھا۔ماہ پارہ کے ماتھے پر پسینہ آیا۔

"میں۔۔۔وہ میں شاپنگ کے لیے۔۔۔"

جھٹ سے کچھ نہ بن پڑا۔اسی لمحے بندوق کندھے پر باندھے چوکیدار دروازے پر نظر آیا۔

ماہ پارہ بی بی سے کوئی صاحب ملنے آئے ہیں جی۔"ماہ پارہ کا دل تھم گیا، سانسیں رہ گئیں۔

کون؟"آدم چونکا۔"

ماہ پارہ کی تمام حسیات بیدار تھیں۔فلک اگیا؟فلک خود اگیا؟اسے تو پتا ہی نہیں ہو گا کہ آدم اس وقت آفس میں نہیں بلکہ گھر پر ہے۔وہ آدم کے گھر آگیا۔وہ۔۔۔

کوئی تیمور صاحب ہیں جی۔ماہ پارہ باجی کا نام کے کر بولتے ہیں کہ ان سے ملنا" "چاہتے ہیں۔

تیمور؟"ماہ پارہ ششدر تھی۔"

ڈاکٹر باہر انتظار کر رہا ہے،ماہ پارہ۔"نیلی آنکھوں والے لڑکے نے بہت بار" کہا۔ماہ پارہ سنی ان سنی کر رہی تھی۔آخر عورت کمرے میں آئی۔

"چل اٹھ۔باہر چل۔"

:میں نہیں جاؤں گی۔"ماہ پارہ نے منہ پھیر لیا"

"مجھے کسی سے بات نہیں کرنی،کسی ڈاکٹر کی ضرورت نہیں ہے مجھے۔"

اس نے منہ پھلا لیا۔ عورت تھک ہار کر کیبن سے نکل گئی۔ دو منٹوں بعد ہی احد مرزا کا چہرہ جالی کے باہر نظر آیا۔ اس نے اشارہ کیا لیکن ماہ پارہ نے رخ موڑ لیا۔

"کیا ہوا ہے اسے؟" احد مرزا چونک اٹھا۔

"پتا نہیں، بس کہہ رہی ہے کہ بات نہیں کرے گی۔" عورت بھی لاعلم تھی۔ احد مرزا نے گہرا سانس لیا۔ "اندر کیبن میں کوئی اور تو نہیں ہے۔ اگر ہے تو انہیں نکالو۔"

عورت نے نیلی آنکھوں والے لڑکے کو کیبن سے نکالا۔ وہ رونے لگا۔ ماہ پارہ رونے کی آواز سن کر تڑپ کر مڑی۔ احد مرزا عین وقت پر اندر داخل ہوا:

"بھوک ہڑتال، کام ہڑتال، ڈاکٹر ہڑتال۔"

باآواز کہتا وہ کرسی پر آ بیٹھا:

"کیوں سب کو پریشان کر رکھا ہے۔"

مجھے کسی کی ضرورت نہیں ہے۔"ماہ پارہ نے رخ موڑ لیا۔احد مرزا کی"
:نگاہیں اسی پر جمی تھیں
دو روز قبل تک آپ کو مجھ سے بات کرنے میں مسئلہ نہیں تھا، آج دو روز"
"بعد کیا ہو گیا۔
"دو روز سے مجھے چھوڑ کر کہاں تھے آپ؟"
:ماہ پارہ نے منہ پھلایا۔احد مرزا سُن ہو گیا۔اس نے سنا، ماہ پارہ کہہ رہی تھی
جب دل کرتا ہے، آپ آتے ہیں، جب دل نہیں کرتا، آپ ماہ پارہ کو یہیں"
اکیلا چھوڑ جاتے ہیں۔آپ بھی باقیوں جیسے ہیں، ڈاکٹر۔آپ بھی خود غرض
"ہیں۔۔۔
وہ چلا چلا کر کہہ رہی تھی۔احد مرزا اسکا مطلب سمجھ گیا تھا۔
مس ماہ پارہ۔۔۔"اس نے بہت تحمل سے ہاتھ باندھے اور کہنیاں میز پر"
:ٹکائیں

میں ایک شادی شدہ مرد ہوں۔ میری ایک بیوی ہے، دو بچے ہیں۔ میری" اپنی لائف ہے، اپنی روٹین ہے۔ میں آپ کے لیے یہاں کوئی ہمدرد، کوئی مسیحا، کوئی سامع، کچھ نہیں ہوں، میں صرف آپ کا ڈاکٹر ہوں، اور آپ "میری پیشنٹ۔

آپ۔۔۔ آپ نے کہا تھا آپ ڈاکٹر نہیں ہیں۔" ماہ پارہ ہچکچائی۔"

ہاں میں ڈاکٹر نہیں ہوں، لیکن چونکہ آپ مجھے ڈاکٹر نہیں مان رہی ہیں تو" کچھ اور ہی سمجھ رہی ہیں، اس لیے مجھے ڈاکٹر ہی مان لیں ماہ پارہ۔ صرف "ڈاکٹر۔ اور کچھ۔۔۔ کچھ اور نہیں۔

احد مرزا نے کچھ ایسے درشت لہجے میں کہا کہ ماہ پارہ کی نگاہیں اس کے چہرے پر جم گئیں۔ پھر نظریں سفر کرتی ہوئیں احد مرزا کی کلائی پر ٹک گئیں۔

"کون ہیں آپ؟"

بس میں آپ کا فلک کامران یا آدم مراد نہیں ہوں۔ میں آپ کا کوئی عاشق" 'تو بالکل بھی نہیں ہوں مس پارہ۔

وہ سپاٹ لہجے میں کہہ گیا۔ قمیص کی آستینیں مڑی ہوئی تھیں، ٹیٹو کے دل نظر آرہا تھا۔ M والے دائرے میں لکھا

سنا ہے حشر ہیں اس کی غزال سی آنکھیں '

احد مرزا کا اطمینان کمال کا تھا۔

ماہ پارہ سر جھکائے، انگلیوں سے میز کھرچتی رہی۔ پچھلے آدھے گھنٹے سے ایک لفظ نہیں بولی لیکن وہ سکون سے کافی پیتا رہا۔

میرا ٹائم ختم ہونے میں ابھی مزید گھنٹہ باقی ہے۔ آپ اس گھنٹے میں فیصلہ " کریں کہ بولنا چاہتی ہیں یا نہیں۔"

ماہ پارہ میز کھرچتی رہی۔احد مرزا نے کافی کا مگ خالی کیا اور کہنیاں میز پر ٹکا لیں۔

"کیا میں بے وقوف ہوں، بدکردار ہوں؟"

بہت دیر بعد اس نے سر اٹھایا تو پوچھا۔احد مرزا کی نگاہیں ماہ پارہ پر جم گئیں۔ اس کی نیلاہٹ مائل آنکھیں گلابی ہو رہی تھیں۔خوبصورت ترین آنکھیں تھیں وہ، اداس ترین آنکھیں بھی تھیں وہ۔۔۔

"محبت کرنے والے سب بدکردار نہیں ہوتے ماہ پارہ۔ہاں بے وقوف ضرور ہوتے ہیں۔"

:اس نے کندھے اچکا کر کہا

"کیا کسی نے آپ کو بتایا نہیں تھا کہ کبھی دل کی نہیں سنتے۔یہ مروا دیتا ہے۔"

:خود کو بھی، کسی اور کو بھی۔۔۔" پھر وہ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا

"اب آپ کا دل کیا کہتا ہے ماہ پارہ؟"

"میرا دل کہتا ہے ہر جگہ خاموشی ہو جائے۔"

"اور پہلے، دل کیا کہتا تھا"

ماہ پارہ کی نگاہیں اسی کھرچی میز پر ٹک گئیں: "تب دل کہتا تھا فلک"

"کامران۔

"کون ہے تیمور؟"

آدم متذبذب تھا۔ماہ کی رنگت ابھی تک اڑی ہوئی تھی۔

فلک نہیں آیا، کوئی اور آیا ہے؟ تیمور؟؟؟ تیمور آیا ہے۔اور کیا آدم کو نہیں پتا اس کا پچھلا شوہر تیمور تھا۔

"پپ۔۔۔پتا نہیں۔"

ماہ پارہ گڑبڑا گئی۔آدم نے سن کر کندھے اچکائے۔"دفع کرو اس نامراد آدمی کو اور اس بدذات سے کہو کہ اگر دوبارہ بنگلے کے بارڈر کے قریب بھی آیا تو اس کو گولیوں سے بھون دوں گا۔"

وہ چبا چبا کر یوں بولا کہ ماہ پارہ کا اپنا دل مٹھی میں آ گیا۔ ملازم سر جھکا کر گزر گیا۔

میں بس شاور کے لوں، پھر چلتے ہیں۔ "آدم ہولے سے کہہ کر گھوم گیا۔"

کہاں جانا ہے؟" ماہ پارہ ہوش میں آئی۔"

"تم شاپنگ کے لیے جا رہی تھیں، نہیں؟"

ادم نے اس کے جواب کا سوال بنایا تو ماہ پارہ پھر ہچکچا گئی۔ بے اختیار اثبات میں سر ہلا دیا۔

آدم اٹیچ باتھ میں غائب ہوا تو ماہ پارہ نے پرس میں رکھا فون نکالا۔ فلک کامران کی بے شمار کالز آ چکی تھیں۔ ماہ پارہ نے انجانے خوف کے تحت فون وائبریشن پر لگا دیا۔

"تیمور کہاں سے آ ٹپکا؟"

احد مرزا یکلخت چونکا۔

وہ مجھ سے ملنا چاہتا تھا۔" کہتے ہوئے ماہ پارہ کی آواز دھیمی تھی،"

کسی فلاں فلاں نے اسے بتایا کہ ماہ پارہ اسد ڈی ایچ اے کے ایک شاندار"

"بنگلے میں رہتی ہے۔ کس کے ساتھ رہتی ہے، یہ نہیں بتایا۔

وہ نہیں جانتا تھا آپ شادی شدہ ہیں؟" احد مرزا کی حیرت برقرار تھی۔"

"اگر کسی نے بتایا بھی ہو گا تو اس نے اس بات کو اہمیت نہیں دی۔"

کی وسعت دیکھ کر اس کو کمتری کے احساس (Villa) لیکن مرادِ لا"

"نے تو گھیرا ہوا گا، کیوں ہے ناں۔

:احد مرزا نے بے اختیار ٹیک چھوڑی

"وہ کیوں ملنا چاہتا تھا آپ سے؟"

:وہ دوسری شادی کر چکا تھا۔" ماہ پارہ نے بتایا"

"اور دوسری بیوی سے عاجز بھی آ چکا تھا۔"

"دوسری بیوی؟"

"دردانہ۔"

"ماہ پارہ۔"

مال کے اس پر ہجوم حصے میں اپنا نام سن کر ماہ پارہ چونکی۔ گھوم کر دیکھا اور پھر دم بخود رہ گئی۔

چادر کی بکل مارے، کلف لگا سوٹ پہنے، وہ گھنی مونچھوں والا وجیہہ سا مرد تیمور رفیع کے علاوہ کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ ماہ پارہ کا وجود سمٹ کر دل سے جڑ گیا۔ نظریں ہلا کر یہ تک نہ دیکھا گیا کہ آس پاس کھڑے گارڈز کہاں تھے۔

"تت۔۔۔ تم؟"

"یہ کیا پہن رکھا ہے تو نے؟ اور یہ اپنی کیا حالت بنا رکھی ہے تو؟"

: وہ پشت پر ہاتھ باندھے دو قدم آگے آیا

فلم کی ہیروئن لگ رہی ہے، یا کیمرے کے سامنے ادائیں دکھانے والی"

"ماڈل۔ لیکن نہیں، تو کوئی نہیں تھی۔ تو ماہ پارہ ہے۔ تو میری ماہ پارہ ہے۔

"تیمور یہاں۔۔۔کیا لینے آیا ہے۔۔۔"

الفاظ ماہ کے لبوں میں ٹوٹ رہے تھے۔وہ تیمور رفیع سے آج بھی ڈرتی تھی۔

"تجھے لینے آیا ہوں اور کیا! چل میرے ساتھ۔۔۔"

تیمور نے ہاتھ بڑھایا۔ماہ پارہ گھبراہٹ میں ادھر ادھر دیکھا:"تیمور میرا شوہر۔۔۔"

وہ کہیں کو بھاگنے لگی! تیمور نے اس کی کلائی جکڑ کر اپنی جانب کھینچا۔

"جب میں آگیا ہوں تو اب کسے ڈھونڈ رہی ہے؟"

وہ اسے کھینچ کر مال سے باہر کے جا رہا تھا۔ماہ پارہ کی دبی دبی سی چیخیں بلند ہوئیں، گارڈز چوکنا ہو گئے، دونوں تیمور تلک آئے، دور کہیں آدم کے دو گارڈز بھی مستعد کھڑے تھے، ان کے بھاگتے قدموں نے تیمور کو ہراساں کر دیا۔

"اپنی حفاظت کے لیے کتے رکھے ہوئے ہیں؟"

تیمور بھڑک کر چیخا۔ماہ پارہ نے عین وقت پر خود کو چھڑایا۔ چھڑا کر پلٹی اور ہراساں ولرزاں آدم سے ٹکرائی۔

آدم کے بائیں ہاتھ میں فون تھا، نگاہیں تیمور پر جمی تھیں۔

"کون ہے یہ۔۔۔۔۔؟"

خالصتاً اردو گالی دیتے ہوے وہ یوں دھاڑا کہ ماہ پارہ کا وجود خود بخود اس سے لپٹ گیا۔ گارڈز کے حصار میں کھڑا تیمور گالی سن کر بھڑک گیا۔ آندھی طوفان کی طرح وہ آدم پر جھپٹا۔

گارڈز نے جھپٹ کر اسے روکنا چاہا۔اس سے بھی فوری رد عمل آدم کا تھا۔ پستول کی نال، تیمور کے ماتھے پر رکھی ہوئی تھی، آدم کی نگاہوں میں خون اترا ہوا تھا۔ تیمور خود بخود رک گیا۔

آدم نے لاشعوری طور پر پستول ان لاک کی۔

ایڈم سر، پلیز۔"گارڈ نے تحمل سے کہا":

"پبلک پلیس ہے سر۔پستول نیچے کر لیں۔"

لوگ دیکھ رہے تھے، خوفزدہ تھے۔ تیمور کی سانسیں رکی ہوئی تھیں، آدم کی آنکھیں خون آلود تھیں۔

ایڈم سر۔"گارڈ نے پھر کہنا چاہا۔"

میری بیوی ہے ماہ پارہ۔"چبا چبا کر کہا،"

آئیندہ اس کے قریب تو کیا اس سے سو فٹ کے فاصلے پر بھی نظر آیا"

"تو۔۔۔

: پستول کو زور دیا تو نال تیمور کے ماتھے میں کھب گئی

"گولی مار دوں گا۔"

"آدم پرواہ کب سے کرنے لگا؟"

احد مرزا کو ٹوکنا پڑا۔

"جیسا کہ میں نے کہا۔ وہ اپنی ہر چیز کے معاملے میں بہت پوسیسیو تھا۔"

آپ چیز نہیں تھیں ماہ پارہ، آپ بیوی تھیں۔ آپ کی زیادہ پرواہ کرنا، اپ" کو ترجیح میں پہلے رکھنا، اس کا فرض ہے، ہر شوہر کا فرض ہے۔" احد مرزا نے بہت افسوس سے سر جھٹکا:

"پھر بھی آپ نے اس سے طلاق لے لی۔"

ماہ پارہ کو گھٹن سی ہوئی، پشیمانی ہوئی۔

"کیوں جتاتے ہیں کہ میں نے غلط کیا۔"

وہ اس قدر آہستگی سے بولی کہ احد مرزا کو سنائی نہیں دیا۔ اس نے تو بس سرسری سی نگاہ ماہ پارہ پر ڈالی اور سن ہو گیا، اس کی وہی نیلاہٹ مائل گلابی آنکھیں میز پر دوبارہ جم گئی تھیں۔

اس کی حشر سی آنکھیں۔۔۔ غزال سی آنکھیں۔۔۔

"اسے معاف کر دو۔"

آدم مراد نے کہا تھا۔ احد مرزا نے سر جھٹک دیا۔

فلک کامران کو دن بھر اگنور کیا۔ماہ پارہ کا دل بری طرح دکھ رہا تھا۔ بازوؤں سے وجود ڈھانپے، وہ سرخ سرخ آنکھیں لیے بستر پر سمٹی ہوئی تھی۔

"فاحشہ، بے حیا، مجھے پتا تھا گل کھلائے گی، مجھے پتا تھا تو کسی کے چکروں میں ضرور تھی۔"

کانوں میں گونجتی تیمور کی آواز صور بن گئی، انکھوں میں منظر گھومنے لگا، رات کی تاریکی میں گھر سے باہر، گاؤں سے باہر ویران رستے میں اس کے کپڑے پھاڑتے ہوئے وہ اسے چھڑی سے پیٹ رہا تھا۔ "مون۔"

آدم نے اسے کمر سے گرفت میں لیا وہ تو تھر تھرا اٹھی، لب کانپنے لگے۔ماہ پارہ کی نیلگوں آنکھوں میں لالی تیر رہی تھی، آدم کی دور بین نگاہیں ان جھیلوں میں جھانکنے لگیں۔

"میرے ہوتے ہوئے، تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا مون۔"

اس نے ہولے سے کہتے ہوئے ماہ پارہ کا نرم گرم وجود حصار میں کے لیا۔ماہ پارہ کے آنسو بے آواز بہنے لگے۔دور کہیں سے آتی فلک کامران کی آواز کانوں میں رس گھولنے لگی،

تم سے محبت کرتا ہوں،ماہا۔ تمہیں اپنانا چاہتا ہوں، تمہیں اپنے قریب لانا"

"چاہتا ہوں۔

"مجھے چھوڑ دیں آدم، پلیز۔"

اس نے کہا کہ آدم مراد خدارا مجھے ہمیشہ کے لیے چھوڑ دو۔آدم نے آہستگی سے اپنے لب اس کے وجود سے ہٹا لیے۔اسے لگا شاید وہ بس اس رات کے لیے ماہ پارہ اسد کو اکیلا چھوڑ دے۔

آدم مراد سے آپ کی شادی کو ایک مہینہ بھی نہیں گزرا تھا جب فلک" کامران آپ کو نظر آیا۔لیکن فلک کامران کے نظر آنے کے بعد بھی آپ چار مہینے تک آدم کے نکاح میں رہیں۔پہلی ملاقات میں فلک نے کہہ دیا کہ

وہ آپ کو اپنانا چاہتا ہے۔ پھر چار مہینے۔۔۔ چار مہینے آپ آدم سے بے وفائی "کیوں کرتی رہیں؟ چار مہینے آدم کے ساتھ کیوں رہیں؟

"کیونکہ ہم اسے سے ڈرتے تھے۔"

:وہ تسلیم کر گئی تھی

فلک کو ڈر تھا کہ اگر آدم کو ذرا سا بھی شک گزرا تو وہ مجھے نقصان پہنچائے گا،" مجھے ڈر تھا آدم نے مجھے کہیں دیکھ لیا تو وہ ہم دونوں کو گولیوں سے بھون دے "گا۔

"جب محبت کرتے تھے تو ڈرتے کیوں تھے۔"

:احد مرزا نے واقعی ظنز کیا۔ ماہ پارہ مسکرائی

"ڈرنا چھوڑ دیا پھر ایک دن۔"

"کس دن؟"

:ماہ پارہ نے گہرا سانس لے کر ٹیک لگالی

"جس دن تیمور کو سر جھکائے دیکھا، اس دن سب خوف مٹ گیا۔"

فلک کامران نے بہت محبت سے اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا۔اس لمس کے احساس نے ہی ماہ پارہ کا دل دھڑکا دیا۔

"تمہیں دیکھتا ہوں تو دل کرتا ہے تمہیں اٹھاؤں اور چھپا کر سب سے دور لے جاؤں۔ایسی جگہ لے جاؤں جہاں کوئی نہ ہو، بس میں اور تم۔"

ماہ پارہ کے لبوں پر مسکراہٹ تھی لیکن دل زخمی تھا۔وہ کئی دنوں سے زخم زخم تھی۔

"پھر اٹھا کر لے کیوں نہیں جاتے فلک۔"

وہ روہانسی نہیں تھی لیکن لہجہ آنسوؤں سے تر معلوم ہوتا تھا۔فلک نے اس سے بھی زیادہ محبت سے اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں قید کر لیا۔

"اس کی ایک کمزوری۔۔۔" فلک نے کہا:

"بس ایک چھوٹی سی کمزوری میرے ہاتھ آ لینے دو اور میں اسے ہتھیار بنا کر تمہیں اس کی قید سے چھڑا لوں گا، ماہا۔"

"آدم مجھے مار دے گا۔"

وہ حقیقت میں خوف زدہ تھی۔اس ریستوران کے باہر گارڈز، ریستوران کے اندر بیرے، چائے پیتے گاہک، ان میں سے جانے کون آدم کا جاسوس نکلے، جانے کون اسے بتادے کہ اس کی بیوی اس کے ساتھ بے وفائی کر رہی ہے۔وہ تب کیا کرے گا، وہ شاید اس کا دل چیر دے گا۔

اس کے کسی مضبوط انویسٹر کو قابو میں لوں گا، یا اس کی کوئی عمارت، کوئی" پراجیکٹ، اس کو اپنے نام کرنا ہو گا۔وہ عورت سے بھی زیادہ اپنے پیسے سے "محبت کرتا ہے۔دیکھنا وہ تمہیں چھوڑ دے گا اور ہم دونوں۔۔۔

ماہ پارہ کے ہاتھ بے اختیار کانپے۔فلک کامران کی آنکھوں نے فوراً اس کی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھا۔

"کیا ہوا؟"

کیا وہاں کہیں آدم تھا؟ فلک کو نظر نہیں آیا۔ماہ پارہ خوف سے تھوک نگلنے لگی۔

"کیا ہوا ہے ماہا؟"

فلک کی نگاہوں میں اضطراب در آیا۔ماہ پارہ جھٹکے سے اٹھ گئی۔

"پھر ملتے ہیں فلک۔"

تیز تیز قدموں سے چلتی وہ ریستوران سے نکل گئی۔فلک ہکا بکا بیٹھا رہ گیا۔ماہ پارہ کے دونوں گارڈز دروازے سے دور کھڑے تھے۔ماہ پارہ کے قدموں کا رخ کار کی جانب تھا۔ابھی راستے میں تھی کہ کسی نے اس کی کلائی جکڑی اور جکڑ کر اسے عقب میں کھینچ لیا۔ماہ پارہ چیخنا چاہتی تھی لیکن چیخ نہیں سکی۔

"شوہر بھی رکھا ہوا ہے اور دلبر بھی۔۔۔"

آواز میں طنز تھا۔ماہ پارہ کا دل اندر تک دہل گیا۔اس کے باوجود وہ پوری قوت سے خود کو چھڑانے کے لیے کوشش کرنے لگی۔

"ماہ پارہ۔"

تیمور کا لہجہ یکلخت ہی میٹھا ہوا۔ماہ پارہ بند آنکھوں سے خود کو چھڑانے کے لیے زور لگا رہی تھی۔

"تجھے نقصان نہیں پہنچاؤں گا چاندنی۔تجھے کبھی نقصان پہنچایا ہے بھلا؟"

ماہ پارہ کا کانپتا جسم تھم گیا۔بند آنکھیں کھل گئیں،آنسو خود بخود نکلتے چلے گئے۔

: کبھی نقصان نہیں پہنچایا؟"وہ تھوک نگلتے ہوئے بولی"

"تیمور آپ کو ابھی بھی لگتا ہے آپ نے کبھی مجھے نقصان نہیں۔۔۔۔"

"چل معاف کر دے ناں۔"

تیمور نے اس کے دونوں کندھے تھام لیے۔ماہ پارہ کے لب کانپ رہے تھے۔ غم وحزن،خوف وہراس کے جذبات نے اسے لپیٹ میں لے رکھا تھا۔وہ اس بدلے ہوے تیمور کو بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔وہ سر جھکانے کھڑا تھا،لہجے میں ایسی مٹھاس تھی جو ماہ پارہ نے عرصہ پہلے چاہی تھی۔

"میں نے۔۔۔آپ کا کیا بگاڑا تھا تیمور؟"

وہ بلک بلک کر رونا چاہتی تھی۔ تیمور نے بڑی محبت سے دونوں بازو اس کے کندھے پر رکھے۔ماہ پارہ نے جھٹکے سے کندھے چھڑا لیے۔

"وہ دردانہ تھی، وہ کم بخت ہمیشہ میرے۔۔۔۔"

تیمور کچھ کہہ رہا تھا۔ماہ پارہ کے الفاظ نے اس کے لب سی دیے۔

"دردانہ تو تھی لیکن تب آپ کہاں تھے، تیمور؟ آپ کا آپ کی بیوی کے

"لیے یقین کہاں تھا؟

"ماہ پارہ۔"

: تیمور کی آنکھوں میں ابھی بھی حاکمیت کا سا احساس جھلک رہا تھا

مجھے۔۔۔ضرورت ہے تیری۔تجھے بیوی بناؤں گا چاندنی۔جو تو چاہے گی،"

"وہی وہ گا۔جو مانگے گی، وہ دوں گا۔

"مجھ سے ہمیشہ کے لیے دور چلے جائیں تیمور۔یہی مانگتی ہوں میں۔"

وہ کہہ کر ایک طرف کو کھسکنے کی کوشش کرنے لگی۔ تیمور کے پاس کہنے کے

لیے کچھ نہ بچا۔وہ چبھتی آنکھوں سے ماہ پارہ کو دیکھنے لگا۔

تیرا وہ پستول والا شوہر نہیں جانتا۔۔۔"اس کی گھمبیر آواز آئی تو ماہ پارہ نے"

: چونک کر اسے دیکھا

"وہ نہیں جانتا کہ تونے اس کے علاوہ بھی ایک دلبر رکھا ہوا ہے۔"
اس کا اشارہ فلک کی جانب تھا۔ دھمکی آمیز لہجہ تھا۔ ماہ پارہ متنفر ہو گئی۔
"میں تجھے اوچھے طریقے سے ابھی حاصل کر سکتا ہوں ماہ پارہ۔ تیرے اس عاشق کو تیمور خان ایک ہاتھ لگے گا اور وہ دور جا پڑے گا۔ اور تیرا وہ شوہر، پستول پکڑ کر اکڑ دکھاتا ہے، منٹوں میں اس کی اکڑ نکال دوں گا اور پھر کھینچ کر تجھے واپس حویلی میں لے کر جاؤں گا۔" وہ ماہ پارہ کے قریب جھکا:
"دونوں عاشق بھی بڑے کام کے چنے ہیں تونے۔ سب جانتا ہوں کون کس کا حریف ہے۔ میں نے ان کے کاروباری معاملات میں ٹانگ اڑا دی، ان کے انویسٹر چھین لیے یا کوئی اہم فائل راتوں رات لا کر سے چرا لی تو۔۔۔ ماہ پارہ مجھے واپس مل جائے گی، کیوں ہے ناں؟"
وہ بھرپور انداز میں مسکرایا۔ لیکن ماہ پارہ کے لبوں پر مسکراہٹ نہ پھیلی۔ اس کا ذہن تو ایک نقطے پر ٹک گیا۔
فائل۔۔۔

لاکر سے فائل

تو آپ کی کہانی کا ولن تیمور رفیع بھی نہیں ہے۔آپ کا ولن آدم مراد ہے،"

"ناں؟

احد مرزا نے کچھ مسکرا کر کہا۔

وہ چپ ہی رہی۔

"تیمور منظر میں فٹ نہیں آرہا۔"

احد مرزا نے پھر تبصرہ دیا۔ماہ پارہ کسی سوچ میں گم تھی۔

اسے فلک نے دیکھ لیا تھا۔پارکنگ میں اس نے دیکھا کہ جب میں وہاں سے "

"نکلی تو میرے پیچھے پیچھے ہی تیمور نکلا تھا۔

ماہ پارہ کی آنکھوں میں عجب سا کرب نظر ایا،

اور پتا ہے ڈاکٹر۔۔۔اس نے وہی کیا، جو آدم کرتا۔مجھے بتائے بغیر، اس نے" جانے کب تیمور کے ساتھ کیا سلوک کیا، کہ وہ دوبارہ مجھے بہت عرصے تک "نظر نہیں آیا۔

اور آپ نے کیا کیا؟"احد مرزا نے پوچھا۔"

"چوری۔"

وہ ابھی بمشکل لاکر تک پہنچ پائی تھی کہ مخصوص انداز میں کمرے کا دروازہ کھلا۔وہ آدم تھا۔فون کان سے لگائے، کسی پر غصہ کرتا، بھاری قدموں سے چلتا۔ماہ پارہ نامحسوس انداز میں ڈریسنگ کے قریب کھسک گئی۔

آدم کا دھیان نہیں تھا۔اس نے فون رکھا تو شاور لینے گھس گیا۔ماہ پارہ نے تب نگاہ لاکر پر دوڑائی۔

تیمور محسوس کر سکتا تھا کہ کوئی مسلسل ان کے پیچھے تھا۔وہ کار کی عقبی سیٹ پر براجمان مسلسل فرنٹ مرر میں گھور رہا تھا۔ شیشے میں ان کے پیچھے آتی سیاہ مرسڈیز نظر آرہی تھی۔ڈرائیور بھی متوجہ تھا۔اس نے رفتار بڑھالی لیکن عقب سے آتی مرسڈیز نے یکلخت اسے اوورٹیک کیا۔ڈرائیور نے فوراً بریک لگائے۔

تیمور کو جھٹکا سے لگا۔اس تاریک سڑک پر اب سیاہ مرسڈیز یوں کھڑی تھی کہ راستہ بلاک ہو گیا تھا۔

وہ اس کے کاروباری کاغذات کی فائل تھی،اہم ہو گی لیکن کس قدر اہم،ماہ پارہ کو اس بات کا اندازہ نہ تھا۔اس نے چپکے سے اٹھا کر لا کر بند کیا اور فائل لیے بالکونی میں آگئی۔دستاویزات اور کچھ پرنٹ آؤٹس۔اور پھر ایک صفحے پر ماہ پارہ رک گئی۔

آنکھیں پھیل گئیں۔فلک کامران کانام لکھا نظر آیا۔وہ اس صفحے کو گھورتی رہی۔

رائفل بردار تین جوانوں نے کار کو گھیر لیا۔تیمور بظاہر مطمئن تھا لیکن تجسس ہوا کہ کیا ہونے جارہا ہے۔بندوق بردار تیمور پر بھی چیخ رہے تھے۔تیمور چپ چاپ کار سے اترا۔

"بندوق پکڑ کر ہمارے خان کر بدمعاشی دکھاتے ہو،(گالی)۔خان تیمور کو بدمعاشی دکھاتے ہو۔"

ڈرائیور' چمچے 'کا فرض ادا کرنے لگا لیکن تیمور کچھ نہ بولا۔وہ بس مرسیڈیز سے ٹیک لگائے اس مرد کو دیکھ رہا تھا جو اندھیری اوٹ میں تھا۔

آدم کھڑکی کے قریب سے گزرا تو وہ نظر آئی۔

"مون۔"

ماہ پارہ بجلی کی سی تیزی سے پلٹی اور پیلی پڑی۔فائل یوں چھپائی کہ پلٹ کر فوراً عقب میں رکھے مصنوعی پودے میں اڑادی۔آدم بالکونی میں کھلتے دروازے میں ایستادہ تھا۔

"اندر نہیں آؤ گی؟"

سوال کیا۔ماہ پارہ نے اپنے اعصاب مضبوط کیے۔

"آ۔۔۔آرہی ہوں۔"

چھوٹے قدم اٹھاتی اندر آئی۔پلٹ کر دیکھا تو آدم بالکونی میں ہی گھور رہا تھا۔ ماہ پارہ کا دل دھڑکا۔

"ماہ پارہ کا کیا رشتہ ہے تجھ سے؟"

فلک کامران کی مدھم سی آواز بھی اندھیرے میں گونج بن گئی۔تیمور مسکرایا۔

"تو بتا۔تیرا کیا رشتہ ہے؟معشوق ہے؟محبوب ہے؟"

فلک نے ٹیک چھوڑی، پشت پر ہاتھ باندھے وہ آگے آیا۔ "مجھے نہیں پتا تو کون ہے لیکن اگر آدم کا کوئی چمچہ ہے تو میں صاف لہجے میں میں بتا رہا ہوں۔۔۔ "اس کا لہجہ دھمکی آمیز تھا:

یہ شہر میرا ہے۔ یہ عورت۔۔۔ میری ہے۔ تو میرے شہر میں بدمعاشی" دکھائے گا تو میں برداشت نہیں کروں گا۔ تو میری عورت کو خوفزدہ کرنے "کی کوشش کرے گا تو میں جان نکال دوں گا۔

۔LRIے یمور کو غصہ آ ہی نہیں رہا تھا۔ وہ بس ظریہ انداز میں مسکرا رہا تھا

آدم جانے کیوں بالکونی میں اترا۔ ماہ پارہ نے عین وقت پر اس کا بازو تھام لیا۔ پوری قوت سے اپنی طرف کھینچا۔ وہ اس افتاد کے لیے تیار نہیں تھا۔ بے اختیار اس کی طرف پلٹتا آیا۔

ماہ پارہ کو جسم پر اس کا بوجھ سا محسوس ہوا۔ وہ خود تین چار قدم پیچھے کو لڑھک گئی۔

وٹ داہیل۔ "آدم اس کی جرات پر ٹھہر سا گیا۔اس کی آنکھوں میں عجیب" سا تاثر اترا۔ جانے غصہ تھا یا حیرت۔ماہ پارہ نے وہ تاثر سمجھے بغیر اس کے دونوں بازو دوبارہ تھام لیے۔

"مجھے کمرے میں بلا کر خود کہاں جا رہے ہیں۔"

وہ بولی تو آواز کانپی۔ باخدا وہ آدم سے ہمیشہ ڈرتی آئی تھی۔

"!دیکھنے جا رہا تھا کہ تم بالکونی میں اکیلی کھڑی آخر کر کیا رہی تھیں"

ماہ پارہ کے گلے میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی۔ آدم کے قدموں کا رخ بالکونی کی جانب تھا۔ماہ پارہ نے ذرا سا سر اٹھایا اور اپنی بانہوں کو اس گردن کے گرد لپیٹ دیا۔ آدم ٹھٹک گیا۔

"اور اب یہ کیا کر رہی ہو۔"

وہ ہنسا۔ماہ پارہ نے بہت تردد سے خوفزدہ آنکھوں میں مسکراہٹ کی چمک لانا چاہی:

خود ہی تو آپ پوچھتے ہیں کہ حیا کا چوغا اتار کر تم خود میرے پاس کب آؤ"
"گی۔

"تیمور جانتا ہے کہ وہ عورت کیسی ہے۔۔"

اس نے چبا کر کہا تو فلک کامران بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا۔ تیمور کا گریبان پکڑا اور اسے کار کے بونٹ سے چپکا دیا۔

"ماہ پارہ کے بارے میں ایک لفظ مزید خارج کیا تو میں۔۔۔"

تو خود کو اس کا معشوق سمجھتا ہے؟ نہیں، پیار نہیں کرتی وہ تجھ سے۔ وہ ایک"
بد کردار عورت ہے جو ایک کے بعد دوسرے، دوسرے کے بعد تیسرے
"مرد کو انگلیوں پر نچا رہی۔۔۔

اور تبھی فلک کا ہاتھ اٹھ گیا۔ درد بھی اسے ہی محسوس ہوا کہ وہ تیمور جیسے قد و قامت کا مالک نہیں تھا۔ وہ ہٹ گیا، رائفل بردار آگے آئے اور تیمور کے ٹھڈے مارنے لگے۔

:ماہ پارہ میری نہیں رہی۔۔۔"تیمور نے چیخ کر کہا"

"تو دیکھنا، وہ اور کسی کی بھی نہیں رہے گی۔"

اس کی غزال آنکھیں حشر لگ رہی تھیں۔آدم بھول گیا کہ وہ بالکونی میں جا رہا تھا۔

تم آدم مراد کی زندگی میں پہلے کیوں نہیں آئیں؟تم پہلے کہاں تھیں،"

"مون؟

اس نے مخمور سے لہجے میں کہہ کر ماہ پارہ کی زلفوں کا لمس بھرا۔ماہ پارہ کچھ نہیں سننا چاہتی تھی۔اس کی نگاہیں بالکونی میں رکھے مصنوعی پودے پر تھیں جس میں چھپی فائل اسے نظر آ رہی تھی۔

تم میری خوش قسمتی ہو، مون۔"آدم ہولے ہولے کچھ کہتے ہوئے اسے" بالکونی سے دور لے جا رہا تھا۔اس کی آنکھوں سے فائل اوجھل ہو رہی تھی۔

آدم کا وجود قریب اسے حصار میں لے رہا تھا۔

تیمور کاڈرائیور رائفل بردار کی رائفل کے نیچے سر جھکائے بیٹھا تھا۔ باقی دونوں نے تیمور کو ہاتھوں ہاتھ لے رکھا تھا۔

"میں تیرا انجام دیکھنا چاہوں گا، عشق مارے۔"

وہ اب ہنستے ہوئے فلک پر پھبتیاں جس رہا تھا،

وہ ویسی عورت نہیں ہے جو کسی ایک مرد کے قابو میں رہے۔ وہ عورت" "کہلائے جانے کے قابل بھی نہیں ہے۔

فلک کا دماغ گھومنے لگا۔ لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہ اپنی کار تک آیا اور اندر بیٹھ کر سر ہاتھوں میں گرالیا۔ تبھی فون بجنے لگا۔ مریم کی کال تھی۔ فلک نے کال کاٹ دی۔ اگلے ہی لمحے فون دوبارہ بجا۔

ماہ پارہ کالنگ۔

اس نے کچھ سوچا اور پھر فون دور پھینک دیا۔

تین گھنٹے سے وہ آنکھیں کھولے برابر میں لیٹے آدم کو دیکھ رہی تھی۔ پستول اس کے دائیں ہاتھ سے کچھ دور تھی۔

"تم ہیرہ ہو مون۔"

"میں تم سے پیار کرتا ہوں ماہا۔"

"تم میری خوش قسمتی ہو مون۔"

"تم میری ہو ماہا۔"

اس کی آنکھوں سے دو آنسو نکلے اور بیڈ میں ہی جذب ہو گئے۔

"یہ زندگی آپ کی ہے ماہ باجی۔ آپ جسے چاہتی ہیں، اسے چاہنے کا اختیار آپ کے پاس ہے۔ جسے پانا چاہتی ہیں، اسے پانے کا اختیار آپ کے پاس ہے۔"

وہ جھٹکے سے اٹھی۔ آئینے میں وہ بالکونی کی طرف چلتی دکھائی دی۔ مصنوعی پودے میں فائنل اٹکی ہوئی تھی۔ ماہ پارہ نے اسے اٹھایا اور سینے سے لگا لیا۔

واپس اندر آئی، کوٹ پہنا، فون اٹھایا، آدم نیند میں تھا، ماہ پارہ نے کچھ سوچ کر پستول اٹھائی۔

اور پھر کمرے سے دور ہوتی گئی۔

اس خاموش کمرے میں فون کی آواز نے شور مچایا۔ماحن کی نیند کچی تھی۔وہ "کسمسا کر اٹھا اور جلدی سے فون اٹھایا کہ مبادا ایمان نہ جاگ جائے۔"ہیلو۔ "میں نے۔۔۔اپنا فیصلہ لے لیا ہے ماحن۔"

' نہ چھیڑو ہمیں ہم ستائے ہوئے ہیں '

.....

یہ منظر دھندلا تھا۔

آدم خود کو دیکھ رہا تھا۔

:یہ ایک پراجیکٹ۔۔۔"وہ درشتی سے کہہ رہا تھا"

"!اور ہم برباد"

یہ کانفرنس روم تھا اور میٹنگ چل رہی تھی۔ جس کے خلاف چل رہی تھی،

اس کے ملازم اس وقت کامران انٹر پرائزز میں موجود اپنے مالک کے کام کو

بخوبی سنبھال رہے تھے۔

"معاف کیجیے گا مسٹر مراد لیکن۔۔۔"

:کسی ایک نے منحنی سی آواز نکالی

فلک کامران پہلے ہی آدھے انویسٹرز کو اس بات پر راضی کر چکا ہے کہ "

ریستوران کی تعمیر میں وہ اپنے فنڈز کامران انٹر پرائزز پر لگائیں گے۔اب ہم

"اور کر بھی کیا سکتے ہیں؟

"!ہم جو رہ گیا ہے، اسے بچا سکتے ہیں"

آدم نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔اگلے ہی لمحے اس کی نگاہ باہر جا پڑی۔

آدم مراد نے کھڑکی کی جھری سے جھانک لیا تھا۔وہ آدمی بہت پریشانی کے عالم میں کمرے کے باہر کھڑا تھا،ہاتھ مسل رہا تھا،آدم نے سب کو باہر بھیجا، اسے اندر بلایا۔

"اب کیا نیا ہے؟"

"آئی ایم سوری سر۔"

آدمی نے سر جھکا کر لفافہ آدم کی میز پر دھر دیا۔

"مجھے جانے کی اجازت دے دیں۔"

اور اتنا کہہ کر واپس بھی چلا گیا۔آدم کی نگاہیں لفافے پر ٹک گئیں۔اس کی تیوری پر بل پڑے تھے،پیشانی پر غصہ تھا۔

شدید اضطراب کی حالت میں اس نے لفافہ کھولا تو یہاں وہاں تصوریں بکھر گئیں۔اپنے حریف کو تصویر میں دیکھ کر آدم کا خون کھول اٹھا۔پھر وہ سنہرے بالوں والی عورت بھی ہر تصویر میں تھی۔

کبھی فلک کامران کے کندھے پر گرتی، کبھی اس کی بانہوں میں جھولتی،اس کے گود میں سر رکھے بھرپور انداز میں مسکراتی۔۔۔

آدم کی مٹھیاں بھینچ گئیں۔

اس لیے نہیں کہ یہ سب اس نے آج پہلی بار دیکھا تھا۔بلکہ اس لیے کہ یہ سب اسے روز دیکھنا پڑ رہا تھا۔

اگلے ہی لمحے اس نے فون کان سے لگایا۔آیا کی آواز سنائی دی۔

"فریحہ کہاں ہے؟"

"سر، میم فریحہ شاپنگ کے لیے مارکیٹ گئی ہیں۔"

سن کر آدم نے ریسیور کریڈل ہر دے مارا۔ عجیب سی آگ بدن میں جل رہی تھی۔پہلے کمپنی شیئرز، پھر انویسٹرز، پھر کاغذات اور اب،اس کی بیوی بھی۔۔۔

اس نے ٹیبل کی ساری زمین بازو کے زور پر دور دے ماریں۔ تصویروں میں سے ایک تصویر اڑتی ہوئی زمین پر جا پڑی۔ فریحہ ایکان کا چہرہ اس تصویر میں واضح ہوا۔ پھر وہ منظر کھلتا گیا۔

ریستوران کا یہ منظر بڑا ہوتا گیا اور اب ریستوران میں فلک کامران کے سامنے۔۔۔

سیاہ سلیولیس ٹاپ اور سکرٹ پہنے، بے چین سی بیٹھی نظر آ رہی تھی۔

"آئی لو یو فلک۔"

وہ روہانسی تھی۔ یوں نظر آ رہا تھا وہ ابھی اٹھے گی اور اس وجیہہ سے مرد کے قدموں میں آج بیٹھی تھی۔ اس کی نوبت نہیں آئی۔ فلک کامران نے اپنے دونوں ہاتھ میز پر دھر دیے:

"فریحہ، حوصلہ کرو یار۔"

"آدم مجھے طلاق نہیں دے گا تو میں اسے مار دوں گی۔"

وہ کسی بھی حد سے گزرنے کے لیے تیار تھی۔

"تمہیں آدم کی طلاق نہیں چاہیے۔"

: فلک نے بہت تحمل سے سمجھایا

"تمہیں صرف وہ پیپرز چاہیئں جو وہ آفس سے گھر لے گیا ہے کیونکہ اسے مجھ سے خطرہ ہے۔ تمہیں صرف وہ لانے ہیں، فریحہ۔ وہ ہمارے پاس ہوں گے تو آدم مراد گھٹنوں پر گر گے مجھ سے ان کی واپسی کی بھیک مانگے گا۔ میں انہیں وہ واپس نہیں کروں گا۔ تم۔۔۔ فریحہ۔۔۔"

: فلک نے اس کی آنکھوں میں جھانکا

"تم اسے یہ کاغذات واپس کرو گی اور جواباً طلاق کا مطالبہ کرو گی۔"

"اور اس کے بعد مجھے تمہارا دل چاہیے فلک۔"

"تمہارا ہی تو ہے میری جان۔"

فلک مسکرایا اور اس کے ہاتھ چوم لیے۔

منظر دوبارہ دھندلا تھا۔

آدم کچن میں سلیب کے سامنے کھڑا تھا۔ووڈکا کی بوتل گلاس میں خالی کرتے ہوئے وہ کچھ سوچ رہا تھا۔ تبھی عقب میں آوازیں سنائی دیں۔یہ فریحہ کی آواز تھی۔وہ آیا سے سونیا کی بابت پوچھ رہی تھی۔

"سونیا کو میں نے سلا دیا ہے، میم۔"

پھر اس نے آدم کے متعلق کچھ پوچھا۔آیا نے کچن کی جانب اشارہ کر دیا۔

آدم نے اپنے دونوں کان بند کر لیے۔گلاس منہ سے لگا کر اس نے کچھ لمحوں کے لیے اطمینان لینا چاہا۔

ایک کے بعد دوسرا، دوسرے کے بعد تیسرا گلاس چڑھا گیا۔وہ سکون چاہتا تھا۔یا شاید غصے کی شدت کم کرنا چاہ رہا تھا۔

آہٹ ہوئی تو اس نے سنہرے بالوں والی فریحہ کو اپنی بغل میں کھڑے پایا۔

"Drinking alone?"

وہ مسکرائی اور آدم کے گرد بازو حائل کر دیے۔

"(نظر انداز) کرو گی تو اکیلے ہی پیوں گا ناں۔ neglect تم مجھے"

اس نے گلاس منہ سے لگایااور خالی کر کے میز پر دھر دیا۔فریحہ نے چپکے سے بوتل اٹھائی اور اسے دوبارہ بھر دیا۔

"تمہارا شوہر اکیلے دنیا سے لڑ رہا ہے۔لوگوں سے لڑ رہا ہے۔اپنے بزنس کو کیسے بچانا ہے، سمجھ نہیں پا رہا ہے اور اس سب کے دوران تم اس کا خیال رکھنے کی بجائے جانے کہاں کھوئی ہو۔"

اس کا لہجہ ترش تھا۔فریحہ کچھ نہ بولی۔اسے خالی نگاہوں سے دیکھتی۔وہ بس ہولے ہولے اس کے کندھے دبا رہی تھی۔

"تم نے مجھے اپروچ کیا تھا فریحہ۔تم چل کر میرے پاس آئی تھیں اور کہا کہ آدم مراد علی، میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی۔"

وہ اب تلخ ہوتا جا رہا تھا۔ووڈکا کی ایک اور بوتل خالی ہو گئی تھی۔فریحہ نے نئی بوتل الماری سے نکال کر اس کا گلاس بھر دیا۔

میں نے تمہیں مقام دیا، اسٹیٹس دیا، پیسہ دیا اور۔۔۔ تم جو چاہتی تھیں وہ"
دیا۔ تم نے کہا تم مجھ سے پیار کرتی ہو تو۔۔ میں نے تمہیں اس سے بھی دوگنا
"محبت دی، فریحہ ایکان۔

فریحہ اسے گلاس تھمارہی تھی، آدم نے گلاس کے ساتھ ساتھ اس کا بازو بھی
: تھام لیا

"لیکن تم نے مجھے بدلے میں کیا دیا ہے؟"

اس کی آنکھیں شراب کے زیرِ اثر کمزوری کا شکار تھیں۔ فریحہ نے نرمی سے
اس کی گردن کے گرد بازو حائل کیے۔

"تم سے بہت پیار کرتی ہوں آدم۔"

"یہ جھوٹ اب کہا تو میں جان نکال لوں گا، فریحہ۔"

"جھوٹ نہیں ہے۔"

: وہ اپنے لب اس کے کان کے قریب لے آئی

"میں واقعی تمہیں بہت چاہتی ہوں آدم۔ بس تمہیں۔۔۔"

آدم کی آنکھیں بند ہونا چاہتی تھیں۔فریحہ اب اس کا بازو تھام کر سیڑھیاں چڑھ رہی تھی۔وہ بیڈ روم میں جا رہے تھے،آدم کچھ بڑبڑا رہا تھا۔وہ ہوش میں نہیں تھا۔فریحہ نے اس کا بے جان سا وجود بستر پر چھوڑ دیا۔

"تم سے وہ کیا وعدہ کر رہا ہے؟ایسا کیا دے رہا ہے جو تم مجھے چھوڑ کر اس کے پاس جا رہی ہو فریحہ؟"

وہ اس کا بازو نہیں چھوڑ رہا تھا۔فریحہ نے نرمی سے اپنا بازو چھڑایا۔دو قدم پلٹی۔اس کی متلاشی نگاہیں آدھ ادھر بھٹکیں۔اگلے ہی لمحے آدم نے اسے عقب میں کھینچ لیا۔

"میں تمہیں فلک کامران کا ہونے نہیں دوں گا فریحہ۔تم صرف میری ہو۔"

اس کی گرفت مضبوط تھی۔فریحہ کو اپنا سانس رکتا محسوس ہوا۔کتنی ہی دیر وہ اس کے لمس تلے ساکت رہی۔

پھر آدم کا بوجھ بڑھتا گیا۔شراب اپنا اثر دکھا رہی تھی۔فریحہ کی نگاہیں بھٹک کر لاکر تک گئیں۔شاید وہیں۔۔۔اس نے آدم کو پرے دھکیلا اور بستر سے اٹھی۔لاکر تک پہنچی،ابھی لوہے پر ہاتھ ہی رکھا تھا کہ آدم نے اس کا بازو تھام لیا۔

"آدم،اٹس انف۔(ادم،بہت ہو گیا ہے)۔"

:وہ اپنی پوری قوت سے چیخی

"آئی ہیٹ یو،اوکے۔(تم سے نفرت کرتی ہوں)۔"

اس نے آدم کے سینے پر دوہتڑ جڑے۔

"کہاں جاؤ گی پھر؟اس فراڈ انسان کے پاس جو اپنی بیوی کا بھی وفادار نہیں ہے۔"

"میں جہاں جاؤں گی یہ تمہارا دردِ سر نہیں ہے۔"

وہ چیخی اور دوبارہ لاکر کی جانب بڑھی۔

کیا چاہیے تمہیں؟" وہ کچھ کچھ سمجھ رہا تھا۔ فریحہ کا دماغ گھوم چکا تھا۔ وہ اب "
آدم سے خوف نہیں کھا رہی تھی۔

تمہاری بربادی کا سامان چاہیے مجھے۔ اسے لے کر جاؤں گی اور اس کے "
"ذریعے تمہیں برباد کر دوں گی۔

"اوہ، یہ کرنا تھا تو مجھے شراب کی کچھ بوتلیں مزید پلا دینی چاہیئں تھیں۔"
اس کا نشہ اترنے میں لمحہ لگا تھا۔ فریحہ کو دونوں بازوؤں میں اٹھا کر وہ لا کر
سے دور لے ایا۔

"میں تمہارا مال نہیں ہوں آدم۔"
وہ غرا رہی تھی۔ غصے میں تھی۔

"ہاں تم میرا مال نہیں۔ میری بیوی ہو۔"
اس نے فریحہ کو بیڈ پر لا پٹخا،

"اور تم جیسی بیوی کو دیکھنا میں ایک منٹ میں لائن پر لے آؤں گا۔"

اس کے تیور خطرناک تھے لیکن فریحہ کے تاثرات، انداز اس سے بھی زیادہ خطرناک تھے۔ آدم نے اس کے بازو آزاد کیے ہی تھے کہ اس نے قریبی میز پر رکھا لیمپ اٹھایا اور آدم کے سر پر دے مارا۔

پھر فریم شدہ تصویر اٹھائی اور آدم کا سر کھول دیا۔ بستر سے اتری۔ کمرے کی ہر چیز آدم کی طرف پرواز کر رہی تھی۔

"فریحہ، سٹاپ اٹ۔"

وہ بھڑکا۔ فریحہ کے ہاتھ میں جو آ رہا تھا، وہ پھینک رہی تھی۔ درازیں خالی کر چکی تھی۔ کمرے کا دروازہ کھول کر وہ نیچے آئی۔

رخ گیٹ کی جانب تھا۔

آدم اس کی عین پیچھے تھا۔ فریحہ نے کچھ سوچ کر رخ کچن کی جانب کر لیا۔

کچن سلیب پہ رکھے بھری اسٹینڈ سے اس نے چاقو نکال لیا۔

"میرے۔۔۔قریب مت آنا آدم۔"

شور کی آواز سن کر آیا جاگ گئی تھی۔ سونیا نیند میں ڈر گئی۔ سہم کر باہر آئی۔

اس نے اپنی ماں کو چاقو تھامے دہشت زدہ سا کھڑا پایا۔

"پاپا۔"

وہ چیخنا چاہتی تھی۔اس کی جانب کسی کا دھیان نہیں تھا۔

"میرے قریب آئے تو میں مار دوں گی آدم۔"

فریحہ چیخ رہی تھی۔آدم ایک کے بعد دوسرا قدم اٹھاتا اس کے قریب جا رہا تھا۔

"فلک کامران کے پاس جانا ہے، مجھے مارو گی تو جا سکو گی۔"

اور فریحہ ایکان نے واقعی چاقو والا ہاتھ گھما دیا۔نوک آدم کے کندھے میں اتر گئی۔اس کو تحریک لمحے میں ملی۔رد عمل بھی شدت کا تھا۔

گھر کا کونسا کونا تھا جہاں آدم مراد نے پستولیں نہیں چھپا رکھی تھیں۔وہ چاقو کے گھاؤ کے زیرِ اثر گرا تو نگاہ فوراً سنک کے نیچے بورڈ میں رکھے پستول پر گئی۔

غصہ، وحشت، نا سمجھی۔۔۔

وہ جھٹکے سے اٹھا۔فریحہ کا رخ دروازے کی جانب تھا۔

"فریحہ۔"

وہ بھاگتے بھاگتے پلٹی۔آدم کا ہاتھ لرزا بھی نہیں۔دھندھلی نگاہوں سے بھی اسے وہ دل تو نظر آئی گیا جو اس کی محبت سے خالی تھا۔گولی کی آواز آئی تو سونیا کی چیخ بلند ہوئی۔

ملازم اندر آئے۔مالک کی بیوی کا بے جان جسم فرش کو لال ولال کر رہا تھا۔

"پاپا۔"

سونیا کی نگاہیں باپ کی جانب تھیں۔آدم کے ہاتھ سے پستول خود بخود گر گئی۔چند لمحوں کی خاموشی،اور پھر سونیا حلق پھاڑ کر چیخی۔

"آپ نے مار دیا۔"

"آپ نے۔۔۔مام کو مار دیا۔"

آدم کی آنکھیں پتھر ہو گئیں۔فریحہ کی لاش لاؤنج میں پڑی تھی۔سونیا کی چیخیں در و دیوار ہلا رہی تھیں۔سب حق دق اسے دیکھ رہے تھے۔

ہاں ان کے مالک نے کئی بار، کئی لوگوں کو گولی سے بھون دینے کی دھمکی دی ہے لیکن کبھی ایسا کیا تو نہیں۔ پھر آج، اپنی ہی بیوی کے ساتھ؟

"وائف کلر ہے وائف کلر۔'

"اس نے اپنی بیوی کو مار دیا۔ عین دل میں گولی ماری۔"

بد معاش ہے کمینا۔ خوبصورت عورتوں سے شادی کرتا ہے اور انہیں مار"

"دیتا ہے۔

"جیل میں چکی پیسے گا۔ مزہ آئے گا۔"

منظر پھر دھند میں ڈوبا ہوا تھا۔ آدم کے سامنے کھڑا پولیس افسر مسکرا رہا تھا۔ تجھے بھی اچھے سے پتا ہے کہ تو نے دفاع میں قتل نہیں کیا۔" وہ مونچھوں کو"

:تاؤ دے کر بولا

تو نے رقابت میں قتل کیا۔ کیونکہ تیری بیوی کا تیرے ہی رقیب کے ساتھ"

"چکر چل رہا تھا۔

وہ اسے ستا رہے تھے۔مار بھی رہے تھے۔وکیل سے رابطہ نہیں کرنے دے رہے تھے۔

جیل کے باہر پولیس اسٹیشن میں آفیسر کے کیبن میں بیٹھا فلک کامران غم و غصے کا مجسم بنا ہوا تھا۔مٹھیاں بھنچی ہوئی تھیں۔جس پر اجیکٹ کو لانچ کرنے کے لیے اس نے اتنا کچھ کیا،وہ ملتوی ہو گیا کہ آدم مراد علی پر لگے چار جز کا سلسلہ کہیں نہ کہیں فلک کامران سے بھی جا ملتا تھا۔

وہ چپ چاپ آدم مراد علی کے خلاف کوئی بھی بیان دیے لوٹ آیا۔اس کے باوجود پولیس والوں نے اسے اپنی مرضی سے چھوڑا۔

"تم سب کو دیکھ لوں گا۔ایک ایک کو دیکھ لوں گا۔"

وہ چنگھاڑ رہا تھا۔منظر بدلا۔اندھیرے میں دھند کی سی چادر اترتی آئی۔

آدم بے اختیار اٹھا اور ہاتھ تکیے کی دوسری طرف رکھا۔پھر چونک اٹھا۔

پستول وہاں موجود نہیں تھی۔اس کی ساری نیند ہوا ہوئی اور وہ چونک کر اٹھ بیٹھا۔پھر بائیں جانب دیکھا۔

ماہ پارہ اسد بھی وہاں نہیں تھی۔

اس کا نیند سے متاثر دماغ کچھ بھی سوچنے سمجھنے سے قاصر تھا۔ پسِ منظر میں کوئی ساز مسلسل بج رہا تھا۔ غور کرنے پر معلوم ہوا یہ فون کے ٹون کی آواز تھی۔ آدم نے ادھر ادھر ہاتھ مارا تو فون ہاتھ میں آ ہی گیا۔

"یس۔"

"رمیز جیلانی سر۔"

مخاطب شہر کا معزز ترین وکیل تھا۔ آدم کچھ چونک سا گیا۔

"اتنی صبح کیا آفت آن پڑی ہے۔"

"آپ کی بیوی میرے چیمبر میں موجود ہیں مسٹر مراد۔ ان کے ساتھ ان کے بھائی بھی ہیں۔"

آدم نے بے اختیار چہرہ گھما کر بستر کو گھورا۔ کچھ سمجھ نہ آیا۔

"ان کے پاس آپ کے لیے ایک پیش کش ہے۔ سننا چاہتے ہیں تو آٹھ بجے سے پہلے چیمبر پہنچیں۔ ہم آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔"

اور اتنا کہہ کر وکیل نے کھٹ سے فون بند کر دیا۔ آدم حق دق بیٹھا رہ گیا۔

شاید وہ ابھی بھی نیند میں تھا اور کوئی خواب دیکھ رہا تھا۔ ادھر وکیل کے چیمبر میں بیٹھی ماہ پارہ کا چہرہ سپاٹ تھا۔

وہ نہ تو پریشان تھی اور نہ پر سان حال۔ اس کا یہ اعتماد انوکھا تھا۔ جسے ماحن نے بھی پہلے نہیں دیکھا تھا۔

"وہ آرہے ہیں۔"

وکیل نے ریسیور کریڈل پر رکھتے ہوئے بتایا۔ ماہ پارہ کا چہرہ سپاٹ رہا۔ البتہ ماحن نے بے چینی سے پہلو بدلا۔

کیا آپ واقعی اپنے فیصلے کو بدلنا نہیں چاہتیں ماہ پارہ؟" ماہ پارہ نے لمحہ بھر کا" "بھی توقف نہیں لیا۔ "نہیں۔

فائل میز پر رکھی تھی۔ پستول بھی وہیں تھی۔ ماہ پارہ نے لمحہ بھر کے لیے فون اٹھایا، کچھ لکھا اور پھر واپس میز پر رکھ دیا۔ دور بنگلے کے بیڈ روم میں کھلی

آنکھوں سے چھٹ کو گھورتے فلک کے فون نے بیپ کیا۔یہ ایک تحریری پیغام تھا۔

"میں اپنا کام کر رہی ہوں فلک کامران۔اور تم پر بھروسہ کر رہی ہوں۔"

فلک نے فون آنکھوں سے ہٹالیا اور بغل میں لیٹی مریم پر نگاہ دوڑائی۔

.....

مائنڈ بلائنڈز کے قریب کھڑا تھا۔اس نے وہیں سے دیکھا کہ آدم پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے لابی سے گزر رہا تھا۔اس کی سفید شرٹ پر سلوٹیں تھیں، بال الجھے تھے اور جوتوں پر گرد تھی۔

راہداری پار کرتا وہ چیمبر کے باہر آیا۔ڈور ناب پر ہاتھ رکھ کر دروازہ اندر کو دھکیلا تو ماحن نے پلٹ کر اسے دیکھا۔وہ یہاں سے بھی دیکھ سکتا تھا کہ آدم مراد کی آنکھوں میں لالی اتری ہوئی تھی، شاید نیند کا اثر تھا۔

اندر داخل ہوتے ہی اس کی نگاہ ماہ پارہ پر پڑی۔ وکیل کو نظر انداز کر دیا۔

کیا بد تمیزی ہے؟" اسی رفتار سے چلتا وہ ماہ پارہ سے نوے کے زاویے پر"
:رکھی کرسی پر آ بیٹھا

"صبح سویرے کیا تماشا لگا رکھا ہے، ہاں؟"

وہ جھلایا ہوا تھا۔ ماہ پارہ نے اسے نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔

"مسٹر مراد، آپ کی بیوی۔۔۔"

وکیل کچھ کہہ رہا تھا کہ آدم نے دایاں ہاتھ بلند کر دیا۔ نگاہیں ماہ پارہ پر جمی
:تھیں

جب میں ان سے براہِ راست بات کر رہا ہوں تو آپ کو درمیان میں بولنے"
"کی ضرورت نہیں ہے، مسٹر ایڈووکیٹ۔

وکیل کو برا لگا لیکن وہ چپ ہو گیا۔ ماہ پارہ اب سپاٹ نگاہوں سے آدم کو دیکھ
رہی تھی۔

"مجھے طلاق چاہیے۔"

وہ لمحے میں کہہ گئی۔آدم نے سنا۔سن کر چند لمحے خاموش رہا، پھر مسکرایا۔

ماحن چپ چاپ دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

کم آن۔ تمہیں ناں ہاف مون، مجھ سے کچھ بھی چاہیے ہو سکتا ہے پر طلاق"

"نہیں۔کیوں ہے ناں برادر؟

اس نے جس نقطے کی طرف اشارہ کر کے ماحن کو مخاطب کیا، ماحن سمجھ گیا۔شاید وہ کہہ رہا تھا کہ وہ دوسری طلاق کبھی نہیں لے گی۔

: یہ ڈرامہ بند کرو۔"آدم پھنکارا"

"اٹھو۔جیسے یہاں آئی ہو، ویسے ہی واپس گھر جاؤ۔اور مجھے اپنا کام۔۔۔"

: مجھے طلاق چاہیے آدم۔"ماہ پارہ نے بات کاٹ دی"

"مجھے تم سے طلاق چاہیے، ابھی، اسی وقت۔"

: اور اتنا کہہ کر وکیل کو دیکھا۔اس نے کچھ پیپرز آدم کے سامنے دھر دیے

"آپ کو صرف سائن کرنے ہیں مسٹر مراد۔"

آدم کی نگاہوں نے اوپر سے نیچے تک کاغذ پرھا، بار بار پڑھااور پھر کچھ متذبذب نظروں سے ماہ پارہ کو دیکھا۔ماحن اس کے تاثرات پر کھ رہا تھا۔وہ حیران نظر آرہا تھا۔وہ پریشان نظر آرہا تھا۔شاید وہ اب معاملے کی سنجیدگی کو سمجھ رہا تھا۔

وہ اب ماہ پارہ کے تاثرات سمجھ رہا تھا۔

کیا ہے یہ سب ؟"اس نے بال پین کی طرف ہاتھ بھی نہیں بڑھایا۔"

"مجھ طلاق چا۔۔۔"

"میں نے پوچھا کیا ہے یہ سب ؟"

:وہ بھڑکا۔وکیل نے فوراًاعتراض اٹھایا

"Avoid misbehave, Mr. Murad."

"میں یہ پیپرز ابھی پھاڑدوں گا، مون۔"

وہ اب آہستہ آہستہ ہوش میں آرہا تھا۔آواز درشت ہوگئی، آنکھوں میں مخصوص سی دہشت نے جگہ بنالی۔"

وکیل صاحب نے راتوں رات مجھے پیپرز بنوا دیے ہیں۔آپ اسے پھاڑنا چاہتے ہیں، پھاڑ سکتے ہیں آدم۔میں نئے پیپرز تیار کروالوں گی۔ان پر سائن کرواؤں گی۔آپ طلاق نہیں دیں گے تو میں خلع لے لوں گی۔میری عزت، میری وقعت تو معنی نہیں رکھتی، میں اپنے اوپر اچھلتی کیچڑ بھی برداشت کرلوں گی۔پر آپ یہ برداشت نہیں کریں گے آدم۔یہاں وہاں کے چکر، بار بار جج کے سامنے فضول بکواس، آپ اکتا جائیں گے آدم۔اسی لیے کہہ رہی ہوں، مجھے طلاق دے دیں۔اسی پیپر پر سائن کریں اور مجھے آزاد کر دیں۔"

"نہیں کیا تو۔"

اس نے بال پین کو چھوا تک نہیں۔کرسی سے ٹیک لگا لی اور سینے پر بازو باندھ لیے۔

"اور مجھے بتانا پسند کرو گی کی یہ پستول کیوں ساتھ لائی ہو؟"

وہ ماہ پارہ کی اس خود اعتمادی پر حیران تھا۔ ماہ پارہ اسد کا یہ روپ حیران کن تھا۔

:ماہ پارہ چند لمحے اسے دیکھتی رہی، پھر گہرا سانس لے کر وکیل کو دیکھا

"مسٹر جیلانی، آپ ہمیں کچھ وقت اکیلا چھوڑیں گی پلیز۔"

آدم نے یہ سن کر بھی ناک بھویں چڑھائی۔ وکیل البتہ گہرا سانس کر اٹھا سر چیمبر سے نکل گیا۔ ماحن ابھی بھی بلائنڈز کے پاس کھڑا تھا۔ کمرے میں تین نفوس رہ گئے تو ماہ پارہ نے میز پر سے سیاہ کوروالی فائل اٹھائی۔

آدم کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا۔

"پیج 47، فنڈز ریسیپٹ (رسید)۔"

:ماہ پارہ پڑھ رہی تھی

"اکاؤنٹس کے PLS مبلغ چھتیس لاکھ روپے، بیس لاکھ ڈسکاؤنٹ اور دس کروڑ، ان کے علاوہ شمال میں واقعی ولا جس کی فرنشننگ پر کامران انٹرپرائزز کے سربراہ، مسٹر فلک کامران (پڑھتے ہوئے دل کو کچھ ہوا) نے

بیس کروڑ لگائے تھے بمع اضافی پیسے مسٹر آدم مراد علی کے اکاؤنٹ میں

"ٹرانسفر کیے جا۔۔۔

"کیا بکواس ہے۔یہ اصلی نہیں ہے۔"

وہ بڑبڑایا۔پہلی بار صحیح معنوں میں پریشان نظر آیا۔پاکٹ سے فون نکالا اور نمبر ملایا۔چند منٹوں بعد ہی کال اٹھالی گئی۔آواز میڈ کی تھی:

"یس سر۔"

"سارہ کہاں ہو؟"

"سر سونیا جاگ گئی ہے۔اس کے لیے ناشتہ بنا۔۔۔"

میرے روم میں جاؤ،لاکر پاسورڈ سے کھولو۔ایس۔۔۔او۔۔۔این۔۔۔"

"آئی۔۔۔۔اے۔۔۔دیکھو وہاں سیاہ کور والی فائل ہو گی۔بتاؤ مجھے۔

چند منٹوں بعد میڈ نے کچھ ایسا بتایا جسے سن کر آدم کی آنکھوں میں درشتی اترتی چلی گئی۔

"میں نے آپ کا کچھ نہیں چرایا آدم۔"

:ماہ پارہ نے نرمی سے کہا

آپ یہ واپس لے سکتے ہیں۔ابھی لے لیں، لیکن پہلے، پیپر پر سائن کریں۔"

"پہلے مجھے طلاق دیں آدم۔

"ورنہ کیا؟ مجھے بلیک میل کرو گی؟"

:آدم کی مٹھیاں بھینچ گئیں۔ماہ پارہ نے کندھے اچکائے

میں نہیں کروں گی تو کوئی اور ان کے بدلے آپ کو بلیک میل کر سکتا ہے"

"آدم۔

وہ اب آدم کو دیکھ رہی تھی،

مجھے پتا ہے یہ اصلی ڈاکومنٹس ہیں آدم۔آپ کے پاس ان کی کاپی بھی نہیں"

ہے۔ لیکن شاید میرے پاس ہو۔اور آپ مجھے طلاق دینے سے انکار کریں

"گے تو میں اسے پبلک کر دوں۔آپ کے حریفوں کے حوالے کر دوں۔

"آدم مراد اپنے حریفوں سے نہیں ڈرتا۔"

"فلک کامران سے تو ڈرتے ہیں ناں۔"

اس نے یوں عجلت میں کہا کہ آدم مراد ٹھہر گیا۔سب احساسات عنقا ہوئے اور وہ خالی نظروں سے ماہ پارہ کو دیکھتا رہ گیا۔وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔اس کا چہرہ مطمئن تھا، گردن اٹھی تھی لیکن اب۔۔۔

ماہ پارہ کی آنکھوں میں کرچی سی نظر آئی، گردن میں خم آیا، نظریں جھک سی گئیں۔

بے وفائی کا دھوکہ۔۔۔۔۔

باخدا، آدم نے اس قدر زور سے مٹھیاں بھینچیں کہ ہڈیاں کڑکنے کی آواز آئی۔اس نے نظریں اٹھا کر دوبارہ ڈائیورس پیپر پر نظر دوڑائی۔طلاق کے شاہدین میں دو ہی نام تھے۔

ایک نام تھا ماحن اسد۔دوسرا۔۔۔

وہ اب سر [illegible]فلک کامران؟"اس نے زیرِ لب پڑھا اور ماہ پارہ کو دیکھا۔" نہیں اٹھا رہی تھی:

میں۔۔۔سب برداشت کر سکتا ہوں مون۔ لیکن اپنی بیوی کی، کسی"

"دوسرے مرد کے لیے چاہے برداشت نہیں کروں گا۔

"تو پھر مجھے طلاق دے دیں۔"

"سینڈ ہِم آؤٹ۔(اسے باہر بھیجو)۔"

اس کا اشارہ ماحن کی جانب تھا۔بلائنڈز کے ساتھ کھڑا ماحن یکلخت چونکا۔

وہ میرا۔۔۔بھائی ہے۔"ماہ پارہ نے بمشکل کہا۔"

"پیپر پر سائن کروانا چاہتی ہو کہ نہیں۔اگر چاہتی ہو تو سینڈ ہِم آؤٹ۔"

اس کا لہجہ سخت تھا۔ماہ پارہ نے کنکھیوں سے ماحن کو دیکھا۔

"جاؤ باہر۔"

"آپ کو اس وائف کلر کے ساتھ یہاں چھوڑ کر؟ کبھی بھی نہیں۔"

ماحن نے کہا تو آدم کا خون کھول اٹھا تھا۔

"میں نے کہا، باہر جاؤ ماحن۔"

ماحن کے ماتھے پر تفکر کی لکیر ابھری۔ تن فن کرتا وہ چیمبر سے نکلا تو شیشے کا دروازہ بہت دیر تک گھومتا رہا۔ ماہ پارہ کی نگاہیں اب جھک گئی تھیں۔ آدم بنا پلک جھپکے اسے دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ اٹھا، قدم قدم چلتا اس کے قریب آیا۔ اس کے سامنے میز پر بیٹھ گیا۔ برابر میں سیاہ پستول رکھی تھی۔ آدم کا ہاتھ پستول سے جا ٹکرایا۔

"تمہاری آنکھوں میں سب نظر آتا تھا لیکن فریب نہیں۔"

اس نے پستول اٹھائی اور اس کی نال ماہ پارہ کی گردن پر رکھی، ماہ پارہ کا سر خود بخود اٹھ گیا:

"آج پتا چلا، تمہاری آنکھوں میں سب نظر آتا ہے لیکن میں نہیں۔"

پستول کی نال گردن سے اترتی ہوئی ماہ پارہ کے دل سے جا لگی۔ دل دھڑک رہا تھا، دھک دھک، دھک۔۔۔

"کیا کہتی ہو، یہ دل چیر دوں؟"

ماہ پارہ کی نظریں اس سے ملیں۔

"چوائس آپ کی ہے آدم۔"

وہ سہمی نظر نہیں آئی۔ آدم نے پستول والے ہاتھ کو جنبش دی۔ ماہ پارہ کو کچھ گردن پر رینگتا محسوس ہوا۔ پستول کی نال اس کے رخسار سے رگڑ کھانے لگی، ماہ پارہ کی آنکھوں میں کرچیاں بھرنے لگیں۔

"اس نے تم سے کیا وعدہ کیا؟"

"وہ وعدے نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ انہیں پورا نہیں کر سکتا۔"

پھر بھی اس کے پاس جا رہی ہو؟" وہ ان کہی بات سمجھ گیا۔ ماہ پارہ کی"

آنکھوں میں کرچیوں کے سوا کچھ نہیں تھا۔

اس سے پیار کرتی ہوں۔" وہ اعتراف کر گئی۔"

:اور مجھ سے؟؟؟" وہ نیچے کو جھکا"

"تمہاری زندگی میں آدم مراد کیا کردار ہے؟"

میں دوراہے پر کھڑی تھی آدم۔ شمع ہاتھ میں نہیں تھی تو جان نہیں سکی کہ "
کس موڑ مڑنا ہے۔اب آگے آکر دیکھا تو صحیح راستہ تو پیچھے چھوڑ آئی۔ میں پلٹتا
"چاہتی ہوں آدم۔پلٹ گئی ہوں، بس مجھے پار لگنے میں آپ کی مدد چاہیے۔
مجھے خسارے میں مبتلا کر کے جا رہی ہو اور مدد بھی مجھ سے ہی مانگ رہی "
"ہو۔

وہ ہنسا۔ماہ پارہ اس کے اتار چڑھاؤ سمجھ نہیں سکی۔آدم نے بال پین اٹھائی،
:اسے عجیب سی نظروں سے دیکھا

"My choices are rational."

(میرا انتخاب عقل مندانہ ہے)

:اس نے کہا

تم میری زندگی میں آئیں، میرے ساتھ ٹھہریں، اور اب واپس جانا چاہتی "
"ہو تو اٹس اوکے۔مجھے کوئی مسئلہ نہیں لیکن میں انتظار کروں گا مون۔۔۔

وہ چبا چبا کر کہہ رہا تھا،

تمہیں بتائے کہ وہ تم سے محبت کرنا تو کجا تمہیں lovebird کہ کب وہ"
نفرت کے قابل بھی نہیں سمجھتا، تمہیں خود سے دور کر دے اور اکیلا چھوڑ
دے۔ میں انتظار کروں گا مون، کہ کب تم سب کھو دو گی اور پھر تب۔۔۔"

پستول والا ہاتھ ایک بار پھر لہرایا:

"میں یہ بُلٹ تمہارے دل میں اتار دوں گا۔"

اور اتنا کہہ کر وہ میز سے اٹھ گیا۔ بال پین اور کاغذات ہاتھ میں تھے۔ چیمبر
کے دروازے پر دستک ہوئی۔ وکیل سوالیہ نگاہیں لیا کھڑا تھا۔

"تم پیپرز پر سائن کرو گے تو میں اپنی فائل واپس لے سکتے ہو۔"

وکیل نے بتانا ضروری سمجھا۔ آدم نے پلٹ کر دونوں کو دیکھا۔ پھر ماہ پارہ
کے سامنے آیا، ہاتھ بڑھایا۔

میری فائل۔"مم"

ماہ پارہ نے فائل اسے تھما دی۔ آدم نے فائل تھام کر بغل میں دبائی اور
ڈائیورس پیپر۔۔۔

اسے دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ پھر پھاڑا اور پھاڑتا چلا گیا۔

"آدم۔۔۔"

:ماہ پارہ دھک سے رہ گئی، آدم کی آنکھوں میں کوئی تاثر نہیں تھا

"میں تمہیں طلاق دیتا ہوں ماہ پارہ۔ طلاق دیتا ہوں۔ طلاق دیتا ہوں۔"

عرش کانپ اٹھتا ہے، زمین دہل جاتی ہے جب مرد عورت کو طلاق دیتا ہے۔ لیکن اس کمرے کے در و دیوار لیکن سلامت رہے۔ ماہ پارہ سن بیٹھی رہ گئی۔ وہ یہی طلاق چاہتی تھی۔ لیکن جانے انجانے میں، وار اس کی روح پر ہوا تھا۔ تو فاحشہ بے غیرت عورت، تجھے طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں، طلاق"

"دیتا ہوں۔

اور یہاں سے سیدھا یہ واپس میرے گھر جائے گی۔ اور اگلے تمام"

"دن۔۔۔

:آدم نے وکیل کی طرف دیکھا

ماہ پارہ اسد میرے گھر سے باہر قدم نہیں رکھے گی۔یہی قاعدہ ہے ناں؟"

"مطلقہ اپنے شوہر کے گھر میں ہی عدت گزارتی ہے ناں؟

وکیل ہچکچا سا گیا۔اسے آدم سے اس مانگ کی امید نہیں تھی۔

"ہاں، قائدہ تو یہی۔۔۔"

"گڈ۔"

اور اتنا کہہ کر وہ چیمبر سے نکل گیا۔ماحن نے اسے جاتے دیکھا۔وہ جس جھلاہٹ اور اکڑ کے ساتھ آیا تھا اس کے ساتھ واپس نہیں گیا۔

:اور اگر اس دوران۔۔۔"ماحن نے اعتراض اٹھایا"

"اس نے میری بہن کو نقصان پہنچانا چاہا تو؟"

"اگر نقصان پہنچائے گا تو پھر منہ کی کھائے گا۔"

وکیل نے سب سمجھا دیا۔ماہ پارہ خاموش بیٹھی تھی۔آنکھوں میں اس قدر کرچیاں جمع ہو چکی تھیں کہ اب چبھن ہو رہی تھی۔

بلائنڈز کے اس پار دیکھو تو ایڈم لابی سے ہو کر پارکنگ میں آیا۔ڈرائیور LRI ۔وہ ڈرائیور سیٹ پر بیٹھا اور فائل دوسری سیٹ پر دے ساتھ نہیں تھا ماری۔کار کے ذریعے وہ آفس میں آیا۔

باخدا وہ پھر کئے دن گھر نہیں گیا۔

پھر ایک دن تھا جب میڈ کی کال آئی۔

سر۔۔۔"اس کا لہجہ خبر یہ تھا":

"She is gone, Sir."

(وہ جا چکی ہے)

"She should have."

(اسے چلے جانا چاہیے ہی تھا)

اتنا کہہ کر آدم نے فون آف کیا۔ایک لمحے میں آفس روم میں سکون تھا۔اور پھر سیکرٹری نے بلائنڈز میں سے دیکھا کہ کمرے کی ہر چیز ٹوٹ پھوٹ کا

شکار تھی، شیشے کا ڈیکوریشن پیس آدم کے ہاتھ میں تھا اور وہ اسے دیوار پر دے مارنے والا تھا۔

"It takes a love vibe to change from ra-tional to emotional"

سیکرٹری دم بخود تھی۔

آدم گھٹنوں کے بل فرش پر بیٹھا پوری قوت سے چیخا تھا۔

' میری عمر بھر کی محبتیں '

LRI مریم نے کار کے شیشے سے جھانک کر دیکھا ریستوران میں اس سنہرے بالوں والی عورت کے ساتھ بیٹھا فلک مسکرا رہا تھا۔ مریم نے گہرا سانس لیا اور پھر گھڑی کی طرف دیکھا۔ گیارہ بجنے والے تھے۔

مریم نے پھر کھڑکی سے جھانکا اور جو دیکھا، اسے دیکھ کر تکلیف کی ایک لہر اس کے چہرے پر پھیل گئی۔ وہ اس سمت ہی گھورتی رہی، یہاں تک کہ فلک اس کے برابر ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا۔

میں نے زیادہ انتظار تو نہیں کروایا۔" وہ مسکرایا۔ مریم اس کے چہرے کو" تکنے لگی۔

کیا بات ہوئی؟" اس نے پوچھا۔"

:جواباً فلک نے کندھے اچکائے

یقین تو نہیں ہے لیکن امید ضرور ہے کہ یہ وہ ڈاکومنٹس لے آئی گی۔ کہتی" ہے کہ آدم سے پک چکی ہے۔"

"اور اگر وہ ڈاکومنٹس لے آئی تو آپ کیا کریں گے؟"

"کیا مطلب کیا کروں گا۔ اسے کہوں گا کہ گڈ جاب، فریحہ ایکان۔"

:وہ اب مسکراتے ہوئے ڈرائیو کر رہا تھا۔ مریم کچھ سوچ کر بولی

"وہ تو آپ سے پیار کرتی ہے فلک۔"

"اٹس ناٹ مائی فالٹ۔یہ میرا دردِ سر نہیں ہے۔"

:کار میں خاموشی چھائی رہی۔پھر مریم کی آواز گونجی

فالٹ تو ہے۔وہ سمجھتی ہے کہ آپ بھی اس سے پیار کرتے ہیں حالانکہ "

آپ صرف اس سے اپنا کام نکلوا رہے تھے۔اس کے ہاتھ چومیں گے تو وہ یہی

"سمجھے گی ناں۔

کار یک دم رکی۔مریم کو دھکا سا لگا۔اس نے چہرہ گھما کر دیکھا تو فلک حیرت آمیز نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔"مجھے کیوں لگ رہا ہے کہ آپ رقابت "کے احساس میں جل رہی ہیں، مسز فلک کامران؟

نہیں، مجھے پتا ہے آپ صرف میرے ہیں فلک۔"اس نے بہت مان سے "کہا۔فلک مسکرایا۔اس کے چہرے پر بکھرے بالوں کو ہٹا کر اس نے آہستگی سے اس کے نرم ہونٹوں کو انگلیوں کے پوروں سے چھوا۔

"اب تمہیں کیسے سمجھاؤں کہ تم سے پیار کرتا ہوں۔"

مجھے سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے۔میں عقل مند ہوں۔"اس نے"

: فلک کو پیچھے ہٹایا

"اور مجھ سے دور ہی رہیں۔ابھی ہمارا ابراھیم سال بھر کا بھی نہیں ہے۔"

فلک ہنس کر دوبارہ کار سٹارٹ کرنے لگا۔مریم کے چہرے پر آسودگی پھیل گئی۔وہ اب چپ چاپ کچھ سوچتے ہوئے کار ڈرائیو کر رہا تھا اور مریم بنا پلک جھپکے اسے دیکھ رہی تھی۔

کیا وہ کبھی اپنے احساسات کو الفاظ کا روپ دے کر خوبصورت پیرائے میں بیان کر سکے گی تاکہ وہ جان سکے کہ وہ اس کے لیے کتنا اہم ہے۔کیا وہ اسے بتا سکے گی کہ اس کا یہ اٹھا ہوا سر، تنی ہوئی گردن اور ہلکی ہلکی شیو کتنی اچھی لگتی ہے۔کہ اس کے یہ ہمیشہ سلیقے سے جمے ہوئے بال اس کی وجاہت میں کتنا اضافہ کرتے ہیں، کہ اس کی یہ نامحسوس سی مسکراہٹ چہرے پر کتنی سجتی ہے۔

وہ اسے نہیں بتائے گی اور یہ طے ہے کہ وہ اس سے یونہی محبت کرے گی۔

وہ اسے تحفے میں ملا ہے۔اماں فوت ہوئیں تو وہ تنہا تھی لیکن اسے تب یہ تحفہ ملا تو زندگی بدل گئی۔اس نے ہمیشہ اسے چاہا تھا،اور پھر من چاہے تحفے کی کون قدر نہیں کرتا۔مریم رضا نے تو ہمیشہ کی تھی۔

آج۔۔۔۔

وہ فلک کے انتظار میں اب تھک گئی، سو سونے کے لیے لیٹ گئی۔ تبھی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔مریم نے دیکھے بغیر کان سے لگایا:

"کون؟"

ابھی بھی راتوں کو جاگتی ہو، گلابی لڑکی۔" مریم بے اختیار ہنسی۔بے اختیار" سر دائیں سے بائیں، بائیں سے دائیں ہلایا۔

"تم رات کو فون کرو گے تو رات کو ہی اٹھانا پڑے گا ناں۔"

سوری۔دراصل مجھے واقعی اندازہ نہیں تھا کہ اس وقت تم جاگ رہی ہو" گی۔میں صبح کال کرتا لیکن صبح میرا انٹرویو ہے۔تو اس کے لیے بیسٹ وِشز "ابھی چاہیئں۔

:تم واپس آگئے ہو؟"مریم چونک گئی"

"تم واپس کب آئے؟"

تمہیں میرے بارے میں کہاں علم ہوتا ہے، مریم رضا۔"ٹھنڈی سانس" بھر کر کہا گیا تو مریم کا منہ بن گیا۔

میں کسی کی بیوی ہوں سمجھے۔یہ فضول چٹکلے چھوڑنے سے پہلے اب سوچا" "کرو، مسٹر سنان۔

:سنان یقیناً دوسری جانب یہ سن کر دکھی ہوا تھا۔لیکن بولا تو آواز جاندار تھی

"کیسے ہیں تمہارے 'دا گریٹ فلک کامران صاحب'؟"

ہمیشہ خوش ہی تو رہتے ہیں۔"اسے فلک سے بے حساب پیار تھا۔"

"وہ خوش رہتا ہے کیونکہ تم سے ہمیشہ خوش رکھتی ہو مریم۔"

لگتا تو ہمیشہ ایسا تھا کہ اسے بھی مریم سے بے حساب پیار تھا۔

"سنو، اس پر نظر رکھا کرو مریم۔ ایویں وہ کسی دن بہک کر تم سے دور۔۔۔"

"کیا بکواس کیے جا رہے ہو۔"

: مریم کو واقعی برا لگا۔ دوسری طرف سنان کا قہقہہ گونجا

مذاق کر رہا ہوں۔ مذاق کر رہا ہوں۔ اچھا، صبح سب ڈائیریکٹریٹ کے لیے"

"انٹریو ہیں۔ کہاں ہیں میرے لیے نیک تمنائیں؟

"نہیں ملیں گی۔ اب تو بالکل بھی نہیں۔"

اس نے منہ بنا لیا۔

"اچھا سوری، دیکھو میں مذاق ہی تو کرتا۔۔۔"

۔LRI باہر کار کے ہارن کی آواز سنائی۔ مریم جھٹ سے بیڈ سے اتری

فلک آگ ئے۔ لائن پر رہنا سنان، میں آج تمہاری شکایت انہیں لگا کر"

"رہوں گی۔

خوشی سے چہکتی وہ کمرے سے نکلی، سیڑھیاں اترتی چلی گئی، لابی میں قدموں کی آوازیں ابھریں۔ مریم کے کانوں میں سنان کی آواز گونج رہی تھی۔ بیک وقت نگاہ لابی سے لاؤنج میں داخل ہوتے نفوس پر پڑی۔ مریم ایک لمحے کے لیے متذبذب سی رہ گئی [LRI] ۔ سوالیہ نگاہوں سے فلک کو دیکھا۔ فلک نے مریم کو دیکھا، اور سر جھک گیا۔

"سنان فون پر سوال کر رہا تھا۔ "کہاں ہیں آپ کے مسٹر فلک کامران؟

مریم کچھ کہہ نہیں سکی۔ اس کی نظریں تو فلک کے برابر کھڑی اس عورت پر جمی تھیں جس کی آنکھوں میں اسے دیکھ کر شدید صدمہ تھا:

"تم نے۔۔۔ کہا تھا تم اسے طلاق دے چکے ہو فلک۔ "ماہ پارہ اپنے پیروں تلے زمین نکلتی محسوس ہوئی تھی۔ کچھ ایسا حال ہی مریم کا ہوا۔

کچھ گھنٹے پہلے۔۔۔۔

بیوٹیشن ماہ پارہ کی آنکھوں کو کاجل سے خوبصورت بنا رہی تھی۔ماحن ڈریسنگ سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔اس کا سر جھکا اور انگلیاں آپس میں پیوست تھیں۔بیوٹیشن اپنا کام کر کے پلٹی اور کمرے سے نکلی تو ماحن نے سر اٹھایا۔

:ماہ پارہ اسے ہی دیکھ رہی تھی

"مجھ پر غصہ ہو؟"

اس نے سپاٹ سے لہجے میں پوچھا۔وہ اب سپاٹ ہی رہنے لگی تھی۔

"نہیں، غصہ تو بالکل بھی نہیں۔"

:ماحن نے سر اٹھالیا

میں نے وعدہ کیا تھا کہ میں آپ کے ہر فیصلے میں آپ کے ساتھ ہوں۔" آپ طلاق لینا چاہتی تھیں، آپ کی مرضی تھی، میں نے آپ کا ساتھ دیا۔ "آپ یہ نکاح کرنا چاہتی ہیں، آپ کی مرضی، میں آپ کے ساتھ ہوں۔

"تم خوش ہو؟"

:سپاٹ لہجہ، سپاٹ آنکھیں۔ماحن نے سر ہلایا اور اس کا ہاتھ تھام لیا

آپ خوش ہیں تو میں بہت خوش ہوں، ماہ باجی۔ آپ کی خوشی سے زیادہ" مجھے کچھ عزیز نہیں ہے۔" وہ اس کا ہاتھ تھامے لاؤنج میں لایا۔

تائی ماں، برہان، سب جانتے تھے کہ ماہ پارہ نے کیا کیا۔ وہ اس پر غصہ تھے، اس سے ناراض تھے، اسے اپنا خاندان ماننے سے انکاری تھے۔ ماحن کے علاوہ لاؤنج میں اور کوئی اپنا نہیں تھا۔ آگے آئی تو دیکھا، فلک بھی تھا۔

کیا وہ اپنا تھا؟ سیاہ سفید ڈنر سوٹ میں ملبوس وہ ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھا تھا۔ ماہ پارہ کو دیکھ کر مسکرایا، دو انگلیاں ماتھے تک لے جا کر سلوٹ کا اشارہ کیا۔

ماحن نے چھبتی نظروں سے یہ منظر دیکھا ضرور اور دیکھ کر سر جھکا لیا۔

کیا آپ کو، فلک محمد کامران مرزا سے بمہر پچاس لاکھ روپے نکاح قبول" ہے؟" مولوی صاحب نے اس سے پوچھا۔ ماہ پارہ کی نگاہیں فلک کے چہرے پر جمی تھیں۔

تم مریم کو چھوڑ چکے ہو ناں؟" اس نے پوچھا۔ فلک یکلخت چونکا۔ گلے میں" گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی۔

"ہاں، مطلب، ہاں۔ ظاہر ہے۔"

وہ جھٹ سے بولا۔ بولتے ہوئے نگاہیں بھٹکیں۔ لمحہ بھر کے لیے ماحن کو دیکھا اور سر جھکا لیا۔ ماہ پارہ مطمئن ہو گئی۔ فلک کامران سب ہو سکتا تھا لیکن جھوٹا نہیں LRI۔

"قبول ہے۔"

:تم نے کہا تھا۔۔۔ "لاؤنج میں کھڑی ماہ پارہ چیخ رہی تھی"

"تم نے کہا تھا تم اسے چھوڑ چکے ہو فلک۔"

فلک چپ تھا۔ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ ہونٹ کاٹ رہا تھا، شاید کچھ سوچ رہا تھا۔

"فلک؟"

مریم کی آواز نہیں نکلی، فون سے نکلتی آواز خود بخود بند ہو گئی، شاید کنکشن منقطع ہو گیا تھا۔

"فلک، کچھ پوچھ رہی ہوں میں؟"

ماہ پارہ لال تھی۔ فلک نے جواب نہیں دیا تو ماہ پارہ نے اس کا بازو کھینچ کر اسے اپنی طرف موڑا۔ بیک وقت فلک نے رد عمل دیا۔ اسے اسی بازو سے پکڑ کر وہ ایک کمرے کی طرف ہو لیا۔ اندر لا کر اسے صوفے پر بٹھایا۔

"مجھے کچھ منٹ دو۔ اور باہر آنے کی جرآت بھی مت کرنا۔"

خبر یہ انداز میں کہہ کر وہ پلٹ گیا۔ ماہ پارہ ششدر نگاہوں سے اسے دیکھتی رہی،

: جرأت مت کرنا؟؟؟؟؟"اس نے الفاظ دہرائے"

فلک، یہ سب کیا ہو رہا ہے؟" وہ دھاڑی، زندگی میں پہلی بار دھاڑی۔۔۔"

لیکن فلک کمرے کا دروازہ لگا کر باہر نکل گیا تھا۔ ماہ پارہ نے طیش سے مٹھیاں بھینچ لیں۔ وہ اداس سی ماہ پارہ جو کچھ عرصے سے سپاٹ ہو چلی تھی اب غصہ نظر آ رہی تھی۔ اس کا دل چاہا کسی کو فون کرے، ماحن، ہاں ماحن کو بتائے،

وکیل کو بتائے کہ فلک کامران نے بے ایمانی کی لیکن اگلے ہی لمحے دماغ ماؤف ہو گیا۔

یہ آپ کا اپنا فیصلہ ہے ماحن باجی۔ میں اس فیصلے میں آپ کے ساتھ ہوں۔"

"لیکن یاد رکھیے گا، ایسے فیصلے بار بار نہیں ہوتے۔

وہ چپکی رہ گئی، غصے سے مٹھیاں بھنچے کچھ سوچتی رہ گئی۔ زندگی کا یہ وہ پہلا مرحلہ تھا جب ماہ پارہ اسد کو بجائے غصے کے رونا آرہا تھا۔

مریم کے جسم میں جنبش تک نہیں ہوئی۔ اس کا بدن بے جان مجسمے کی مانند سیڑھیوں پر ایستادہ تھا۔ فلک کو کمرے کے باہر دیکھ کر بھی اس کی نگاہوں کا رخ نہیں بدلا۔ وہ بس بے یقین نظروں سے بند دروازے کو گھور رہی تھی۔

فلک ہولے ہولے سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

"مریم۔"

فلک نے اس کے بازو تھام لیے، وہ ہنوز دروازے کو تکتی رہی۔

مریم، آئی لو یو۔" مریم کی نگاہیں دروازے پر ہی جمی تھیں۔"

"میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔ کبھی نہیں چھوڑوں گا۔"

:اس کی آنکھیں سپاٹ تھیں۔ فلک نے نرمی سی اس کا چہرہ اٹھایا

"مریم۔۔۔"

"کون ہے وہ؟"

مریم نے نظر بھر کر بھی اسے نہیں دیکھا۔ نگاہوں کا مرکز بند دروازہ تھا۔

کوئی نہیں ہے۔ وہ تمہارے جگہ نہیں لے سکتی۔ وہ تمہاری نظروں میں"

"کوئی حیثیت نہیں رکھنی چاہیے۔ وہ۔۔۔

"بیوی ہے آپکی؟"

نرم سے لہجے میں پوچھا اور اب کی بار سر اٹھا کر فلک کو بھی دیکھا۔ آنکھیں

اس کی آنکھوں میں گاڑ دیں۔

"مریم، آئی ایم سو۔۔۔"

"وہ بیوی ہے آپ کی؟"

اس کی آواز نہیں لرزی۔ فلک نے ہونٹ کاٹے۔

"ہاں۔"

"پھر اس کے پاس چلے جائیں۔"

سپاٹ لہجے میں کہا۔ فلک نے گہرا سانس لیا۔ پشت پر ہاتھ باندھ لیے۔ وہ نچلی سیڑھی پر تھا۔ مریم بالائی زینے پر کھڑی تھی۔

"مریم، میں تمہیں ہرٹ نہیں کرنا۔۔۔"

میں نے کہا اپنی بیوی کے پاس چلے جائیں فلک۔ ابھی۔۔۔" وہ انتہائی مدھم" اور مطمئن لہجے میں بولی۔ فلک بے تاثر نظروں سے اسے دیکھے گیا۔ پھر سیڑھیاں اتر گیا۔ پلٹ کر ایک بار زینے پہ ایستادہ مریم کو دیکھا اور پھر لاؤنج سے نکلتا چلا گیا۔

مریم ساکت کھڑی رہی۔ کئی گھنٹے یونہی گزر گئے۔ پھر دو آنسو اس کی آنکھوں سے لڑھک کر چہرہ گیلا کر گئے۔ اس نے بند دروازے کی جانب دیکھا۔

زندگی میں پہلی بار اس نے فلک کامران سے کہا کہ وہ چلا جائے، اور وہ چلا بھی گیا؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟

!یہ کیا ہوا

اس کا سر جھکا تھا۔ فلک نے بند مٹھیوں سے اس کے غصے کا اندازہ لگایا۔

چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا وہ بیڈ تک آیا اور اس کے قدموں میں آ بیٹھا۔ ماہ پارہ فلک غصہ نہیں تھی۔

وہ رو رہی تھی۔

مجھے معاف کر دو۔" فلک نے اس کے ہاتھ تھام لیے۔"

تم نے مجھے معاف کیوں نہیں کیا، فلک؟" بادامی آنکھوں میں موتی ہی"

:موتی تھے

کیوں مجھ سے جھوٹ بولا؟ مجھے اپنی ملکیت میں لیتے ہوئے ہی جھوٹ بولا۔"

کیا سمجھتے ہو تم؟ تم نے محبت میں نکاح کیا؟ نہیں، تم نے جھوٹ کے ذریعے نکاح کیا۔"

مریم تمہیں نقصان نہیں پہنچائے گی، ماہا۔ وہ میرے دو بچوں کی ماں ہے،"

"میں اسے نہیں چھوڑ سکتا۔

اور وہ تمہیں نہیں چھوڑ سکتی۔ مجھے صرف تمہاری ضرورت ہے فلک۔ مجھے" ایک کے ساتھ دو فری نہیں چاہیے۔ مجھے وہ عورت نہیں چاہیے۔

"مجھے۔۔۔

"مریم۔۔۔ تمہارا۔۔۔ حق نہیں چھینے گی ماہا۔"

وہ نرم لہجے میں کہہ رہا تھا۔

تم یہ حق پہلے ہی چھین چکے ہو۔ تم نے ابھی کہا تھا کہ تم میرے ہو۔ تو پھر" "اب مجھے بتاؤ، تم صرف میرے کیوں نہیں ہو؟

"اچھا تم رونا تو بند کرو۔"

بات کہیں اور گھمانا چاہی۔ماہ پارہ گلابی پڑتی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

وہ کیوں نہیں سمجھ رہا تھا کہ وہ اسے کتنا چاہتی ہے، کہ وہ صرف اسے چاہتی ہے اور وہ، صرف وہ اسے چاہتی ہے۔

وہ تمہارے سامنے کچھ نہیں ہے۔میں LRI اسے نظر انداز کرو ناں ماہا۔"

"صرف تم سے پیار کرتا ہوں۔صرف تم سے۔۔۔

وہ مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھ چوم گیا۔ماہ پارہ کی گلابی آنکھوں میں کوئی تاثر نہ ابھرا۔وہ ابھی صدمے میں تھی۔

ماہ پارہ میز کھرچ رہی تھی۔احد مرزا آہستہ آہستہ کافی کے گھونٹ بھر رہا ۔انچارج نے اسے بتایا تھا کہ اس کی مریضہ کل سے بیمار تھی۔اس کا LRI تھا ثبوت سامنے تھا۔

وہ تھکی ہوئی نظر آرہی تھی، آنکھیں بجھی سوجی ہوئی تھیں، بال الجھے تھے، چہرہ گلابی تھا۔ماہ پارہ چپ تھی۔احد مرزا بلاوجہ ہی اس کا چہرہ تکتا رہا۔ماہ پارہ کے تاثرات مصنوعی نہیں تھے۔

وہ حقیقتاً گھوئی ہوئی تھی۔اس بات سے بے خبر تھی کہ احد مرزا چشمے کے پیچھے سے اسے ہی پرکھ رہا تھا۔

: کبھی سوچا ہے ماہ پارہ۔۔۔"اس نے کافی کا خالی مگ میز پر دھرا"

تیمور اپنی انا کے غصے میں، آدم نے آپ کو سبق سکھانے کے لیے، فلک نے " اس کا سینہ چیرنے کے غصے میں، آپ کو یہیں پاگل خانے میں مروادیا۔زہر "دلوادیا۔پھر کیا ہوگا ماہ پارہ؟

ماہ پارہ کے ہونٹ ٹھنڈک سے کانپ رہے تھے۔ تنفس تیز تھا۔لیکن اس حالت میں بھی وہ مسکرائی، آنکھیں مزید چھوٹی ہوگئیں :

مجھے اب ان مردوں کے دھوکے سے ڈر نہیں لگتا ڈاکٹر۔مجھے اب موت " سے بھی ڈر نہیں لگتا۔

پھر کس سے ڈر لگتا ہے؟"احد مرزا نے اسے بغور دیکھا۔"

:بدلے سے۔"وہ سہمی نظر آئی"

"ایک عورت کے بدلے سے! وہ عورت جسے میں نے انتہائی تکلیف دی۔"

"کون؟"

"مریم رضا۔"

فلک کامران اس کے ساتھ تھا، لیکن وہ صبح جاگی تو فلک بستر پر نہیں تھا۔ کمرہ گراؤنڈ فلور پر تھا، اس لیے آوازیں آ رہی تھیں۔ فلک اپنے بڑے بیٹے کو گود میں بٹھائے خوش گپیوں میں مشغول تھا۔ اس گھر میں وہ واحد فرد تھا جو آج بھی اپنے معمول کے مطابق، مزاج کے مطابق تھا۔

ماہ پارہ کمرے سے باہر ضرور آئی لیکن لاؤنج پار نہیں کیا۔ فلک کی مسکراتی نگاہ اس پر پڑی۔

"ہے ماہا۔ آؤ، ناشتہ کرو گی؟"

وہ یقیناً آفس جانے کے لیے تیار تھا۔ماہ پارہ نے دیکھا کہ فلک کا بیٹا اسے دیکھ کر کھلکھلایا۔ماہ پارہ سپاٹ کھڑی رہی۔یہ حالت اسی کی نہیں تھی۔کچن میں ابراھیم کے لیے انڈہ فرائی کرتی مریم کا ہاتھ رک گیا۔انڈہ پین سے چپک گیا لیکن وہ ساکت تھی۔

"آؤناں ماہا۔"

فلک نے اپنے برابر والی کرسی گھسیٹی۔ماہ پارہ دو قدم آگے بڑھی، پھر یکلخت رکی۔مریم کی جھلک دکھائی دی۔وہ سر جھکائے اب پین سنک میں پھینک کر نیا پین چولہے پر رکھ رہی تھی۔

پہلے اپنی بیوی سے پوچھ لو فلک۔ابھی تو اس نے کھانا ہی جلایا ہے۔مجھے "

"سامنے دیکھ کر کچھ اس جلادیا تو۔۔۔

یہ الفاظ وہ جانے کیسے اگل گئی۔ماہ پارہ خود حیران تھی۔مریم کی آنکھیں پین فلک بہت ضبط سے مسکرایا۔ LRI پر جمی رہیں۔

"کم آن، مریم ایسی نہیں ہے۔بلکہ، مریم سے اچھا کوئی نہیں ہے۔"

ماہ پارہ کا دل چھلنی ہوا۔ نخرے سے ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر وہ کرسی پر بیٹھی۔

ہلکا پھلکا ناشتہ کرو۔ پھر دوپہر میں ڈرائیور پک کر لے گا، کہیں لنچ کریں گے "

"اوکے۔

کہہ کر وہ اٹھ گیا۔ ماہ پارہ چبھتی نگاہوں سے کچھ کہے بغیر اسے دیکھتی رہی۔

فلک کا رخ کچن کی جانب تھا۔ مریم نے اپنی پیشانی پر اس کا لمس محسوس کیا۔

"پکا صرف انڈہ ہی جلا ہے ناں؟"

۔LRI نرمی سے پوچھا۔ مریم کچھ نہیں بولی

میرے ساتھ ناشتہ کیوں نہیں کیا آج؟" فلک پوچھ رہا تھا۔"

"اپنا ناشتہ جو جلا لیا۔"

وہ آہستگی سے بولی۔ پین سے انڈہ پلیٹ میں اتارا اور کپ میں جوس نکالا۔

سب ٹرے میں رکھ کر وہ باہر آئی، سر اٹھائے بغیر نگاہیں نیچی رکھتے ہوئے انس

:کو آواز دی

"آؤ، ناشتہ کریں۔"

بچہ اٹھااور مریم کے پیچھے بھاگا۔وہ اسے لے کر سیڑھیاں چڑھ رہی تھی۔ماہ پارہ نے منہ موڑ لیا۔

"تم اسے یہاں لاؤنج میں بھی ناشتہ کروا سکتی ہو، مریم۔"

مریم نے سنی ان سنی کر دی اور اوپر چلتی چلی گئی۔فلک کے کندھے ڈھلک گئے۔ماہ پارہ آنکھوں میں آنسو لائی اور روہانسا چہرہ بنا لیا۔

"Did I hurt her?."

" (کیا میں نے اسے کچھ کہا)

فلک چپ چاپ باہر نکل گیا۔مریم اوپر تھی۔ماہ پارہ نے میز پر بازو پھیلا لیے۔چہرہ پھر سپاٹ ہو گیا۔وہ جان گئی تھی فلک کامران اپنی پہلی بیوی کو کبھی طلاق نہیں دے گا۔اسے مریم رضا سے کیسے چھٹکارا پانا ہے، وہ جان گئی تھی۔

ایک ہی رات میں وہ بل گئی تھی۔وہ تیمور کی ماہ پارہ یا ماحن کی بہن نہیں رہی۔ وہ اب صرف ماہ پارہ تھی۔

:مجھے اس عورت سے نفرت تھی۔"ماہ پارہ کہہ رہی تھی"

میں نے فلک کی غیر موجودگی میں بارہا اپنی اس نفرت کا اظہار کیا۔اسے"
تنگ کیا، جلی کٹی سنائیں، طنز کیے، فلک کی محبت کے قصے اسے کھول کھول کے
سنائے، اسے مخاطب کبھی نہیں کیا لیکن پھر بھی اسے ہی مخاطب مانا لیکن ان
:گیارہ مہینوں میں۔۔۔"وہ ٹھہر گئی

اس عورت نے مجھے ایک بار بھی خود سے مخاطب نہیں کیا۔اس نے مجھ"
"سے کبھی نفرت کا اظہار نہیں کیا۔ کبھی مجھے تکلیف نہیں پہنچائی۔

"جانتی ہیں اس نے ایسا کیوں نہیں کیا؟"

:احد مرزا فوراً آگے کو جھکا

کیونکہ وہ فلک کامران سے واقعی محبت کرتی تھی۔پھر جس شے سے فلک"
"کامران محبت کرتا تھا، وہ اس سے نفرت کیسے کر سکتی تھی۔

"اور میں؟ کیا میں نے فلک سے سچی محبت نہی کی؟"

نہیں، آپ نے صرف اس سے پیار کیا۔ایسا پیار جس نے آپ کو درویش" نہیں بنایا، محبت میں ادب کرنا نہیں سکھایا بلکہ آپ کو خود غرض بنا دیا۔ آپ "کو۔۔۔گناہ گار بنا دیا ماہ پارہ۔

ماہ پارہ سن ہو گئی۔

یہ نکاح کے بعد پہلا مہینہ تھا۔اس نے ریشمی فراک پہن رکھی تھی، کانوں میں جھمکے، انگلیوں میں ہیرے۔لبوں کو لالی سے سجا رکھا تھا۔آنکھوں میں کاجل تھا۔وہ خوبصورتی کی آخری حد کو چھو رہی تھی۔

ہر تعریف، محبت اور پذیرائی کے لیے تیار تھی۔

فلک اسے دیکھ کر مبہوت تھا۔کچھ محبت بھرا اس کو سرگوشی میں کہہ کر اس نے اظہارِ محبت کیا۔جیسا اس نے وعدہ کیا تھا، ویسا ہی ڈنر ہوا۔

فلک اس کی باتیں سنتا رہا، اس کے ساتھ ہنستا رہا۔ان کی محبت کے درمیان کوئی آڑ نہیں تھی، کوئی تیسرا نہیں تھا۔ساڑھے بارہ کے قریب وہ گھر آئے۔

فلک اس کے کندھے پر جھکتا جا رہا تھا جب چونکا۔

کچن کی لائٹ آن تھی۔ماہ پارہ کا رخ کمرے کی جانب تھا۔اس نے پلٹ کر استفامیہ نگاہوں سے فلک کو دیکھا۔فلک اس کے عقب میں نہیں تھا۔وہ تو لمبے لمبے ڈگ بھرتا کچن میں پہنچا تھا۔

ماہ پارہ نے جالی دیکھ لیا۔

وہاں مریم شاید بچے کے لیے دودھ گرم کر رہی تھی اور فلک وہیں کھڑا تھا۔

اس کا دل سلگ کر رہ گیا۔پیر پٹختی وہ کمرے میں آئی اور بند ہو گئی۔اس کا دماغ صحیح غلط سمجھنے سے قاصر تھا۔سمجھتی تھی تو صرف ایک بات کہ۔۔۔

فلک کامران۔۔۔صرف اس کا نہیں تھا۔

دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی تو بھی ماہ پارہ نے پلٹ کر نہیں دیکھا۔

"مجھے لگا تھا میرے بغیر ہی سو جاؤ گی۔"

شرارتی لہجے میں کہتے ہوئے اس نے عقب سے ماہ پارہ کو بھینچ لیا۔ لیکن ماہ پارہ کا ذہن بھٹکا ہوا تھا۔ فلک کامران اس کا ہو کر بھی اس کا نہیں ہے، یہ بات اس کے ذہن سے چپک کر رہ گئی تھی۔

' ماریو '

'Mario'

وہ نیند سے جاگی تو آنکھیں بھی نہیں کھول پائی تھی۔ دائیں آنکھ کی پلکیں جدا ہونے سے انکاری رہیں، پھر سینے میں درد اٹھا، چہرے میں جلن ہوئی، مریم کے حلق سے سسکی برآمد ہوئی، بدن میں تھرتھراہٹ ہوئی، کھلی آنکھ سے آنسو برآمد ہوا۔

"مریم۔"

نرم سا لمس اس کی کھردری سی جلد پر ٹک گیا۔ گرم جسم کو یہ لمس بہت ٹھنڈا لگا۔ مریم نے آنکھ گھمائی۔۔۔

خدا کی قسم اس ایک حرکت پر ہی پورا بدن درد کرنے لگا۔

"سس۔۔ سن۔۔۔۔"

لبوں نے ساتھ چھوڑ دیا۔ بصارت میں دھندلا سا چہرہ دکھائی دیا۔

"مجھے پہچان تو سکتی ہو ناں۔"

نرم سا لہجہ۔ انتہائی شیریں۔ مریم نے اٹھنا چاہا۔ مارے تکلیف کے آنکھوں سے آبشاریں بہہ نکلیں۔ وہ اٹھ نہیں سکی، کچھ کہہ نہیں سکی، الفاظ لبوں پر ہی ٹھہر گئے۔ جو نکلے وہ آنسوؤں کی صورت میں تھے۔ یہ نمکین پانی زخموں میں سنسنی پیدا کر گیا۔

یک لمحے میں وارڈ میں خاموشی تھی۔ اگلے لمحے رونے کی آواز بلند ہوئی، سسکیاں بلند ہوتی گئیں، ہچکیاں زور پکڑتی گئیں۔

"تم روؤ گی تو میں بھی روؤ گا، ماریو۔"

اس نے دونوں ہاتھوں سے مریم کا سر تھام کر لب اس کی پیشانی پر رکھے۔

مریم رو رہی تھی، رو رہی تھی، روتی جا رہی تھی۔ پانی بہہ رہا تھا، زخموں پر نمک پھیل رہا تھا۔

تکلیف اور صرف تکلیف۔۔۔۔

صبح ہونے کے قریب تھی لیکن مجھے معلوم نہ تھا کہ وہ کہاں ہے۔ "ماہ پارہ" نے بتایا:

"نہ ڈرائیور نے فون اٹھایا اور نہ فلک نے۔ فلک کے دونوں بچے بلکتے سسکتے کب سو گئے، مجھے یہ بھی یاد نہیں۔ بس یہ یاد ہے کہ صبح جب نیند میں اترنے لگی تھی تو فلک کا فون موصول ہوا۔ ہم دونوں ناراض تھے ایک دوسرے سے لیکن اس نے مجھے اس حادثے کے بارے میں بتایا۔"

"اسے گہری نیند سے ہوش آ گیا آخر۔"

احد مرزا نے طنز کیا۔

اس کے آفس لینڈ لائن پر کال کی گئی، سیکرٹری نے اسے صورت حال"
"بتائی۔ سن کر وہ ہسپتال گیا لیکن وہاں وہ پہلے ہی موجود تھا۔

"کون؟"

"اس کا پھوپھا زاد بھائی۔ سنان۔"

سنان کی آنکھوں میں ایسی بے یقینی تھی کہ مریم برداشت نہیں کر سکی۔ ہر قسم کی تکلیف سے بے بس وہ آنکھیں موند گئیں۔

:اتنا سب ہو گیا اور تم نے۔۔۔" وہ خوابناک لہجے میں بولا"

"تم نے مجھے بتایا ہی نہیں؟"

"میرے بچے۔۔۔"

آنکھیں بند تھیں، بدن جامد تھا لیکن ذہن جاگ رہا تھا۔ وہ اسے ہر بات یاد دلا رہا تھا۔ سنان نے جیسے یہ سنا نہیں۔ وہ گہرے شاک میں تھا۔

وہ مریم کے بیڈ سے دور ہو گیا اور باہر آیا۔ دور کاریڈور میں بھاری بوٹس کی آوازیں گونجیں۔ فلک لمبے لمبے ڈگ بھرتا چلا آرہا تھا۔ سنان سپاٹ چہرہ لیے اسے دیکھتا رہا، پھر یکلخت غصہ آیا۔ اسی غصے سے متحرک وہ تیز تیز قدم اٹھاتا فلک کی طرف بڑھنے لگا۔

دونوں قریب آئے، فلک نے اسے دیکھا۔ عین اسی وقت سنان کا ہاتھ اٹھ گیا۔ سنسناتا ہوا تھپڑ فلک کا گال لال کر گیا۔ قدموں کو بریک لگ گئی۔

"تجھے میں بعد میں پوچھ لوں گا۔"

فلک نے خونخوار لہجے میں کہا۔ سنان کو پار کر گیا۔

بعد میں کیوں، ابھی پوچھ۔ اور پوچھنے سے پہلے بتائیں کہ کہاں سے آرہے ہے"

"ہیں شوہر صاحب۔

"کہاں ہے مریم؟"

"جہاں بھی ہے، تو اس سے نہیں مل سکتا۔"

سنان نے سینے پر بازو باندھ لیے۔ فلک کی آنکھوں میں اشتعال اترا۔ بہت ضبط سے وہ بولا:

"میرے پاس ان فضولیات کے لیے وقت نہیں ہے۔ کہاں ہے میری بیوی۔"

"پہلے تو بتا کہ تو کل رات سے آج صبح تک کہاں تھا؟ آفس میں؟ کسی میٹنگ میں یا پارٹی میں؟ اپنے گھر میں یا اپنی دوسری بیوی کی بانہوں میں؟"

"چبا کر کہا۔ enough بس۔"

سنان دو قدم آگے آیا:

"رات جب تیری بیوی کو تیری ضرورت تھی تو تُو دستیاب نہیں تھا۔ تیرے بچے اکیلے بھٹک رہے تھے لیکن تو کہیں نہیں تھا۔ تیری بیوی تن تنہا شاہراہ پر مدد ڈھونڈنے میں راکھ ہو گئی لیکن تو بے خبر رہا۔ وہ روتی رہی اور اس کے چارہ گر تیرا نام سن کر تجھے پکارتے رہے لیکن تو نے انہیں سننا گوارا نہ کیا تو مجھے بتائیں مسٹر کامران؟ اب یہاں کسے لینے آئے ہیں؟"

"کیا وہ ٹھیک نہیں ہے؟"

فلک کا دماغ گھوم گیا۔اگلے ہی لمحے اس نے دونوں بازوؤں سے سنان کو بائیں طرف دھکا دیا اور اندھی طوفان کی طرح وارڈ میں داخل ہوا۔ایمر جنسی سے گزرتا وہ آخری کمرے میں آیا۔مریم نے اگر بند آنکھیں کھولنے کی کوشش کی بھی تو یہ کوشش ناکام رہی۔

"مریم۔"

اگلے لمحے وہ پتھر ہو گیا۔اس کا آدھا جسم سالم اور صحیح سلامت تھا ورنہ وہ اسے پہچاننے سے انکار کر دیتا۔مریم نے پوری قوت سے دائیں آنکھ کی پلکیں جدا کرنا چاہیں۔

دھندھلے سے منظر میں فلک کا چہرہ دوڑ گیا۔مارے تکلیف کے وہ دوبارہ آنکھیں بند کر گئیں۔فلک نے اپنے بائیں ہاتھ کی انگلیوں سے اس کا بایاں رخسار چھوا۔

سرخ ابھار، کھردری جلد پر پڑے داغ، لال نشان۔وہ سسک کر رہ گئی تھی۔

"مریم۔"

فلک کامران کے پاس کہنے کے لیے کچھ نہیں تھا۔مریم نے سختی سے آنکھیں بھینچ لیں۔وہ رونا نہیں چاہتی تھی لیکن آنسو ابل ابل کر چہرہ بھگونے لگے۔ نمکین مائع زخموں میں چبھنے لگا۔

احد مرزا نے چہرہ سپاٹ رکھا لیکن ماہ پارہ کی آنکھوں میں نمی تھی۔

:میں نے محسوس کرنا چاہا۔۔۔"اس نے آہستگی سے کہا"

کہ اس رات میں نے وہ اذیت جھیلی ہوتی تو مجھے کتنی تکلیف ہوتی۔میں اگر" محسوس کرتی تو میرا بدن جل اٹھتا۔اسی لیے میں نے محسوس نہیں کیا۔میں "نے خود کو سخت جان بنالیا۔

"ماما۔آپ کو کیا ہو گیا ہے؟"

انس کی اپنی آنکھوں میں آنسو تھے۔اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے مریم کے گال سہلا رہا تھا،اس کے اجڑے بالوں میں انگلیاں چلا رہا تھا،اس کے آنسو پونچھ رہا تھا۔کمرے میں محض وہ دو نفوس تھے۔وہ ایک دوسرے کا مرہم بنے ہوئے تھے۔

چھوٹا ابراھیم فلک کے سینے سے لگا سو رہا تھا۔اسے گود میں اٹھائے،وارڈ کے باہر کھڑے فلک کی پتھرائی نگاہیں گلاس وال کے اس پار جمی تھیں۔بغل میں ماہ پارہ ایستادہ تھی۔اس کا چہرہ سپاٹ تھا لیکن دل میں عجیب سے وسوسے گھوم رہے تھے۔

اس ڈرائیور نے۔۔۔فلک کی بیوی کا یہ حال کر دیا؟" پھر ذہن کچھ اور" :سوچنے لگا

یہ سب تم نے کیوں کیا تھا؟کہ وہ مریم سے دور ہو جائے اور صرف تمہیں" نظروں میں رکھے۔یہ سب کر کے کیا ملا؟اس کی نظروں میں اب بھی مریم "ہے۔وہ مریم کے اب بھی قریب ہے۔

ماہ پارہ نے نخوت سے سر جھٹک دیا۔

: جس نے بھی یہ کیا ہے ناں۔۔۔"فلک بڑبڑا رہا تھا"

"اس کے ساتھ یہی سلوک کرنا اب مجھ پر فرض ہو گیا ہے۔"

ماہ پارہ کے گلے میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی۔ تبھی سیکریٹری تقریباً دوڑتی ہوئی فلک کے قریب آ رکی۔

سکول کے سرویلنس کیمرہ سے پتا لگایا ہے سر۔وہ کوئی آدمی تھا جو میم کو"

"جھانسا دے کر اپنے ساتھ لے کر گیا۔

اس نے کھول کر فائل فلک کی طرف بڑھائی۔ فلک نے سرسری سی نگاہ ڈالی۔

"روؤف امین؟"

"آدم مراد علی کا پرانا سیکیورٹی گارڈ رہ چکا ہے سر۔"

سیکرٹری نے اطلاع دی۔ فلک سن رہ گیا۔ بغل میں کھڑی ماہ پارہ کے دماغ نے حساب کتاب کیا۔

:آدم مراد؟" فلک صدمے میں تھا۔ماہ پارہ آگے آئی"

"کیا تمہیں نہیں لگتا کہ یہ آدم کر سکتا ہے؟"

"وہ اب بدلے پر اتر آیا ہے۔"

:فلک کی آنکھوں میں خون اترا

"میں نے اس کی بیوی کیا چرالی، وہ اب مجھے یوں نقصان پہنچائے گا۔"

آخری جملہ کہتے ہوئے وہ چیخا۔ابراھیم کو گود میں اٹھائے اٹھائے وہ کاریڈور میں پلٹا۔لمبے لمبے ڈگ بھرتا دور چلا گیا۔

سنو۔۔۔"فلک کے پیچھے دوڑتی سیکرٹری کو کسی نے پکارا۔وہ ریسیپشن کے " قریب کھڑا سنان تھا۔

یس سر۔"سیکرٹری سنان رضا کو پہچانتی تھی۔"

"وہ نیلی شال والی عورت کون ہے؟"

سیکرٹری نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔

"مس ماہ پارہ۔مسٹر فلک کامران کی۔۔۔نئی بیوی ہیں سر۔"

وہ کہتے ہوئے ہچکچائی۔سنان نے کمال ضبط سے اپنے چہرے پر پھیلتی نفرت کو روکا۔ سیکرٹری ادھر ادھر ہو گئی تو اس نے دوبارہ پلٹ کر دیکھا۔

اپنی زندگی میں،اس نے فلک کامران سے اتنی نفرت نہیں کی تھی جتنی اسے اس عورت سے نفرت محسوس ہو رہی تھی۔

آدم ابھی میٹنگ روم سے نکلا تھا۔ کسی بزنس پارٹنر سے مصافحہ کیا۔ تبھی اسے بازو سے پکڑ کر گھسیٹ لیا گیا۔ آدم ابھی سنبھلا بھی نہیں تھا طمانچہ اس کا گال لال کر گیا۔

اس کا اثر عنقا ہونے سے پہلے اگلا تھپڑ پڑا۔ پھر تیسرا تھپڑ گال لال کر گیا۔

شدت اس قدر تھی کہ آدم کا نچلا ہونٹ پھٹ گیا۔ وہ بوکھلا، ہڑبڑایا غصے میں تپتے فلک کامران کو گھورنے لگا۔

فلک کا چوتھا وار خطا گیا۔ عقب سے بھاگ کر آتے گارڈز نے اسے کھینچ لیا۔

لوگوں نے آدم کے گرد گھیرا بنا لیا۔

:ریلی؟"آدم بے یقینی کی حالت میں تھا"

میری زمین پر کھڑے ہو کر تم مجھے بد معاشی دکھا رہے ہو؟ یہ تو ہمارا جنگ کا"
"۔lovebird طریقہ نہیں تھا

مجھ سے دوبدو مقابلہ کرنے کی بجائے تم میری پیٹھ پیچھے میری بیوی پر حملے"
کرواؤ، جنگ کا طریقہ تو یہ بھی تھا آدم مراد۔" فلک ڈھارا۔

آدم نے ہونٹ کاٹا، پھر انگوٹھے سے بہتا خون صاف کیا۔ حواس بحال کیے۔

دیکھو لو برڈ۔" وہ خلاف معمول بہت تحمل سے بولا تھا،"

مجھے نہیں پتا صبح صبح تمہیں کس نے یوں مشتعل کیا ہے لیکن میرا یقین کرو،"
میں تمہیں ڈبل کراس نہیں کر رہا۔ تو، اس سے پہلے کہ میرا موڈ خراب ہو
جائے اور میں اپنے افس میں تمہاری مداخلت برداشت نہ کرنے کے سبب
"گارڈز کو کوئی الٹا سیدھا حکم دے دوں، پلٹ جاؤ فلک کامران۔

:اگلی بار۔۔۔" فلک غصے میں انگلی اٹھا کر کہہ رہا تھا"

"میں نے تجھے رنگے ہاتھوں پکڑا تو تیرا خون پی جاؤں گا، کمینے۔"

آدم مسکراتا رہا۔ فلک غصے میں پلٹا اور دھپ دھپ کرتا دور ہوتا گیا۔

میں نے غصے کو اچھا کنٹرول کیا، ہے ناں؟" آدم نے بہتے خون کو روکتے"
ہوئے ساتھی سے پوچھا۔ پھر سب کو منتشر کر کے آفس میں پلٹا۔
لیکن تجسس تھا کہ آخر ایسا کیا ہو گیا جو لوَبر ڈاس قدر مشتعل تھا۔

: میں مریم رضا ہوتا۔۔۔ "احد مرزا نے پنسل کاغذ پر رکھی"
تو آپ کو پہلے دن سے ہی اصل رقیب بن کر دکھاتا۔ آپ اس سمے ایک ٹوٹی"
ہوئی عورت تھیں جسے سمیٹنے کا چارہ فلک کامران کے سوا کوئی نہیں تھا۔ میں
فلک کامران کو اپنی مٹھی میں کر لیتا۔ بڑے احسن طریقے سے آپ کا اپنی
"زندگی سے کانٹا ہی نکال دیتا۔

: ماہ پارہ چپ چاپ سنتی رہی۔ احد مرزا کہتا رہا
لیکن چونکہ ایسا نہیں ہوا، تو ہر جانہ بھگتنا پڑا۔ فلک کامران سے شدید محبت"
"کا صلہ مریم رضا کو خسارے کی ضرورت میں ملا۔

باوجود ضبط کے مریم تکلیف کی شدت سے سسک اٹھی۔ فلک نے پلٹ کر اسے دیکھا۔ آنکھوں میں کرب سا اترا۔ ماہ پارہ نے یہ منظر دیکھا، دل میں کانٹا سا چبھ گیا۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

فلک نے نرمی سے مریم کا گال سہلایا۔ دائیں طرف کے رخسار پر پیپ سے بھرے ابھار انگلیوں سے مس ہوئے تو وہ کسمسا گئی۔

"ماما۔ میں ہوں آپ کے پاس۔"

ننھے انس نے ہسپتال سے گھر تک اس کی انگلی نہیں چھوڑی۔ ابراھیم نے بھی شاید ماں دیکھ لی تھی۔ وہ فلک کی گود سے نکل کر بھاگ رہا تھا۔ فلک اسے سنبھالنے سے عاجز تھا۔

"آؤ میرے پاس۔"

مریم آنکھوں میں رکے آنسو دھکیل کر بولی۔دائیں آنکھ سے دیکھنا مشکل تھا۔بائیں آنکھ ابراھیم پر جمی تھی۔

"میں سنبھال لوں گا اسے۔تم ریسٹ کر لو۔"

فلک نے اسے گود میں اٹھایا اور باہر لے جانا چاہا۔ابراھیم حلق پھاڑ کر چیخا۔ابراھیم۔"مریم کی آواز صدیوں کی بیمار تھی، لیکن اعصاب ابھی بھی" :مضبوط تھے

"آؤ۔۔۔میرے پاس۔۔۔"

ابراھیم نے جیسے سن لیا۔فلک کے گود میں ہی مچل گیا۔ناچار فلک نے اسے چھوڑ دیا۔وہ ادھر ادھر ہلتا ڈُلتا آخر کار مریم کے قریب پہنچ گیا۔مریم نے بایاں بازو بڑھایا۔دائیں بازو میں بھی تکلیف کی لہر دوڑ گئی۔آنکھوں میں آنسو اکٹھے ہو گئے۔سب چھپا کر اس نے ابراھیم کو گود میں لیا اور سینے سے لگا لیا۔

ماہ پارہ چپ چاپ بالکونی میں کھڑی دیکھ رہی تھی۔یہ سب اسے راحت نہیں پہنچا رہا تھا۔

کھانے کی میز پر نہ اس کے پسندیدہ ذائقے میں تلے کرمبز تھے اور نہ اس کی دل پسند کافی۔اس کے برعکس وہ خود کچن میں کھڑا انس کے لیے انڈہ فرائی کر رہا تھا۔

"ماہا۔"

اس نے کچن کی جالی سے لاؤنج میں ناشتہ کرتے انس کی بغل میں بیٹھی ماہ پارہ پر نگاہ دوڑائی،

"میری ہیلپ کراؤ گی یار۔"

ماہ پارہ اٹھ کر کچن میں آگئی۔

"تمہیں ناشتہ میں بنا دیتی ہوں۔"

اس نے فلک کے ہاتھ سے سب لے لیا۔وہ پھوہڑ عورت تو نہیں تھی۔سب عمدہ طریقے سے کرنا جانتی تھی۔

بس کافی بنادو۔آفس سے ہی کچھ کھالوں۔پر مریم کو ناشتے میں کچھ بنادینا۔"

"سوپ بھی تیار کر دینا۔

مریم کا نام سن کر ماہ پارہ کے حلق میں کانٹے اگے۔اس نے زبردستی کی مسکراہٹ سجائی۔

"شیور۔میں سب کرلوں گی۔"

"تھینک یو۔"

بہت ممنون سا وہ کچن سے نکل گیا۔ان کی تو ناراضی چل رہی تھی۔فلک نے کچھ کہنا چاہا لیکن پھر لب سی کر باہر نکل آیا۔انس کو اس کے سکول چھوڑا اور خود آفس چل دیا۔اس کے گھر سے نکلنے کی دیر تھی،ماہ پارہ نے سب برتن سنک میں دے مارے۔

ہاں میں اس گھر کی مالکن نہیں، ملازمہ ہوں۔ تمہاری بیوی نہیں ہوں،"

"تمہاری بیوی کی نوکرانی ہوں۔

سوپر کمرے میں لیٹی مریم سیلنگ کو گھور رہی تھی۔ نرس نے کہا تھا کھانے کے بعد پین کلر ضرور لے لینا۔

وہ یہ سوچ رہی تھی کہ پین کلر لینا تو کجا، وہ کھانا کیسے کھائے گی۔

نرس اس کی پٹیاں بدلنے آئی تھی۔ فلک کامران میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ کمرے میں ہی کھڑا ہو کر اس کی چیخیں سنتا۔ سسکیاں باہر تک سنائی دے رہی تھیں۔ فلک مٹھیاں بھینچے کھڑا تھا۔

ابراھیم تو کھلونوں کے دھیان میں نیچے تھا لیکن انس باپ کی ٹانگ سے لپٹا کھڑا تھا۔

"کب ٹھیک ہوں گی میری ماما؟"

"مجھے نہیں پتا۔"

اس نے کندھے اچکا دیے۔ماہ پارہ دلی ہمدردی کے سبب دائیں جانب ٹیک لگائے سب سن رہی تھی۔

"آپ نے اسے ڈھونڈ لیا۔۔۔جس نے میری ماما کے ساتھ یہ کیا ہے؟"

"جس دن وہ مل گیا،اس دن اسے چھوڑوں گا نہیں۔"

ماہ پارہ کا دل عجیب انداز میں دھڑکنے لگا۔

"بچے کے سامنے تو ایسی باتیں مت کرو۔"

وہ اس کے قریب چلی آئی،کمرے سے آتی مریم کی سسکیوں میں اب کمی ہو گئی تھی،

غلطی میری ہے ماہا۔"وہ سر جھکائے کھڑا تھا،"

میں نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ میری وجہ سے تمہیں کوئی آنچ نہیں آئے"

"گی،تمہیں کوئی ہرٹ نہیں کرے گا۔اور اب میری وجہ سے۔۔۔

:آدم نے کیا ہے یہ۔"ماہ پارہ زور دے کر بولی"

"بدلہ لے رہا وہ تم سے۔"

فلک کامران چپ رہا۔وہ جیسے کسی گہری سوچ میں تھا۔

رات کا آخری پہر تھا۔ابراھیم شاید نیند میں ڈر گیا تھا۔حلق پھاڑ کر چیخا اور رونے لگا۔مریم سہم گئی، پھر بے خیالی میں دایاں بازو بڑھا کر اسے اٹھانا چاہا۔ درد کی ٹیس بدن میں اٹھی۔

وہ کانپ گئی، سسک اٹھی۔ابراھیم روئے جا رہا تھا۔مریم نے پوری ہمت کی اور دونوں بازو پھیلا کر اسے سینے سے لگا لیا۔

"بھوک۔۔۔لگی ہے؟"

وہ بھوکا تھا، تبھی جاگ گیا تھا۔مریم نے اسے چھاتی سے جوڑ لیا۔بچہ اب نیند میں واپس جا رہا تھا لیکن مریم کی آدھ کھلی آنکھوں میں نیند کوسوں دور تھی۔ اس نے گھوم کر دیکھا۔

یہ اس نے آج محسوس کیا تھا کہ فلک بہت دنوں سے اس کے کمرے میں نہیں آیا تھا۔اس کمرے سے باہر نکل کر زینے سے اترو، بغلی حصے میں واقع کمروں میں آؤ تو پہلے ہی کمرے میں فلک سیدھا لیٹا تھا۔آنکھیں کھلی تھیں۔

"کیا مریم اب زندگی بھر ایسی ہی رہے گی؟"

اس کا ذہن بٹا ہوا تھا۔وہ تکلیف میں تھا لیکن تکلیف پر بوریت کا احساس حاوی تھا۔یہ آج تیسرا ہفتہ تھا اور اسے گھر کے سارے کام خود کرنے پر رہے تھے، کھانا خود بنانا پڑتا تھا، انس کی باتیں سننا پڑتی تھیں، ابراھیم کا خیال رکھنا پڑتا تھا۔

اور ماہ پارہ۔۔۔

اس نے پلٹ کر دیکھا۔ماہ پارہ گہری نیند میں تھی۔ماہ پارہ اسد سے اظہارِ محبت کا وقت ہی نہیں ملتا تھا۔

وہ تمہاری پہلی بیوی ہے اور وہ اس حالت میں بھی تو تمہاری وجہ سے پہنچی ہے۔"دل نے کہا۔ساری منفی سوچوں پر یہ ایک خیال حاوی آگیا۔

یہ ہفتے کی شام تھی۔ فلک کے قریبی پارٹنر کی ویڈنگ سر منی تھی۔ جانے سے پہلے وہ مریم کے کمرے میں آیا۔

"کچھ چاہیے؟"

مریم نے نظر بھر کر اسے نہیں دیکھا۔ نفی میں سر ہلا دیا۔

"میں۔۔۔ رات دیر سے واپس آؤں گا۔ تمہیں کچھ چاہیے ہو تو نیچے ریچل (سیکرٹری) موجود ہے۔ اسے بلا لینا۔"

اس کا لہجہ متناسب تھا۔ مریم چپکی بیٹھی رہی۔ ابراھیم اس کے قریب لیٹا کارٹون دیکھ رہا تھا۔ مریم کی نگاہیں اسی پر جمی تھیں۔ بہت دیر گزری لیکن فلک یونہی کھڑا رہا تو مریم کی آواز گونجی:

"جہاں جانا چاہتے ہیں جائیں فلک۔ میری وجہ سے مت رکیں۔"

فلک نے سنا، سمجھا، بے اختیار سر جھک گیا۔

"مریم، آئی ایم سو۔۔۔"

پلیز فلک۔" مریم نے بات کاٹ دی: " بار بار معافیاں مانگ کر مجھے اس "
"کشمکش میں مبتلا نہ کریں کہ میں آپ کو معاف کروں یا نہیں۔
فلک سر جھٹک کر باہر نکل گیا۔ مریم سر جھکائے بستر پر بیٹھی رہی، پھر ٹانگ پر زور دیا۔ بستر سے اٹھنا چاہا۔ تکلیف ہوئی لیکن اسے برداشت کیا، قریبی میز کا سہارا لیا اور کھڑکی تک آئی۔ بغلی حصے سے اسے نے دیکھا۔
لان میں کھڑی سفید پشواز میں ملبوس ماہ پارہ اندھیرے پسِ منظر میں حور لگ رہی تھی۔ فلک نے اس کی کمر پر ہاتھ رکھا اور اسے بازو میں گرائے کار کی جانب بڑھا۔ مریم چپ چاپ کھڑکی سے ہٹ گئی، بستر پر آ گری۔

وہ ذہنی طور پر صحت یاب تھی۔ لیکن در حقیقت جو حصہ بیمار تھا وہ ذہن تھا۔ جسم کے گھاؤ جسم پر داغ چھوڑ کر جس حد تک بھر سکتے تھے، بھر گئے تھے۔ اب ذہن کی بیماری بچی تھی۔

نہ چاہتے ہوئے بھی اس نے سر گھما کر جالی کے اس پار دیکھا۔ کچن میں کھڑا فلک سوپ بناتی ماہ پارہ کو مسکراتے ہوئے کچھ کہہ رہا تھا۔ پھر وہ لمحہ بھر کے لیے آگے ہوا۔ ماہ پارہ کی پیشانی کو لبوں سے چھوا۔ مریم نے چپ چاپ چہرہ موڑ لیا۔

:ماما۔" ننھے انس نے اس کا ہاتھ تھام لیا"

"آپ مجھے ناشتہ کب بنا کر دو گی؟"

آپ روز ناشتہ نہیں کرتے؟" اسے اچنبھا سا ہوا۔"

نہیں، کرتا تو ہوں پر۔۔۔وہ آنٹی مجھ سے پیار نہیں کرتی ناں۔ وہ مجھ سے" بات بھی نہیں کرتی ناں۔ آپ جب ناشتہ بناتی ہو تو مجھے اپنے پاس بٹھا کر "کھلاتی ہو۔ مجھ سے باتیں بھی کرتی ہو۔

پاپا آپ سے پیار کرتے تو ہیں۔ پاپا آپ سے باتیں کرتے تو ہیں۔" مریم کی" آواز دھیمی تھی۔

:نہیں۔" انس نے سر جھکا لیا"

"پاپا اب مجھ سے بات نہیں کرتے۔"

اور پھر وہ کچھ نہیں بولا۔ بریڈ کے ٹکڑے منہ میں ڈالنے لگا۔ مریم کچھ دیر اسے دیکھتی رہی۔ پھر بازو بڑھایا۔ بریڈ پر جام لگایا، انس کو قریب بلایا۔

ماما آپ سے پیار کرتی ہیں ناں انس۔ بس پھر آپ کو کسی اور کی ضرورت "نہیں ہے۔

یہ ایسی ہی اداس سی شام تھی۔ نرس ابھی اس کی پٹیاں تبدیل کر کے گئی تھی، کئی نشان ایسے تھے جو داغ بن گئے تھے۔ کئی حصے ایسے تھے جو راکھ بن چکے تھے۔

ابراھیم اب بولنے کی کوشش کرتا تھا۔ وہ اس سے ہی مخاطب تھی جب فون کی گھنٹی بجی۔ بہت عرصے بعد کسی نے فون کیا تھا۔ مریم نے فون سنا۔

میں تمہارے گھر کے باہر کھڑا ہوں۔ "شناسا آواز۔"

اندر آ سکتے ہو۔ "اس نے دھیمے لہجے میں کہا۔"

"میں تمہارے بے غیرت شوہر کا منہ نہیں دیکھنا چاہتا۔"

مریم کی نظریں جھک گئیں۔

"مجھے نہیں لگتا فلک گھر پر ہیں۔"

: پھر اس نے کھلی کھڑکی سے دور جھانکنے کی کوشش کی

سنان۔ تمہیں اس وقت نہیں آنا چاہیے تھا۔ فلک کی موجودگی میں آتے۔"

"میرا مطلب۔۔۔انہیں۔ برا لگ سکتا ہے۔

لیکن کال کٹ چکی تھی۔ پھر کچھ لمحوں بعد سیڑھیوں پر قدموں کی آوازیں ابھریں۔ کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی۔ تھوڑا سا دروازہ کھلا۔ سنان دہلیز پر کھڑا نظر آیا۔

اگر تم بھول گئی ہو تو میں یاد دلا سکتا ہوں کہ تمہارے اور میرے درمیان"

"ایک ایسا کمزور سا رشتہ بھی ہے جس میں، میں تمہارا بھائی لگتا ہوں، ماریو۔

مریم کچھ نہیں بولی۔ اس کی نگاہیں ابراھیم پر جمی تھیں۔

"اندر نہیں آؤں گا۔ صرف تمہاری خیریت پوچھنے آیا تھا۔"

وہ دروازے میں ہی کھڑا تھا۔ مریم خاموش بیٹھی رہی۔ لیکن آوازیں سن کر نچلی منزل میں گھومتی ماہ پارہ سے خاموش نہیں رہا گیا۔ وہ لمبے لمبے قدم اٹھاتی لاؤنج میں آئی۔ اوپر جانے کا قصد کیا لیکن پھر کچھ سوچ کر باہر آگئی۔

"گھر میں کون آیا ہے، خالد؟"

اس نے چوکیدار سے پوچھا۔

"سنان صاحب آئے ہیں بی بی جی۔"

وہ کون ہے؟" ماہ پارہ کے ابرو اٹھے۔"

: وہ فلک کا پھوپھا زاد بھائی تھا۔" ماہ پارہ نے بتایا"

"مریم کا کزن اور سوتیلا بھائی بھی۔"

"مریم کا بھائی وائی نہیں ہے۔"

: فلک نے فوراً کہا۔ وہ بیڈ پر بیٹھا جوتے اتار رہا تھا اور ماہ پارہ سامنے کھڑی تھی

وہ تو بس اس کے والدین بچپن میں ہی فوت ہو گ ئے تھے تو مریم کے "
بابا جان نے اسے گود لے لیا۔ اسے اپنا نام دیا اور اپنا بیٹا بنا لیا۔ وہ رضا سلیم کا
اصل بیٹا نہیں ہے، گود لیا لڑکا ہے۔ ان کا بیٹا نہیں بھتیجا ہے۔ میرے فادر کے
"بھائی کا بیٹا ہے۔

فلک کچھ بڑبڑائے ہی جا رہا تھا۔ پھر اٹھا اور کوٹ اتارا۔

"تم یہ سب کیوں پوچھ رہی ہو؟"

ماہ پارہ کو گھورا۔ ماہ پارہ نے کندھے اچکا دیے۔

آج مریم سے ملنے کوئی آیا تھا۔ بہت دیر تک اس کے پاس بیٹھا رہا۔ خالد "
نے بتایا کہ اس کا بھائی تھا۔" فلک کے کوٹ اتارتے ہاتھ رک گ ئے۔

"سنان آیا تھا؟"

اسے اچنبھا سا ہوا۔ بس ہلکی سی حیرانی۔ زیادہ کچھ نہیں۔ لیکن ماہ پارہ کا اگلا جملہ
:اس کے سر پر بم کی طرح پھوٹا

ہاں۔ میں چائے دینے گئی تو آوازیں آ رہی تھیں۔ بس میں نے کچھ۔۔۔"

"عجیب سا محسوس کیا اس لیے، تم سے پوچھا کہ کیا وہ واقعی مریم کا بھائی ہے۔

ماہ پارہ کا سر جھکا تھا۔ احد مرزا اسے متاسف نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

:اسے تہمت کہتے ہیں۔" اس نے کہا"

"کسی پاکباز عورت پر الزام لگانا۔ قذف کہلاتا ہے۔"

:اس نے بازو میز پر رکھے

"کیوں کیا ایسے؟"

"صرف فلک کے لیے۔۔۔"

اس نے ہر قدم فلک کی چاہت میں اٹھایا تھا۔

یہ چاہے نہیں ہے ماہ پارہ۔ خود غرضی ہے۔' احد مرزا سپاٹ رہا۔'

' میں مریم رضا '

ماہ پارہ اس کی خاموشی سے اکتا گئی تھی۔اس نے پارٹی کے دوران فلک کی آنکھوں میں اپنے لیے ستائش کے سوا کچھ نہیں دیکھا تھا۔لیکن اب وہ چپ تھا۔ایسا سناٹا چھایا تھا کہ اب ماہ پارہ کو وحشت ہو رہی تھی۔

"تم ٹھیک ہو؟"

اس نے بہیترا پوچھا۔فلک سنی ان سنی کرتا رہا۔کوٹ ہک میں لٹکا کر وہ گھڑی اتار رہا تھا جب نگاہ بھٹک کر ماہ پارہ کے بدن پر پڑی۔ان نے دیکھا اور پھر دیکھتا ہی رہا۔اس نظر میں محبت کی رمک نہیں تھی۔

وہاں تو کوفت کا احساس تھا۔

ایک عام سی بزنس پارٹی میں تمہیں پہننے کے لیے اس ریشمی ساڑھی کے "

"علاوہ اور کوئی چیز نہیں ملی تھی؟

ماہ پارہ ٹھٹک گئی۔چونک گئی۔

"کیوں،اس میں کیا برائی ہے؟"

:اس میں اچھائی کیا ہے؟" وہ شاید جھگڑا کرنے کے موڈ میں تھا"

پلٹ کر خود کو آئینے میں دیکھو اور مجھے بتاؤ کہ تمہیں اپنا آپ نظر آرہا ہے یا"
"نہیں۔

کم آن فلک۔ مجھ سے ان دقیانوسی شوہروں والی روایتی باتیں مت کرو۔"
"میں پتھر کے زمانے کی عورت نہیں ہوں جو چادر میں لپٹ کر بیٹھوں گی۔
لیکن تم اب آدم مراد کی بیوی بھی نہیں ہو جو چند لیتروں سے جسم ڈھک"
"کر در حقیقت اس کی نمائش کرتی پھرے گی۔

وہ واقعی غرایا۔ ماہ پارہ دھک سے رہ گئی۔ موضوع نے سنجیدگی کا لبادہ اوڑھ لیا تھا۔ ماہ پارہ کو کوئی یاد آیا۔

شاید تیمور۔۔۔ وہ کانپ گئی۔ فلک قہر آلود تھا۔ وہ تھم گئی۔

لیکن آدم کے ذکر پر خاموش نہیں رہ سکی۔

"مجھے آدم کے ساتھ جوڑنے کی ضرورت نہیں ہے فلک۔"

تم جب تک اس کے پڑھائے گ ئے سبق نہیں بھولو گی، میں تمہیں اس"
"سے جوڑتا رہوں گا ماہا۔

: وہ اب ماہ پارہ کے سامنے آ کھڑا ہوا

تمہیں پتا بھی ہے وہاں کس کس قسم کے لوگ موجود تھے۔ وہ کیسی کیسی"
" نظروں سے تمہیں دیکھ رہے تھے۔ کیا کیا ملغوضات بک رہے تھے۔
"مجھے پرواہ نہیں کہ لوگ کیا کہتے ہیں۔"
لیکن مجھے پرواہ ہے۔ وہ میرا سوشل سرکل ہے اور اس سرکل کے لوگ"
"میری بیوی کے بارے میں کیا رائے دیتے ہیں، مجھے اس کی پرواہ ہے۔
ماہ پارہ ایک لمحے کے لیے بے یقینی سے اسے دیکھتی رہی۔ پھر لبوں پر
استہزائیہ مسکراہٹ ابھری،
بہت اعلیٰ مرد ہو فلک کامران جو لوگوں سے اپنی بیوی کے بارے میں"
"رائے لیے پھرتے ہو۔

: سینے پر بازو باندھ کر وہ فلک کے عین سامنے آ کھڑی ہوئی

اپنی بیوی کی اتنی پرواہ ہے تو پھر اسے ایسی گیدر نگ میں لے جانے کی کیا"
ضرورت ہے۔اس پر اتنی پابندیاں لگانی ہیں تو اسے بیڑیوں سے آزاد کرنے
کی ہی کیا ضرورت ہے۔اسے یہ بھی اگر تم نے بتانا ہے کہ وہ کیا پہنے، کیا
"اوڑھے، تو اسے اس کی مرضی سے جینے دینے کی کیا ضرورت ہے۔

: یہ بے باکی تمہیں آدم نے سکھائی ہے ناں۔" فلک بھی ظریہ ہنسی ہنسا"
"میں اچھے سے جانتا ہوں کہ تم کس کی زبان بول رہی ہو۔"
خدا کا شکر ہے کہ میں اپنی زبان بولتی ہوں فلک۔ تمہاری طرح نہیں کہ "
یہاں وہاں سے لوگوں کی بکواس سنوں اور اسے سچ جان کر اپنی بیوی سے باز
"پرس کرنے لگوں۔

ماہ پارہ کا دل بری طرح دھڑک رہا تھا۔ جسم کانپ رہا تھا لب تھرا رہے تھے
لیکن وہ پر اعتماد کھڑی رہی۔وہ فلک کامران کو جواب دینا دل سے جرم جانتی
تھی۔زبان محبت کی قاتل ثابت ہو سکتی تھی لیکن وہ نہیں تھمی۔

وہ عورت جو تیمور کے غصے کے سامنے روپڑتی تھی، آدم کے ڈر سے سہم "
"جاتی تھی، فلک کامران کو قہر آلود دیکھ کر بھی خاموش کیوں نہیں ہوئی؟
کیونکہ اسے فلک پر مان تھا۔" ماہ پارہ نے اعتراف کیا: "اسے یقین تھا کہ "
فلک کامران اس کی باتوں کو سمجھنے کی کوشش کرے گا اور دل سے تسلیم
کرے گا لیکن وہ الجھ گیا۔ وہ سمجھنے سے انکار کر گیا۔ اس کی محبت اس سے ماند پڑ
گئی۔ وہ لوگوں جیسا ہو گیا۔ وہ کہتا تھا وہ اس دنیا کا مرد نہیں ہے لیکن اس
"لمحے۔۔۔ وہ بھی دنیا بن گیا۔

بہت دیر خاموشی رہی۔ پھر فلک کا سر نفی میں ہلتا نظر آیا۔ ماہ پارہ کے چہرے
پر نا سمجھی کے آثار ابھرے۔ فلک سر دائیں سے بائیں، بائیں سے دائیں ہلاتا
رہا۔
خدا کی قسم، میں نے کبھی احتساب نہیں کیا لیکن آج محسوس کر رہا ہوں۔""
: وہ ایک لمحے کے لیے رکا

"مریم تم سے کئی درجے بہتر ہے ماہا۔"

ماہ پارہ کا دل چھلنی ہوا۔آنکھوں میں کچھ ٹوٹ گیا،بدن پتھر کا ہو گیا۔فلک نے ہک سے اپنا کوٹ اتارا:

"کم از کم،وہ میری ہر بات تو مانتی ہے۔"

اور اتنا کہہ کر وہ دروازے کی طرف بڑھا،کمرے سے نکلنے لگا۔ماہ پارہ کی آنکھ کے کونے پر آنسو آ ٹھہرا۔

"نہیں وہ ماہ پارہ سے بہتر ہے کیونکہ۔۔۔"

ماہ پارہ خود کہہ رہی تھی:

"وہ ماہ پارہ کی طرح مختلف مردوں کے ہاتھوں استعمال ہو کر فلک کے قبضے میں نہیں آئی۔وہ ماہ پارہ سے بہتر ہے کیونکہ وہ فلک کے سامنے زبان چلانے کو اس لیے گناہ سمجھتی ہے کیونکہ اس کی ہر دولت کا مالک فلک کامران ہے۔وہ ماہ پارہ سے بہتر ہے کیونکہ وہ اس کے دو بچوں کی ماں ہے۔وہ ماہ پارہ سے بہتر ہے کیونکہ۔۔۔وہ فلک کامران کی پہلی محبت ہے۔"

فلک نے یہ بھی سنی ان سنی کی۔لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے نکلا۔ماہ پارہ اتنے ہی چھوٹے قدم اٹھائی باہر آئی۔لاؤنج میں کھلتی کھڑکی کی جالی سے اسے آخری زینے پر کھڑا فلک نظر آرہا تھا۔پہلی منزل کے سامنے والے کمرے کا دروازہ کھلا تھا اور مریم وہاں کھڑی تھی۔

"مجھے اندر آنے کی اجازت مل سکتی ہے؟"

فلک نے بازو پھیلا کر پوچھا تھا۔مریم چپ چاپ کمرے میں پلٹ گئی اور دروازہ کھلا چھوڑ دیا۔ماہ پارہ نے دیکھا کہ زینے میں ایستادہ فلک کمرے میں غائب ہو گیا۔

آنسو جو کونے میں ٹھہر گیا تھا گال پر بہہ نکلا۔سب حاصل کر کے بھی وہ لاحاصل تھی۔

کامل ہو کر بھی وہ ناکامل تھی۔

میز پر طویل وقفے کے لیے سکوت چھایا رہا۔ پھر احد مرزا نے ٹھنڈی آہ بھر کر ٹیک لگالی۔

"خیر جو ہوا، اس کے بعد آپ کا فلک کے سینے میں چاقو گھونپنا بنتا بھی تھا۔"

ماہ پارہ کی رنگت بدلی۔ احد مرزا اسے ہی دیکھ رہا تھا:

"لیکن جو ہوا، اس کے بعد آپ کا فلک کامران کی بیوی کے ساتھ وہ وحشیانہ سلوک کرنا نہیں بنتا تھا۔" ماہ پارہ نے چونک کر سر اٹھایا۔ احد مرزا کی آنکھیں سپاٹ تھیں:

"سنا تھا عورت عورت سے بدلہ لیتی ہے تو ہر حد تک چلی جاتی ہے لیکن اسے قتل نہیں کرتی۔ کاش آپ اسے قتل کر دیتیں لیکن اس کا یہ حشر نہیں کرتیں۔"

"میں یہ نہیں کرنا چاہتی تھی، مجھ سے بس۔۔۔"

ماہ پارہ کے ہاتھ کانپنے لگے تھے، وہ اس کی زندگی کی دردناک یاد تھی۔

شام ڈھلنے لگی تھی، گیراج میں فلک کی سیاہ مرسڈیز بھی کھڑی تھی لیکن فلک خود نظر نہیں آیا تھا۔ یہ پہلی بار تھا کہ وہ آفس سے آگیا تھا لیکن ماہ پارہ کے کمرے میں آنا تو کجا اسے نظر بھی نہیں آیا تھا۔

بہت مجبور ہو کر وہ مین گیٹ تک آئی۔ چوکیدار کو مخاطب کیا۔

"صاحب کہاں ہیں؟"

"وہ تو جی بچوں کو لے کر پارک گئے ہیں۔"

"اور تمہاری باجی؟"

:چوکیدار نے جواب دینے سے پہلے اسے سر تا پا دیکھا

"وہ بھی ساتھ گئی ہیں ناں، بیگم جی۔"

سن کر ماہ پارہ کا چہرہ لال ہوا۔ پیر پٹختی وہ اندر آگئی، مغرب کا وقت تھا جب لاؤنج میں چہل پہل بڑھی۔ ماہ پارہ نے جالی سے دیکھا۔ اس کے دونوں بیٹے صوفے پر بیٹھے تھے، پھر ماہ پارہ نے دوسری جانب دیکھا۔

مریم آگے تھے، فلک پیچھے تھا لیکن تیز قدم اٹھاتا آگے آیا اور اس کا بازو تھام لیا۔

"تمہاری ناراضی مجھے مسکرانے نہیں دے رہی مریم۔"

"میں نے آپ کے مسکرانے پر پابندی نہیں لگائی۔ میں نے آپ پر کبھی کوئی پابندی نہیں لگائی۔"

"پھر اداس کیوں ہو؟ مجھ سے کھنچی کھنچی کیوں ہو؟"

"شاید اب میں ایسی ہی رہوں گی۔ یا مجھے وقت دیں اور میں حالات کے مطابق خود کو ڈھال لوں گی۔"

مریم بات کرتے ہوئے سر نہیں اٹھاتی تھی، سپاٹ سا چہرہ تھا۔ ماہ پارہ جالی سے ہٹنے لگی تھی عین وقت پر فلک نے دونوں بازو مریم کی کمر کے گرد باندھے۔ ماہ پارہ کے بدن میں چبھن سی ہوئی۔ وہ رک گئی۔

"یہ سب ماہ پارہ کی وجہ سے ہے ناں۔"

"نہیں، یہ سب میری وجہ سے ہے۔"

وہ سپاٹ تھی۔

مریم۔"فلک کے بازوؤں کا حصار اس کے گرد تنگ ہوتا جا رہا تھا" :
آئی لو یو یار۔تم یہ خناس دماغ سے نکال دو کہ میں تمہیں کبھی چھوڑوں"
"گا۔

دماغ میں ہر قسم کا خناس تھا لیکن یہ بالکل بھی نہیں کہ آپ مجھے چھوڑیں"
گے۔اور آپ نے مجھے چھوڑا نہیں ہے۔تو مجرم کیوں بنے کھڑے ہیں
فلک۔آپ۔۔۔یوں بار بار،مجھے سمجھانے کھڑا ہو جاتے ہیں، مجھ سے بار بار
محبت کا اظہار کرتے ہیں، یہ سب کر کے آپ مجھے مجرم کیوں بنا دیتے ہیں
"فلک۔۔۔

"آئی لو یو او کے۔"

فلک کے پاس کہنے کے لیے کچھ اور نہیں تھا۔مریم خاموش سر جھکائے کھڑی
رہی۔فلک کامران نے اسے قریب کر لیا۔ماہ پارہ کا سر جالی پر ٹک گیا۔

میں نے صرف تمہیں مانگا تھا فلک، صرف تمہیں۔۔۔"وہ خود رو پڑی"
تھی۔مریم کانٹا تھا۔

:وہ آدم کا پرانا سیکیورٹی گارڈ تھا۔"ماہ پارہ بتا رہی تھی"

میں نے اسے لالچ دیا۔فلک کے پیسے سے فلک کا ہی نقصان کرنا چاہا۔وہ"
آدمی اب آدم کا ملازم نہیں تھا لیکن پیسے پر لٹو ہو گیا۔جو میں چاہتی تھی،وہ
"کرنے کے لیے مان گیا۔

کیا چاہتی تھیں اپ؟"احد مرزا نے اسے بغور دیکھا۔ماہ پارہ کی آنکھوں"
میں نمی اتری۔

میں اسے نقصان نہیں پہنچانا چاہتی تھی۔بس کچھ دیر اسے اکیلے رکھنا،اسے"
"ڈرانا تھا،دھمکانا تھا۔اسے زور دینا تھا کہ وہ فلک سے دو دور چلی جائے۔
لیکن کچھ ایسا ہو گیا جو آپ نے سوچا بھی نہیں تھا۔"احد مرزا نے نتیجہ"
نکالا۔

ماہ پارہ کا سر جھکا ہوا تھا۔

چار سالہ انس بہت ذہین تھا۔اس کی ڈرائیونگ ایسی عمدہ تھی جیسے چار سالہ بچے نے نہیں بلکہ کسی ماہر مصور نے بنائی ہو۔ایوارڈ سرمنی میں والدین کو بلایا گیا۔

فلک نے جاننے کی کوشش نہیں کی اور مریم نے بتانے کی۔ ننھا ابراھیم اس کے ساتھ تھا۔ایوارڈ روم میں انس اس کی بغل میں بیٹھا تھا،ابراھیم پہلو میں بیٹھی ٹیچر کے پاس کھیل رہا تھا جب کسی نے اس کا کندھا تھپتھپایا۔

"میم۔آپ کے ہسں مینڈ کا پیغام ہے۔"

مریم بے دلی سے اٹھی۔ٹیچر ابراھیم کو کھلا رہی تھی۔مریم ہال سے نکل آئی۔وہ عورت دروازے میں ایستادہ تھی۔مین گیٹ کے قریب ایستادہ کار کی جانب اشارہ کیا:

"وہاں ڈرائیور آپ کے انتظار میں کھڑا ہے۔"

مریم نے بہت پہچاننے کی کوشش کی لیکن یہ شناسا آدمی نہیں تھا۔ فلک اکثر ڈرائیور بھجوا کر اسے سرپرائز ٹرپ پر لے جاتا تھا لیکن یہ ڈرائیور نیا تھا۔ مریم تجسس میں گیٹ تک گئی۔ ڈروائیور نے احتراماً دروازہ کھول دیا۔

"فلک نے تو مجھے ایسا کوئی پیغام نہیں دیا۔"

وہ مشکوک تھی، پارکنگ میں چہل قدمی نہ ہونے کی برابر تھی۔ ڈرائیور نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا، آگے آیا اور پھر مریم کا بازو کھینچ لیا۔

"وٹ دا۔۔۔"

آدمی کی مضبوط گرفت میں اس کا سانس دب گیا۔ کار کا پچھلا دروازہ گھسیٹ کر اس نے مریم کو اندر دھکیلا۔ وہ چیخنا چاہتی تھی، آواز دب گئی، بھاگنا چاہتی تھی، دروازے بند ہو گئے۔ چند لمحوں بعد ہی مارسٹارٹ ہو گئی،

اس نے شیشے سے دیکھا کہ وہ سکول سے دور جا رہے تھے۔

"نہیں، میرے بچے۔"

وہ کسمسائی، ڈرائیور نے اس کا ہاتھ بھی باندھ دیا تھا۔ وہ انہیں چھڑانے کے لیے پوری قوت لگا رہی تھی۔ کار پوری رفتار سے اڑی جا رہی تھی، فاصلہ بھی بڑھ رہا تھا اور شام کی تاریکی بھی۔ دوپہر سے شام ہو چلی تھی۔

وہ مین روڈ پر تھے جب اچانک ہی جمپ آیا تو رسی کھل گئی، مریم کے ہاتھ آزاد ہوئے۔ رسی کھل کر گری۔ ڈرائیور بے خبر تھا۔ رد عمل ایک لمحے کا تھا۔ اس نے وہی رسی اٹھائی اور عقب سے ڈرائیور کی گردن کے گرد باندھ دی۔

ڈرائیور ہڑبڑا گیا۔ کار چکر کاٹنے لگی۔ بے قابو ہو گئی۔ درخت سے جا ٹکرائی۔ ڈرائیور کا سر ونڈ سکرین میں لگا۔ وہ بے ہوش نہیں ہوا لیکن یہ سروائیول کی جنگ تھی۔ مریم نے پوری قوت سے اسے گردن سے کھینچ اور اس کا سر دوبارہ ونڈ سکرین میں دے مارا۔ کار سے نکلی اس دور بھاگتی چلی گئی۔

اس کے بچے سکول میں اکیلے تھے۔ وہ خود یہاں سڑک پر اکیلی بھاگ رہی تھی، اس کے پیچھے جانے جان کا دشمن بھاگا آ بھی رہا تھا یا نہیں لیکن سڑک پر چھایا اندھیرا خود وحشت ناک تھا۔

یہاں آمدورفت بہت کم تھی،ایک دوٹرک گزرے لیکن مریم سہمی ہوئی تھی،وہ لفٹ لینے سے ڈررہی تھی،فون ادھار مانگنے سے گریز کررہی تھی۔ وہ حد درجے ڈری ہوئی تھی۔یہ ڈر مجسم بن رک سامنے آیا تھا۔اس نے وین کی آواز سن کر رخ موڑ لیا لیکن وین رک گئی۔

وہ چار جوان تھے۔مریم کا دل ڈوب گیا تھا۔وہ مدد نہیں چاہتی تھی،وہ مدد کرنے پر بضد تھے۔وہ نفی کرتی پیچھے ہٹ رہی تھی،وہ سر ہلاتے آگے آرہے تھے۔وہ فرار چاہتی تھی،وہ اسے اپنے ساتھ لا جانا چاہتے تھے۔

تبھی دوسری وین آکر رکی۔اس میں تین لوگ سوار تھے،دو جوان اور ایک اڈھیر عمر۔وہ اکیلی لڑکی کو گھبرایا دیکھ کر جان گئے تھے مسئلہ کیا ہے۔وہ اپنی وین سے اتر آئے،چار نوجوان بھی سینہ تان کر کھڑے ہو گئے۔ہاتھا پائی ہونے لگی،ہتھیار چلنے لگے۔

مریم پھنس کر رہ گئی۔اس نے بھاگنا چاہا تو کسی نے کھینچ لیا۔چیخنا چاہا تو کوئی گھسیٹ کر کہیں کو لے چلا۔جانے کون تھا وہ جس نے وین سے پائپ نکالا اور پٹرول سڑک پر پھیلتا چلا گیا۔

تبھی دوسرے نے جیب سے ماچس نکالی اور پٹرول کی سطح پر آگ تیرنے لگی۔لڑکوں نے آگ بھڑکتی دیکھی،وہ سب چھوڑ چھاڑ کر دور بھاگے،مریم کو دو کھینچتا لڑکا سہم گیا،اس نے مریم کو چھوڑا،دور ہو لیا۔خود کو چھڑانے کا زور لگاتی مریم کا توازن بگڑا۔۔۔

آگ یکلخت بھڑکی اور اسکی چیخیں بلند ہوئیں۔

ایک ہی نمبر سے دس مس بیلز آچکی تھیں۔فلک نے تنگ آکر نمبر بند کیا اور فون پرے رکھ دیا۔سر جھکا لیا اور فائل میں مگن ہو گیا۔تبھی پرسنل فون بیپ کرنے لگا۔فلک نے دیکھا کہ مریم کی کال تھی۔

اس کا چہرہ سپاٹ ہوا۔ کچھ دیر سپاٹ رہا۔ پھر اس نے یہ نمبر بھی سائلنٹ کیا اور فائل پر جھک گیا۔

آنکھ نے دیکھا کہ وہ آگ کے سمندر میں تھی اور بدن جلتا جا رہا تھا۔ کوئی اسے آگ سے باہر کھینچ رہا تھا لیکن شعلے اسے واپس کھینچ رہے تھے۔ وہ تکلیف محسوس کر رہی تھی، چیخ رہی تھی، بدن میں سوئیاں سی اتر رہی تھیں، جسم انگارے میں بدل رہا تھا۔

ٹیچر اس نمبر پر ٹرائے کر کے تھک گئی۔ دو سالہ بچہ اس کی گود میں تھا۔ چار سالہ سامنے پریشان حال کھڑا تھا۔ رات ڈھل رہی تھی، اسے خود بھی گھر لوٹنا تھا لیکن ان بچوں کی ماں جانے کہاں گی، فون، بچے سب چھوڑ گئی تھی۔

ٹیچر نے بہت امید سے ایک آخری بار مریم کے فون سے وہ نمبر ملایا جو ڈائلڈ نمبروں میں سب سے اوپر تھا۔ فلک کامران۔ کال جاتی رہی لیکن کسی نے نہیں اٹھائی۔

لڑکوں نے اسے آگ کے سمندر سے باہر کھینچ لیا۔ وہ اس مرحلے میں تھی جب جسم کی حالتِ زار بیان کرنے کے لیے تکلیف نا لفظ بہت چھوٹا پڑ جاتا ہے۔

"اسے وین میں بٹھاؤ، ہسپتال لے جانا ہو گا۔"

اڈھیر عمر شخص نے کہا۔ دونوں لڑکوں نے وہ آدھ جلا نیم بے ہوش وجود وین میں ڈالا۔۔

ماہ پارہ خوب پریشان تھی۔آدھ گھنٹے میں اس نے اٹھارہ بار ڈرائیور کو کال ملائی تھی لیکن جواب ندارد تھا۔ بکتی جھکتی وہ لاؤنج میں آئی۔فریج سے پانی نکالا۔ تبھی لینڈ لائن پر کال موصول ہوئی۔ماہ پارہ نے اٹھالی۔

"مسٹر فلک کامران؟"

"نہیں،وہ گھر پر نہیں ہیں۔"

:ماہ پارہ نے بتایا۔دوسری طرف بولتی عورت کا لہجہ تشویشناک تھا

میں نے کافی بار ان کا نمبر ملایا ہے لیکن وہ اٹھا نہیں رہے۔ان کی بیوی جانے" کہاں غائب ہو گئی ہے۔ان کے دونوں بچے سکول میں میرے پاس ہیں میم۔

"میں کیا کروں؟

ماہ پارہ سمجھ گئی کہ ڈرائیور مریم کو سکول سے لے گیا ہے۔ جبھی وہ غائب تھی۔

ان کا بچہ بہت رو رہا ہے میم۔"ٹیچر خود پریشان تھی۔"

ماہ پارہ کا دل پسیج گیا۔بچوں کا آخر کیا قصور ہے۔

"میں ڈرائیور بھیج رہی ہوں۔بچے ان کے ساتھ بھیج دیں۔"

دائیں بائیں،اوپر نیچے،ہر سمت بدن میں تکلیف تھی،زخم تھے۔جسم نہیں تھا،پھوڑا تھا جو شدید تکلیف میں تھا۔پھر اس پر مستزاد،وہ اس پھوڑے کے درد سے بے بس ہونے کے باوجود بھی ہوش میں تھی۔

"میرے بچے۔۔۔""میرے بچے۔۔۔"

کوئی فلک کامران نہیں تھا۔کوئی ماہ پارہ جیسا رقیب نہیں تھا۔وہ نیم بے ہوشی کی حالت میں تھی کچھ بڑبڑا رہی تھی،اپنے بچے کھوج رہی تھی۔

اڈھیر عمر شخص نے الف سے یے تک سارا قصہ پولیس انسپکٹر کو بتادیا۔دونوں لڑکے بھی ساتھ تھے اور وہ شاہد تھے کہ سڑک پر کیا ہوا۔

"اس کے ماں باپ،شوہر یا بھائی؟کوئی رشتہ دار؟"

انسپکٹر نے پوچھا۔اڈھیر عمر آدمی اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتا تھا۔دبی دبی سسکیاں اور وقفے وقفے سے بلند ہوتی چیخیں وارڈ سے باہر آ رہی تھیں۔

انسپکٹر وارڈ میں آیا اور مریضہ کی حالت دیکھ کر ایک لمحے کے لیے ساکت رہ گیا۔

"یہ ابھی تک ہوش میں کیسے ہے؟"

"اسے اینیستھیٹک دیے گئے تھے لیکن اثر نہیں ہوا۔تکلیف اس قدر ہے کہ بے ہوشی کے انجیکشن نے بھی اثر نہیں کیا۔"

"میرے بچے۔۔۔وہ رو رہی تھی،بدن میں کہاں تکلیف تھی، سمجھ نہیں آ رہا تھا،سیڈیٹو نے اثر نہیں دکھایا۔وہ بدن اکڑائے بس خلاؤں میں گھورتی روئے جا رہی تھی۔

"اپنے باپ کا نام بتاؤ،شوہر ہے تو اس کا نام بتاؤ،بھائی کا نام بتاؤ۔"

انسپکٹر نے بلند آواز میں پوچھا۔مریم کے کانوں میں اس کی آواز کی لہروں نے بے ہنگم سا شور پیدا کیا۔

کوئی نہیں آئے گا۔۔۔میرے لیے، کوئی نہیں آئے گا۔۔۔۔""اپنا نام"

"بتاؤ لڑکی۔پورا نام بتاؤ۔

:میں مریم۔۔۔"وہ نیم بے ہوشی میں پکار رہی تھی"

"میں مریم رضا۔۔۔مریم رضا۔۔۔۔"

احد مرزا نے لمحہ بھر کے لیے پیڈ پر سے نظریں ہٹا کر دیکھا۔ماہ پارہ کی آنکھیں سرخ تھیں، آنسو ان میں ٹھہرے تھے اور ہاتھ کانپ رہے تھے، سر جھکائے :وہ میز کھرچ رہی تھی

مجھے نہیں پتا انہوں نے کیسے ہسپتال میں ملنے والی اس انجان لڑکی کا رشتہ " فلک کامران سے نکالا۔مجھے بس اتنا پتا ہے کہ ہسپتال کے نمبر سے، پولیس "کے نمبر سے فلک کامران کو بہیتری کالز گئیں لیکن اس نے نہیں اٹھائیں۔

سائلنٹ موڈ پر لگا فون مرتعش تھا۔پرسنل فون آف تھا۔لینڈ لائن کئی بار کھڑکا تھا لیکن فلک کی نیند میں خلل نہ آسکا۔فائل پر بال پین رکھے،وہ کرسی سے ٹیک لگائے،سر پیچھے کو جھکائے شاید کچھ سوچتا سوچتا ہی سو گیا تھا۔

اس کی ایک بیوی غصے میں تپی تھی۔

دوسری آگ میں جل گئی تھی۔

بچے آنسوؤں میں ڈوبے تھے لیکن وہ۔۔۔وہ تو سو رہا تھا۔

"اس کے بچے گھر پہنچ گئے تھے۔۔۔"

:ماہ پارہ نے بتایا

اور وہ اپنی ماں کے لیے پریشان تھے۔میں نے بہت بار ڈرائیور کو کال کی" لیکن اس کا نمبر بند تھا۔میں محسوس کر سکتی تھی کچھ غلط تھا۔وہ عورت شاید "واقعی کھو گئی تھی۔

"اسے کس نے ڈھونڈا؟"

ماہ پارہ کی آنکھوں میں وہی رات گھوم رہی تھی: "وہ مریم کا پھوپھا زاد بھائی تھا۔سنان رضا۔

' زخمی دل '

لاؤنج میں معمول کے مطابق خاموشی تھی۔آدم چپ چاپ بن نگلتے ہوئے کسی جونیئر کی کارکردگی کا ریکارڈ ٹیبل پر دیکھ رہا تھا۔دن میں بھی اتھاہ تاریکی اور نامحسوس سی وحشت نے بنگلے کو قبضے میں لے رکھا تھا۔

اس وحشت کا بھی اصل شکار آدم تھا۔

سر۔۔۔"آیا نے بہت ہمت کے بعد منہ کھولا":

"سر،وہ آپ سے۔۔۔بات کرنی۔"

"بولتی جایا کرو۔لوگوں کا ہچکچانا زہر لگتا ہے مجھے۔"

وہ درشتی سے بولا۔آیا نے دل ہی دل میں سوچا کہ اس کے مالک کو تو اب ہر کوئی زہر لگتا ہے۔

وہ۔۔۔سونیا۔۔۔کچھ ٹھیک نہیں ہے۔کل رات بھی۔۔۔قے کی اور اب "
" بھی۔۔۔کچھ گرم محسوس ہو رہی ہے۔شاید بخار۔۔۔

تو چیک کرواؤ اسے۔ڈاکٹر بلواؤ اور علاج کراؤ۔جب ٹھیک ہو جائے مجھے بتا"
"دینا۔

لاپروائی سے کہہ کر وہ اٹھ گیا۔

:ایڈم سر۔"آیا دوبارہ ہچکچا گئی"

سر پلیز۔باقی کچھ نہیں تو کم از کم سونیا کے ساتھ تو یہ سلوک مت کریں۔"
"آپ کی بیٹی ہے سر۔

آدم کا رخ بیرونی جانب تھا۔وہ چلتے چلتے رک گیا۔پلٹ کر خونخوار نظروں سے میڈ کو دیکھا،

شکر کرو کہ اس وقت میرے پاس پستول نہیں ہے ورنہ تم اپنے پیروں پر نہ " کھڑی ہوتیں۔" وہ ڈھارا۔

آیا کا سر جھک گیا۔ آدم نے غصے میں کچھ بڑبڑایا اور بڑبڑاتے ہوئے باہر نکل گیا۔ میڈ نے وہی کیا جس کا حکم ملا تھا۔ ڈاکٹر کو بلایا۔ سونیا واقعی گرم تھی۔ علامتی بخار تھا لیکن وہ شدید کمزور نظر آ رہی تھی۔ آیا جانتی تھی مسئلہ کیا ہے لیکن وہ چپ رہی۔

آدم معمول سے بھی زیادہ لیٹ گھر آیا۔ آتے ہی اپنے کمرے میں گیا۔ شاور لیا۔ وہ بہت کم گھر آتا تھا۔ زیادہ وقت اب آفس میں ہی صرف ہو جاتا لیکن اس رات وہ گھر واپس آیا۔

کچن سے اپنے لیے کچھ پینے کا سامان نکالتے ہوئے اس نے محسوس کیا کہ اوپر کمرے کی لائٹس روشن تھیں۔ وہ سیڑھیاں چڑھتا گیا۔ ڈور ناب پر ہاتھ رکھا اور دروازہ اندر کو دھکیلا۔ کمرے کی لائٹ جل رہی تھی اور سونیا گھڑی بنی بیڈ سے چپکی تھی۔ آدم نے فوراً لائٹ بند کی۔

سونیا یک دم تڑپ گئی۔

نہیں، لائٹ بند مت کرو۔" روہانسی آواز آئی۔"

"لائٹ روشن رہی تو تمہیں نیند کیسے آئے گی؟"

بھاری سا لہجہ۔ سونیا نے گھوم کر دیکھا۔ اس کا رویا رویا چہرہ اور لال لال آنکھیں قابلِ ترحم تھیں۔ وہ جنگ کرنے کی حالت میں نہیں تھی، سو واپس بستر پر ڈھے گئی۔

آدم نے لائٹ نہیں جلائی، البتہ چھوٹے قدم اٹھاتا اس کے بستر کر قریب آیا۔ وہ کھلی آنکھوں سے بیڈ کو گھورتی، انگلی سے شیٹ پر لکیریں کھینچ رہی تھی۔

تمہیں لائٹ آن کر کے سونا کبھی پسند نہیں رہا۔ پھر آج لائٹ آف کیوں" نہیں تھی۔"

وہ چپ رہی۔ رخ موڑ لیا۔ آدم نے ہتھیار ڈال دیے۔ اس کے سرہانے بیٹھ گیا۔

کم آن۔ تم پاپا کو ڈانٹ سکتی ہو۔ پاپا کو مار سکتی ہو۔ آج پاپا کے پاس گن نہیں"
"ہے۔ وہ گولی نہیں ماریں گے۔
کیوں؟ گن کہاں ہے؟" وہ چونک اٹھی۔"
"گم ہو گئی۔"

بہانہ بنایا۔ کافی دیر خاموشی چھائی رہی۔ پھر سونیا نے اس کی طرف چہرہ موڑ لیا۔

"آپ نے پارہ کو بھی ماما کی طرح مار دیا ہے کیا؟"
سوال کیا۔ آدم بے تاثر نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا۔ "میں نے اسے نہیں
"مارا۔

"پھر وہ کہاں گئی ہے؟"
دوبارہ سوال۔ آدم نے کوئی جواب نہیں دیا۔ بس ہاتھ بڑھا کر سونیا کے ماتھے پر رکھا۔ وہ گرم تھی، اٹھ بیٹھی۔ اس کی آنکھوں میں لالی تھی۔ ناک کی پھننگ بھی سرخ تھی۔

ڈرلگ رہا تھا۔مام مر گئی ہیں۔پارہ چلی گئی ہے۔میڈ بھی سو گئی ہے۔تو میں" اکیلی تھی۔ڈرلگ رہا تھا۔سو لائٹ آن رکھی۔ورنہ شاید لائٹ آف ہوتی تو "آپ مجھے کبھی مار دیتے۔

"میں کیا ٹیڈ بنٹی ہوں؟"

وہ بے ساختہ کہہ گیا۔سونیا کی آنکھوں میں نا سمجھی اتری۔چند لمحوں کی خاموشی، پھر سونیا نے دوبارہ چہرہ موڑ لیا۔

"میرے بیڈ سے اترو۔میرے کمرے سے نکلو۔"

وہ نخرے سے بولی۔

"یہ میرا گھر ہے۔"

آدم نے لاپروائی سے کہا اور بیڈ پر ہی سیدھا لیٹ گیا۔سونیا متذبذب سی بیٹھی رہ گئی

تم لائٹ آن کرنا چاہوں تو کر سکتی ہو۔ لیکن میرا یقین کرو۔اس سے فرق"
نہیں پڑے گا کیونکہ میرے پاس پستول نہیں ہے۔اگر ہوتی بھی تو آئی
"سویئر۔۔۔

:اس نے ننھی سونیا کی نرم ع ملائم گال پر چٹکی کاٹی

میں پوری دنیا کو صفحہ ہستی سے مٹادوں گا پر تمہیں ایک انچ بھی نہیں آنے"
"دوں گا۔تم پاپا کی جان ہو، سونیا مراد۔
"آپ نے مجھے کئی بار مارا۔یہاں۔"
اس نے گال پر ہاتھ رکھ کر معصومیت سے کہا۔"میں بہت بیوقوف ہوں،
"بہت غلطیاں کرتا ہوں۔مجھے معاف کردو۔
"ایک شرط پر۔۔۔"
اس نے انگلی اٹھائی، آدم سن رہا تھا،

آپ نے اگر پارہ کو کہیں بند کر رکھا ہے یا اسے کہیں دور چھوڑ آئے ہو تو" پلیز، اسے واپس لے آؤ۔ وہ مجھے اچھی لگنے لگی ہے۔" آدم نے سنا اور سن کر چپ رہ گیا۔ وہ جان گیا تھا کہ وہ ساری عمر سونیا مراد کا خطا کار ہی رہے گا۔

"ہاں۔ مجھے بھی اچھی لگتی ہے۔"

ماہ پارہ کی نگاہیں جھکی تھیں۔ اس کے کانوں میں احد مرزا کی مبہم سی آواز پر رہی تھی:

کیا مطلب کہاں ہوں، فیکٹری میں ہوں اور کہاں ہوں۔۔۔ نہیں، ابھی" فری نہیں۔۔۔۔ میں شام کو تمہیں پک کر لوں گا۔۔۔ نہیں، جھوٹ کیوں بولوں گا۔۔۔ ازائلم؟ نہیں، ازائیلم کیوں آؤں گا۔۔۔ نہیں فیکٹری میں ہوں۔ ازائیلم نہیں ہوں۔"

پھر سامنے آہٹ ہوئی۔ احد مرزا واپس کرسی پر آ بیٹھا تھا۔

"کون ہے؟ جس سے جھوٹ کہہ رہے تھے۔"

:ماہ پارہ نے جھکے سر کے ساتھ پوچھا۔احد مرزا نے کندھے اچکا دیے

وہی ہستی جسے شوہر ہمیشہ بے وقوف سمجھتا ہے اور اس سے جھوٹ بولتا"

"ہے۔

آپ کی وائف کتنی خوش قسمت ہے ناں ڈاکٹر۔جسے آپ جیسا کیئر نگ مرد"

ملا ہے،وہ عورت کس قدر خوش قسمت ہو گی۔"اس نے خود کلامی کی لیکن

احد مرزا نے سن لیا۔

میں نے ابھی اس سے جھوٹ بولا ہے۔میں اس کا وقت کسی دوسری"

"عورت پر ضائع کر رہا ہوں۔پھر بھی میری بیوی خوش قسمت ہے۔

مرزا ٹیبل پر جھکا LRI ماہ پارہ کچھ نہیں کہہ سکی۔

اور پتا ہے یہی آپ کا مسئلہ تھا ماہ پارہ۔آپ کو ستائش کی تلاش تھی،پرواہ کی"

تلاش تھی۔کوئی ایسا نہیں جو آپ سے محبت کرے تو اسے دل میں چھپا کر

رکھے بلکہ کوئی ایس جو ہر دم آپ کے گُن گائے،آپ کے ارد گرد منڈلائے

اور آپ پر واری جائے۔ کیوں صحیح کہہ رہا ہوں ناں۔" ماہ پارہ ساکن رہی۔

:احد مرزا نے بات جاری رکھی

"ماضی میں آپ کو ایسا شخص ملا۔ جو آپ کی پرواہ کرنے لگا لیکن پھر آپ کو چھوڑ کر چلا گیا۔ آپ اس کے انتظار میں کھڑی رہیں، واپس نہیں پلٹیں اور جب وہ آگیا تو اس کے قدموں میں گر گئیں لیکن۔۔۔ یہ آپ سے برداشت نہیں ہوا کہ وہ اکیلا نہیں ایا، کسی اور کو بھی ساتھ لایا ہے۔ وہ 'کوئی اور' جو اس کی زندگی میں موجود تھا، آپ سے برداشت نہیں ہوا۔ کیوں صحیح کہہ رہا ہوں ناں؟"

احد مرزا کی آواز بلند ہوئی تھی۔ ماہ پارہ کی نظریں جھکی رہیں۔ اس کی خاموشی کا مطلب نفی نہیں تھا۔

احد مرزا اتنا سب کچھ کیسے جانتا ہے، اس کے ذہن میں یہ خیال بھی نہیں تھا۔

انس نے اپنی ڈرائنگ بک مریم کے سامنے لا رکھی۔

"مجھے فرسٹ پرائز ملا مام۔"

اس کی ڈرائنگ کمال کی تھی۔ مریم بس مسکرا کر رہ گئی۔

"میں پاپا کو دکھاؤں گا۔ اور ان سے گفٹ بھی لوں گا۔ پاپا کب آئیں گے؟"

"آجائیں گے رات کو۔"

وہ کہہ کر کمرے میں آگئی۔ ابراھیم جاگ گیا تھا۔ اپنا بستر گیلا کر چکا تھا۔ اس کے کندھے ڈھلک گ ئے، وہ یقیناً ڈائیپر لگانا بھول گئی تھی۔ بستر کی چادر بدلی، ابراھیم کو دودھ پلایا، وہ بمشکل دوبارہ سویا، تبھی انس چیختا ہوا اندر آیا:

"ماما بھوک لگی ہے مجھے۔"

اس کے لیے اس کی فیورٹ بریڈ بنانی تھی۔ مریم نیچے ائی، اس کے لیے کھانا بنایا اور کھلایا۔ پھر اس کا ہوم ورک، درمیان میں ابراھیم کا جاگنا اور چیزیں بکھیرنا، اسے سمیٹنا۔۔۔

ماہ پارہ چپ چاپ کافی کا مگ لیے لاؤنج میں ٹکی رہی۔

وہ کوئی پلان تو بنا رہی تھی۔

وہ اس کی بزنس میٹنگ ہی تھی۔اختتام پر دوست نے اسے جالیا۔

"ایک بات پوچھوں تو سچ سچ بتائے گا؟"

فلک مصروف تھا۔اسے ابھی تمام ڈاکومنٹس کو از سرِ نو دیکھتا تھا۔وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔دوست منڈلانے لگا۔

تو نے واقعی اس لڑکی سے شادی کی ہے کیونکہ تو اس سے محبت کرتا ہے یا"

"اس لیے کی ہے کیونکہ تو آدم کو جلانا چاہتا ہے۔

"میں اس موضوع پر بات بھی نہیں کرنا چاہتا۔"

وہ بیس لوگوں سے یہ بکواس سن چکا تھا۔

"ہاٹ ٹاپک ہے بھائی۔چل مجھے تو بتادے۔آدم سے دشمنی میں ایسا۔۔۔"

مجھے پرواہ نہیں وہ آدم کی کیا لگتی تھی۔میں اس سے پیار کرتا ہوں،اس لیے"

نکاح کیا۔اور میں برداشت نہیں کروں گا کہ کوئی شخص میری بیوی کا رشتہ

"اس بدکار شخص سے جوڑے۔

ناگواری طاری کرلی۔دوست کندھے اچکا کر بیٹھ گیا۔

"ویسے،سچ کہوں۔تو پھنس گیا ہے فلک۔"

"اچھا؟"

:فلک نے ظنزیہ انداز میں آبرو اٹھائے لیکن دوست سنجیدہ تھا

"تیری پہلی بیوی یہ سب برداشت نہیں کرے گی۔"

"مریم ایسی نہیں ہے۔وہ میری فیلنگز سمجھتی ہے۔"

اس نے معاملہ رفع دفع کرنا چاہا لیکن دوست بات کی کھال اتارنے پر تلا تھا،

پھر بھی فلک۔تجھے اس بارے میں سوچنا چاہیے۔پہلے وہ تیرے لیے سب "

کچھ تھی۔اب تو نے اسے آدھی ملکیت سے ہٹا دیا ہے۔اور پتا ہے عورتوں کو

سب سے زیادہ یہ چیز تکلیف دیتی ہے کہ ان کے شوہر ان کو چھوڑ کر کسی

"دوسری عورت کو منہ لگائیں۔یہ سوتن کا لفظ ایویں نہیں ایجاد ہوا۔

مریم ایسی نہیں ہے۔اور نہ میری ڈریم گرل۔تو پلیز تو اب میرے گھریلو"

"معاملات ڈسکس کرنا بند کرے گا۔

:اس نے نرمی سے کہا تو دوست نے کندھے اچکا دیے

نصیحت کر رہا تھا کہ خیال رکھیں۔ تو اب دنیا کی سب سے خطرناک چیز سے "

"لڑ رہا ہے۔

"اچھا، اور وہ خطرناک چیز کیا ہے؟"

فلک کو دلچسپ لگا۔

"محبت کرنے والی عورت کا زخمی دل۔"

اس کا رخ سیڑھیوں کی جانب تھا لیکن لاؤنج میں ماہ پارہ کو دیکھ کر ٹھہر گیا۔ واپس اترا اور لاؤنج میں آ بیٹھا۔

"سوئی نہیں۔"

ماہ پارہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ سر جھکائے بیٹھی رہی۔ اس نے محسوس کیا ماہ پارہ پر ملال تھی۔ اس کا موڈ خوش کرنے کے لیے فلک نے لبوں پر مسکراہٹ سنائی:

"اچھا، سوئی نہیں ہو تو چلو مجھے کافی بنادو۔ پارٹی کرتے ہیں، ہوں؟"

جواباً دو آنسو ماہ پارہ کی آنکھوں سے بہتے ہوئے گال گیلا کر گئے۔ اس نے جلدی سے چہرہ پونچھ لیا لیکن فلک نے آنسو دیکھ لیے تھے۔

"ہئے، رو کیوں رہی ہو، کیا ہوا؟"

کیا ہوا ہے ماہا؟" "" ماہ پارہ نے ہچکی لی۔"

مجھ سے کافی کی فرمائش کرنے سے پہلے اپنی بیوی سے پوچھ لیں فلک۔ کیا"

"مجھے کچن میں داخل ہونے کی اجازت بھی ہے؟

: کیا مطلب۔۔۔ "وہ گڑبڑا گیا"

یہ کیا بات ہوئی، اور تم کیوں رو رہی ہو۔ کیا؟ مریم نے کچھ کہا ہے، کیا کہا"

"ہے؟

اور اگلے ہی لمحے وہ صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ ذہن میں دوست کی باتیں گھوم رہی تھیں، آنکھوں میں ماہ پارہ کے آنسو چبھ رہے تھے۔ لاؤنج میں کھڑے کھڑے چلایا،

"مریم، نیچے آؤ۔"

ماہ پارہ نے سسکی لی اور آنسو بہائے۔چند لمحوں میں زینے پر مریم دکھائی دی۔

وہ آخری زینے پر رک گئی، اونچی کھڑی تھی۔فلک لاؤنج میں نیچے تھا۔

"کیا کہا ہے تم نے ماہا کو؟"

:کچھ کہے سنے بغیر وہ بگڑا

میں نے تم سے وعدہ کیا تھا ناں کہ ماہا تمہیں ہرٹ نہیں کرے گی مریم۔تو"

"مجھے بتاؤ گی کہ تم اسے ہرٹ کیوں کر رہی ہو؟

مریم نے کوئی جواب نہیں دیا۔وہ سپاٹ چہرہ لیے سیڑھیوں پر کھڑی تھی۔

:میں اپنے لیے کافی بنا رہی تھی۔۔۔"ماہ پارہ نے اٹکتے ہوئے کہا"

پر انہوں نے کہا مجھے ان کے کچن میں اپنے ناپاک قدم نہیں چاہیئں۔میں"

نے برداشت کیا فلک۔میں نے ان کے لیے کافی بنائی تاکہ دوستی کا ہاتھ بڑھا

سکوں مگر، انہوں نے وہ گرادی، مجھ پر چیخیں۔آپ کا بیٹا لنچ مانگ رہا تھا۔

میں نے آپ کے بیٹے کے لیے لنچ بنایا انہوں نے وہ سب کھانا ڈسٹ بن میں

پھینک دیا۔ان کا خیال تھا میں اسے زہر دے رہی ہوں۔میں بھلا۔۔۔انہیں زہر کیوں دوں گی فلک۔"

وہ رو رہی تھی، آنسو بہا رہی تھی، فلک کا دل برا ہوا۔اس نے پلٹ کر مریم کو دیکھا۔

"تم سے۔۔۔"

:اس کی آنکھوں میں ایسا تاثر تھا جو مریم کو احساسِ جرم میں مبتلا کر رہا تھا

کم از کم میں تم سے یہ توقع نہیں کر رہا تھا مریم۔میں یہ روایتی عورتوں جیسی حرکتیں واقعی برداشت نہیں کروں گا یار۔"

مریم ساکت تھی۔پسِ منظر میں ماہ پارہ کی ہلکی ہلکی سسکیاں گونج رہی تھیں۔فلک اس کی طرف پلٹا۔

اچھا تم چپ کرو ناں یار۔" وہ اس کا بازو تھام کر اسکے کمرے کی طرف لے جا رہا تھا:

تم چھوڑو، میں تمہیں اچھی سی کافی پلاتا ہوں۔" اسے کمرے میں چھوڑ کر وہ" باہر آیا۔ کچن میں گھسا۔ مریم ابھی تک سیڑھیوں پر ایستادہ تھی۔

"اب یوں کھڑے رہ کر اپنی غلطی پر پچھتانے کا فائدہ کیا ہے۔ جاؤ، سو جاؤ۔" اس نے جالی سے دیکھ لیا تھا۔ مریم کا چہرہ سپاٹ رہا۔ اپنے بچے کی ڈرائنگ دیکھنے، اپنے بچوں کی خیریت پوچھنے، اپنی مریم کا حال پوچھنے، اس سے محبت کے دو بول پوچھنے کے لیے فلک کامران نہیں رہا تھا۔

وہ اب اس پر اعتبار کرنے کے لیے نہیں بچا تھا۔

وہ واپس کمرے کی جانب پلٹ گئی۔ فلک کامران کافی کے دو مگ اٹھائے ماہ پارہ کے کمرے میں داخل ہوا۔ وہ ابھی تک روہانسی سی بیڈ پر بیٹھی تھی۔ فلک نے مگ اسے تھمایا:

اب تو خوش ہو جاؤ۔ میں نے کبھی کسی کے لیے یوں رات کے بارہ بجے" "خصوصی چائے نہیں بنائی۔

ماہ پارہ ہولے سے مسکرا دی۔ فلک اس کے برابر بیٹھ گیا۔

"رات کو سوتے سمے کون کافی پیتا ہے۔"

"۔ lovebird میں اور میرا"

وہ سرگوشی میں بولا۔ماہ پارہ کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔ فلک نے اپنا مگ میز پر رکھ دیا۔

"تم گھر میں بور ہو جاتی ہو گی۔ کچھ چاہیے تمہیں؟ کوئی سرگرمی جس میں تم خود کو انوالو کر سکو، کوئی جاب، کوئی کام۔۔۔"

یا کوئی بچہ۔۔۔" وہ ہولے سے کہ گزری۔ فلک نے سن لیا۔ مسکرایا۔ماہ پارہ کو دیکھتا رہا۔

"اس کا جواب بھی میں دیتا ہوں۔۔۔"

احد مرزا نے ٹیک چھوڑی:

آپ کو بچہ اس لیے نہیں چاہیے تھا کہ آپ فلک کو بیٹا دینا چاہتی تھیں، اس"
سے تعلق مضبوط کرنا چاہتی تھیں بلکہ آپ کو بچہ اس لیے چاہیے تھا تاکہ آپ
"اس کی پہلی بیوی کی پوزیشن کمزور کر سکیں۔

آج ماہ پارہ کی جوابی خاموشی کا دن تھا۔

"روایتی حرکتیں تو آپ کر رہی تھیں ماہ پارہ۔"

میں نے اسے بہت ستایا۔ بہت تنگ کیا۔ فلک کو ہر ممکن طریقے سے اس"
کے خلاف بھڑکانے کی کوشش کی لیکن، وہ اس پر غصہ ہوا، اس سے ناراض
بھی ہوا، بدظن بھی ہوا ہوگا لیکن، کبھی اس پر بھڑکا نہیں، کبھی اس پر چیخا
"نہیں۔

ماہ پارہ کی آنکھوں میں نمی بھر آئی تو اس نے احد مرزا کو دیکھا، "اور میری
چھوٹی سے چھوٹی بات، میری ہر بات اسے چبھنے لگی۔ آنے والے ہر دن مسئلہ
"بنتی گئی۔

یہ پہلی بار تھا کہ وہ ماہ پارہ کو اپنے ساتھ کسی پارٹی میں لایا تھا۔ سیاہ ساڑھی میں اس کا لمبا خوبصورت وجود جاذبِ نظر تھا۔ وہ ان لوگوں کے درمیان اپنی ریپوٹیشن جانتی تھی، تبھی سب سے الگ تھلگ تھی۔ لیکن لوگوں کی نظروں کا مرکز بنتی جا رہی تھی۔

"یہی آدم مراد کی بیوی تھی ناں۔"

وہ جانتے تھے۔ ماہ پارہ کو ان کے تبصرے سنائی نہیں دیے، دیے بھی تو اس نے نظر انداز کیے۔ وہ فلک کامران کی نظروں میں تھی، یہی کافی تھا۔ باقی سب نظریں حیثیت نہیں رکھتی تھیں۔

:اچھا تو۔۔۔" فلک کا دوست اپنا وائن گلاس لیے اس کے قریب آیا"

"یہ ہے وہ ماہِ فلک جو فلک کامران کا ہتھیار نہیں بلکہ محبت ہے۔"

فلک نے چونک کر دیکھا۔ دوست کی نظریں لان میں دور کھڑی ماہ پارہ پر جمی تھیں۔

"پیاری تو تیری بیوی ہے فلک۔ ماننا پڑے گا۔"

دوست کی نگاہیں نہیں ہٹ رہی تھیں۔ فلک کو کچھ عجیب سا لگا۔ البتہ اس نے برا منائے بغیر دوست کے ہاتھ سے وائن گلاس لیا اور اسے پرے دھکیل دیا۔

"میری بیوی ہے، تیری نہیں۔"

دوست کسی طرف کو کھسک لیا۔ فلک وائن گلاس لیے کھڑا رہا۔ چس بھرتا رہا۔ وہ کسی عورت کے ہمراہ کھڑی تھی۔ فلک کی نظریں اسی کے وجود پر تھیں۔

وقت کیسے بدلتا ہے ناں۔" قریب سے آواز آئی تو فلک کی آنکھوں میں" چبھن سی اتری:

"جو آج تمہارا ہے، وہ کل میرا تھا۔ جو کل میرا تھا، وہ آج تمہارا ہے۔"

تمہیں یہاں کس نے بلایا؟" فلک نے بمشکل غصہ ضبط کیا۔"

بن بلایا مہمان نہیں ہوں۔فاروقی صاحب نے دعوت دی تھی۔بائے دا"
وے لوو برڈ،وہ میرے ن ئے انویسٹر ہیں۔میرے ن ئے پراجیکٹ میں ان کا
"بڑا شیئر ہے۔

فاروقی صاحب نے ابھی کل ہی تو کامران انٹرپرائزز میں ڈیل سائن کی تھی،
فلک سرخ ہوا لیکن سنبھل گیا۔

"تمہیں گیمز کھیلنے میں مزہ آتا ہے ناں آدم؟"

"ہاں آتا ہے مزہ۔"

:وہ لاپروائی سے کہتے ہوئے مسکرایا

اور میری فیورٹ گیم ہے شطرنج۔اس کھیل میں جیتنے سے زیادہ مخالف کے "
"کو پریشان کرنے میں مزہ آتا ہے۔ king

:کو ہر بار بچا لیا جاتا ہے۔"فلک نے سرگوشی میں کہا king لیکن"
اور جانتے ہے اس کو بچانے میں بڑا کردار کون ادا کرتا ہے،اس کی"
queen۔"

تاریکی تھی، سو آدم کا تاریکی میں ڈھلتا چہرہ دکھائی نہ دیا۔ بہت دور تاریکی میں ماہ پارہ جگمگا رہا تھا جس کی روشنی اس تک پہنچنے کے باوجود بھی نہیں پہنچی۔ زخمی دل بہت بڑی طرح تڑپا۔ چہرے پہ خون نظر آیا لیکن اگلے ہی لمحے حواس بحال ہو گئے۔ دھڑکنوں نے ترتیب پکڑ لی۔ جبڑے سخت ہو گئے، ظرنیہ مسکراہٹ نے چہرے کو گھیر لیا۔

: ماہِ فلک۔ "اس نے کہا اور ہنسا۔ کھل کر ہنسا"

وہ ماہِ فلک نہیں ہے۔ وہ ماہ پارہ ہے۔ ٹوٹا ٹکڑا ہے وہ صرف جس کا کام سکون" "پہنچانا ہے، کبھی مجھے، کبھی تمہیں۔۔۔

"ایک لفظ اور نہیں۔"

: فلک میں آگ سی جلی۔ آدم بول رہا تھا

ہاں وہ عورت نہیں ہے، وہ ہیرہ ہے۔ وہ واقعی چاند کا ٹکڑا ہے اور جب وہ" ہنستی ہے، جب وہ سر جھکاتی ہے، جب وہ بلش کرتی ہے۔ اوہ سب چھوڑو، "اسے اب دیکھو، اس سے حیسن کون لگ رہا ہے۔۔۔

فلک نے بے اختیار دیکھا۔اس کی سیاہ ساڑھی میں بدن اور بھی بچ رہا تھا۔سیاہ بال آبشار بنا رہے تھے۔لبوں پر سرخی تھی،آنکھوں میں خمار سا تھا۔

اس کے بال کبھی چھوئے ہیں فلک۔اس کی ہاتھ،اس کے گال،اس کے "

"ہونٹ۔۔۔

فلک نے بے اختیار اسے بازو سے پکڑ کر پیچھے کو گھسیٹا۔آدم ہنسا تھا۔

پارٹی میں تماشہ تو مت لگاؤ فلک۔"وہ سرگوشی میں بولا۔"

کیا چاہتے ہو تم؟"وہ بھڑکا۔"

اس نے کبھی مجھے منع نہیں کیا۔میں پوچھنا چاہتا ہوں تمہیں کبھی منع کیا یا"

تمہاری اور اس کی اتنی انڈراسٹینڈنگ ہے کہ وہ خود چل کر تمہارے پاس

"آتی۔۔۔۔

"آدم،میں برداشت نہیں کروں گا۔"

کیوں نہیں کرو گے؟برداشت کی کمی تو آدم میں ہے۔حالانکہ اس نے"

برداشت کیا۔تب بھی جب اس کی بیوی اس سے بیوفائی کرتے ہوئے کسی اور

مرد کے ساتھ مل رہی تھی اور تب بھی جب وہ اسے چھوڑ کر اس مرد کی

"بانہوں میں جا گری۔

:اور اتنا کہہ کر اس نے ماہ پارہ کی جانب دیکھا

"ایکسکیوزمی، میں ذرا اپنی ایکس وائف سے مل کر آتا ہوں۔"

کہہ کر وہ آگے کو چل دیا۔ فلک نے غصے میں اس کے دونوں بازو جکڑ لیے۔

آدم اس حرکت بھی کھل کر ہنسا۔

کم آن فلک۔ میں تمہاری جانِ من نہیں ہوں بے بی۔ میری کلائیاں چھوڑ"

"دو میری جان۔

"ماہ پارہ سے جو تعلق تھا تو اسے بھول جاؤ آدم۔ آخری بار کہہ رہا ہوں۔"

وہ غصے سے پیچ وتاب کھا رہا تھا۔ آدم مراد کی مسکراہٹ تھمی۔

اوکے، بھول جاتا ہوں۔ پر پلیز مجھے یہ بتانے کے بعد اپنی وائف پر بھی"

دھیان دو۔ جتنی ہاٹ وہ لگ رہی ہے، خدا کی قسم، اسے مجھ جیسا کوئی لے اڑا

"تو بعد میں میرے پاس مت آنا۔

اور اتنا کہہ کر وہ ہٹ گیا۔ فلک نے وائن کا گلاس منہ سے لگایا لیکن ڈرنک ختم ہو گیا تھا۔ وہ محض صبر کا گھونٹ بھر کر رہ گیا۔ ماہ پارہ کی جانب دیکھا۔ اور اب پہلی بار اس نے محسوس کیا، وہ اس پارٹی میں واحد مرد نہیں تھا جو اسے گھور رہا تھا۔

' محبتوں پہ جو مان تھا '

حسبِ معمول ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھا فلک جلدی جلدی کافی کی گھونٹ بھر رہا تھا۔ کچن میں، ماہ پارہ کسی سوچ میں گم انڈہ فرائی کر رہی تھی۔ اسے اتار کر پلیٹ میں رکھا اور باہر لے آئی۔ انس نے جھٹ سے پلیٹ پکڑی اور ڈائننگ ٹیبل سے اٹھ گیا۔

کہاں جا رہے ہو؟" فلک مشکوک ہوا۔"

"ماما کو لانے۔ وہ مجھے ناشتہ کروائیں گی۔"

فلک متذبذب سا ہو گیا۔

"کیوں ماما کو تنگ کرتے ہو یار۔ ادھر بیٹھو۔ ماہا تمہیں ناشتہ کرا دے گی۔"

نہیں۔ "انس نے سختی سے سر نفی میں ہلایا":

مامانے کہا تھا میں ایسا کروں گا تو آنٹی ناراض ہوں گی۔ آنٹی کو تنگ نہیں"
کرنا۔ اسی لیے ناشتہ خود کر لینا۔ میں ناشتہ خود کرتا ہوں تو یونیفارم گندا ہو جاتا
"ہے۔ اس لیے ماما ناشتہ کرا دیں گے۔

"کیا آنٹی آنٹی لگا رکھا ہے، یہ بھی آپ کی ماما ہی تو ہیں۔"

لیکن انس نفی میں سر ہلاتا کمرے کی جانب بھاگا۔ ماہ پارہ تو چپ چاپ سر جھکا گئی لیکن فلک کو جانے کیا ہوا۔ پلیٹ پٹخ کر اٹھا، لمبے لمبے قدم اٹھاتا زینے چڑھنے لگا۔ پہلی منزل پر پہنچا اور کمرے کا دروازہ کھولا۔

مریم ابراھیم کو سینے سے جوڑے دودھ پلا رہی تھی۔

مریم استفامیہ LRI انس کو کیا سکھا رہی ہو تم؟" فلک کا لہجہ سخت تھا۔"
نظر آئی۔

"تمہارے ہاتھ کے سوا کسی سے ناشتہ ہی نہیں کرتا۔"

اس کی ماں میں ہوں تو اسے اپنے ہاتھ سے کھلاؤں گی ناں۔"انس بھی اوپر"
آ گیا تھا، پلیٹ لے کر مریم کے قریب پہنچا۔

اسے منع کیا ہے کہ ہے کہ ماہ پارہ کو ماما نہیں کہنا۔اس سے بات نہیں کرنی،"
اس کے ہاتھ سے کھانا نہیں کھانا۔" فلک کے پاس کئی اعتراض تھے۔

آپ پہلے سوچ لیں کہ آخر آپ در حقیقت مجھ پر کیا جرم عائد کرنے ہیں"
آئے ہیں؟"اس نے کہا اور انس کو قریب آنے کا اشارہ کیا۔ فلک گڑ بڑا سا
گیا۔ مریم نے سر اٹھایا،

اور پلیز، اپنی بیوی کو کہیے گا ہمارا ناشتہ بنانے کی زحمت نہ کرے۔ بہت"
احسان کیا ہے اس نے مجھ پر اور میرے بچوں پر۔اب اور احسان مت
"کرے۔ میں کل سے خود ناشتہ بنا لیا کروں گی۔

:بس کرو۔اپنی حالت دیکھی ہے۔۔۔"وہ نرم پڑا"

ماہاکو یہ سب کرنے میں کوئی دقت نہیں ہے۔تم جتنا ریسٹ کرو گی،اتنا بہتر "

"ہے۔

LRI ریسٹ کروں گی تو ٹھیک ہو جاؤں گی؟"مریم نے تکلیف سے پوچھا۔"

فلک کامران لمحہ بھر کے لیے اس کے چہرے سے نظریں نہیں ہٹا سکا۔پھر نظریں ہٹا کر جھکائیں اور دوبارہ اٹھا نہیں سکا۔

وہ کچھ کہنے آیا تھا لیکن بھول گیا۔

لب کھلے لیکن الفاظ لبوں پر ٹوٹ گ ئے تو وہ پلٹا۔

پلٹا اور سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔مریم خاموشی سے انس کو ناشتہ کرانے لگی لیکن پسِ منظر میں کچھ کرچی کرچی ہو رہا تھا۔ناشتہ ہو گیا تو انس نیچے چلا گیا۔

ابراھیم بھی کھلونوں سے لگ گیا۔

تب مریم اٹھی۔

نظریں سامنے کھڑے دیوار گیر آئینے پر جمی تھیں۔

وہ خود کو دیکھنا چاہتی تھی، ایک بار فلک کی نظروں سے خود کو پرکھ رہی تھی۔

اس نے دیکھا کہ اس کے سامنے متناسب قد کی دبلی پتلی سی عورت کھڑی تھی۔ اس کا لباس قیمتی تھا لیکن جانے کیوں اس کے بدن پر سج نہیں رہا تھا۔

گردن کے دائیں حصے سے نیچے تک عجیب سیاہ سفید سے داغ بنے ہوئے تھے۔ بائیں کندھے پر بال بکھرے تھے، دائیں حصے سے غائب تھے۔ چند الجھی ہوئی لٹیں گال سے چپکی تھیں۔ مریم نے دو انگلیوں سے انہیں پرے کیا تو کھال بھی ساتھ چپکی نظر آئی۔ تکلیف سے سسکی نکلی، ساتھ ہی آئینے میں چہرے کا دایاں حصہ نظر آیا جو پہچان سے باہر تھا۔

مریم کی آنکھوں سے بے اختیار دو آنسو نکلے، دائیں آنکھ سے بہتا آنسو گال پر لڑھک نہیں سکا، زخموں میں ہی مندمل ہو گیا۔

"میں، مریم رضا۔۔۔"

اس کے الفاظ بھی لبوں پر ٹوٹ گئے، آنسوؤں کی بار لگ گئی، سسکیوں کا طوفان امڈ آیا، ہچکیوں کا شور ہونے لگا۔

وہ گھٹنوں پر گر گئی اور چہرہ ہاتھوں میں چھپا لیا۔

وہ کھل کر رونا چاہتی تھی، رو رہی تھی۔

سنان چند لمحے نرس کو گھورتا رہا۔

پھر کوٹ کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالا۔ہاتھ باہر نکالا تو مٹھی میں کچھ دبا ہوا تھا۔

"اور پیسے چاہتی ہو تو مل سکتے ہیں۔ لیکن اس سے پہلے، تم مجھے سب بتاؤ گی۔"

نرس گڑبڑا گئی۔

"ہمیں مریض کے بارے میں بتانے کی اجازت۔۔۔"

سنان نے چند نوٹ فائل میں رکھے۔نرس کی انہیں دیکھ کر رنگت بدلی۔اس نے جلدی سے فائل اٹھائی اور سینے سے لگالی۔

اگر مسٹر کامران کو پتا چلا کہ میں ان کے گھر کی جاسوسی کر رہی ہوں"

"تو۔۔۔

اسے بے خبر رکھنا تمہارا کام ہے۔" سنان نے کہا۔ نرس نے سر جھکا کر "
فائنل سے پیسے نکالے اور پھر فائل اسے تھما دی۔
: ویسے ایک بات پوچھوں سر۔" نرس شاید اپنے تجسس کو پوچھ رہی تھی "
مجھے تو مسٹر کامران کی دوسری بیوی بھولی بھالی سی لگی، چپ چاپ کام کرتی "
رہتی ہے، مسز مریم کا خیال بھی رکھتی ہے۔ ان کے بچے بھی سنبھالتی ہے۔
"آپ کو ان سے کیا مسئلہ ہے؟
کچھ نہیں۔ کچھ بھی نہیں۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے باہر نکل آیا۔ کاریڈور کے "
کونے پر آ کر اس نے پاکٹ سے فون نکالا۔
اسے ایک بار مریم سے ملنا ہی ہو گا۔

مریم ریلنگ کا سہارا لیے بہت آہستگی سے قدم اٹھاتی نیچے اتر رہی تھی۔ لاؤنج
میں ٹھٹک گئی۔ سنان قالین پر ننھے ابراھیم کے پاس بیٹھا بلاکس جوڑ رہا تھا۔

تم۔۔۔کب آئے؟" وہ کچھ دنوں سے دوبارہ گھلتی جارہی تھی۔بدن کے "
دائیں حصے کو چادر سے ڈھکے رکھتی تھی۔اب بھی وہ لاؤنج میں اتری تو سنان
نے اسے دیکھا،اس کے چہرے پر مریم کو دیکھ کر ایک رنگ سا گزرا۔
انس سے ملنے آیا تھا۔" ہولے سے بتایا۔سر جھکا لیا۔مریم کھڑی رہی۔ "
"اجاؤ، بیٹھو۔کھڑی رہو گی تو تھک جاؤ گی۔"
مریم ہولے سے وہیں سیڑھی پر بیٹھ گئی۔
: میں بیمار نہیں ہوں سنان۔" وہ مسکرائی"
"بیماری سے گزر کر آدھی رہ گئی ہوں۔"
: سنان خاموش رہا
بہتر ہے ہم اس موضوع پر بات نہ کریں مریم۔مجھے غصہ آجائے گا اور میں "
"اس گھر میں موجود کسی فرد کا لحاظ نہیں کروں گا چاہے وہ عورت ہے یا مرد۔
اس نے اس سختی سے بلا کس جوڑے کہ وہ مرتعش ہو کر بکھر گئے۔

تمہیں جاب مل گئی؟ وہ اسسٹنٹ مینیجر کا انٹرویو دیا تھا تم نے؟" اس نے"
موضوع بدلنا چاہا۔ بہت دنوں بعد وہ یوں لمبے جملے بول رہی تھی۔
مجھے کبھی کچھ ملا ہے جواب ملے گا؟" سنان کا لہجہ تلخ تھا۔ مریم چپکی رہی۔"
پھر اٹھی اور قدم قدم چلتی صوفے تک آئی۔ سنان نیچے قالین پر بیٹھا تھا۔

:سنان۔"اس نے سر گوشی کی تو سنان نے سر اٹھایا"

"پلیز، جو کچھ تم کرنا چاہ رہے ہو، مت کرو۔"

:مطلب؟" وہ انجان بنا۔ مریم نے متاسف نظروں سے اسے دیکھا"

ہم بچے نہیں ہیں، سنان۔ میں جانتی ہوں تمہیں میری پرواہ ہے لیکن میرا"
یقین کرو، فلک کو بھی میری اتنی ہی پرواہ ہے۔ میرے ساتھ جو ہوا ہے، اسے
کوئی بدل نہیں سکتا۔ اس لیے، یہ جس نے بھی کیا ہے، مجھے یہ جاننے میں
کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میں کچھ عرصہ غم کے ساتھ گزاروں گی، پھر سب
معمول کے مطابق ہو گا۔ فلک مجھے کچھ عرصہ اگنور کرے گا، پھر جان لے گا
"کہ اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ تم میری فکر مت کرو سنان۔

:اوراسکی دوسری بیوی؟"سنان نے چہرہ سپاٹ رکھا"

اس کی'محبت'؟؟؟؟؟"سنان نے جان بوجھ کر لفظ'محبت'پر زور دیا۔مریم"

:کے تاثرات نہیں بدلے

"اسے چار شادیوں کا حق ہے۔چار محبتوں کا حق ہے۔"

سنان نے سر جھٹک کر کچھ زیرِلب کہا جسے مریم نے سنا نہیں۔

"چاے بناؤں؟"

نہیں،بس ٹھیک ہو جاؤاور اپنا ناشتہ خود بناؤ۔میں تمہاری سوتن پر بالکل"

"یقین نہیں ہے۔کسی دن تمہیں کھانے میں زہر دے دے گی۔

:پھر اس نے سر اٹھا کر ادھر ادھر دیکھا

"ویسے چڑیل کہاں ہے؟"

اسے'چڑیل'مت کہو۔"مریم نے ٹوکا۔"

ہاں،چڑیل نہیں وہ تو چور ہے۔ایسی چور جو ایک بیوی کا شوہر چرا کر لے"

گئی۔"وہ خوب بھڑکا ہوا تھا۔لیکن انہیں پتا ہی نہیں چلا،لاؤنج میں داخل

ہوتے فلک نے سب سنا تھا۔ وہ ٹھٹک گیا اور پھر اندر جانے کی بجائے واپس پلٹ گیا۔

میں چائے دینے گئی تو آوازیں آ رہی تھیں۔ بس میں نے کچھ۔۔۔ عجیب سا"

"محسوس کیا اس لیے، تم سے پوچھا کہ کیا وہ واقعی مریم کا بھائی ہے۔

ماہ پارہ کہ آواز پسِ منظر میں گونجی، فلک کا چہرہ تاریک ہوتا گیا۔ اس سے بھی زیادہ بری حالت ماہ پارہ کی ہو رہی تھی۔

: چہرہ سرخ تھا اور آنکھیں غم و غصے کی شدت سے پھٹی جا رہی تھیں

"!چور"

اسے چور کہا گیا۔ ماہ پارہ کے دل میں چنگاریاں سی بلند ہوئیں۔ اس نے جالی سے بغور دیکھا لیکن قالین پر بیٹھے بغیر اس مرد کی اس جانب پشت تھی۔

چہرہ دیکھے بغیر بھی وہ جانتی تھی، یہ وہی سنان رضا تھا۔

احد مرزا نے فون کان سے لگائے، دور سے قدم قدم چل کر آتی ماہ پارہ کو دیکھا۔

وہ میز تک آئی اور چپ چاپ کرسی پر بیٹھ گئی، سینے پر بازو باندھ لیے اور سر جھکا لیا۔ احد مرزا نے فون کان سے ہٹایا اور میز پر دھر دیا۔ اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ ماہ پارہ نے سنا، وہ کہہ رہا تھا:

"گیس کر سکتی ہیں مجھے ابھی ابھی کس کا فون آیا تھا ماہ پارہ؟"

ماہ پارہ نے اچنبھے سے سر اٹھایا۔ پھر کندھے اچکا دیے۔

"احد مرزا نے سرگوشی میں بتایا۔ ماہ پارہ کی رنگت فق ہو گئی۔" آدم مراد۔

"یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ وہ اکثر یونہی مجھے فون پر دھمکیاں دیتا رہتا ہے۔ ماہ پارہ سے کیا چاہتے ہو، اس سے دور رہو، اس سے کیا جاننا چاہتے ہو، اس سے مت ملو۔"

"وہ مجھے مار دے گا۔" ماہ پارہ کی آنکھوں میں خوف نظر آیا۔ احد مرزا نے سر جھٹک دیا۔

کم آن، ماہ پارہ۔ وہ بے وقوف نہیں ہے۔ ہر اسمینٹ کیس میں پھنسا ہے۔"
جب تک اس سے آزاد نہیں ہوتا، آپ کے قریب آنے کی بے وقوفی نہیں
"کرے گا۔

ماہ پارہ نے جیسے یہ سنا ہی نہیں، اس کا ذہن کہیں اور پھنسا ہوا تھا۔

فلک نے ڈنر کا وعدہ کیا تھا۔

رات ڈھلے وہ گھر واپس آئے تھے۔ آج بہت عرصے بعد فلک کا موڈ نہایت خوش گوار تھا۔ وہ ماہ پارہ کا فلک کامران بنا ہوا تھا۔ گیٹ عبور کر کے ماہ پارہ پورچ بھی پار کر گئی، فلک کو چوکیدار نے روک لیا۔

"میں نے شام میل باکس چیک کیا تھا جناب، یہ اس میں موجود تھا۔"
خاکی رنگ کا چھوٹا سا لفافہ تھا۔ فلک نے چاک کیا۔ اندر سے سفید ورق نکلا، سیاہ سیاہی سے الفاظ چھپے ہوئے تھے۔

میں نے ہر وہ کام کیا ہے جو تم نے کہا تھا۔اب تو خوش ہو ناں میری جان۔""

: فلک اتنے پر ہی ٹھٹھکا۔پھر پڑھتا گیا

سو فرشتے بھی گواہی دینے آئیں گے تو میں تسلیم نہیں کروں گا کہ فلک"

کامران تمہیں مجھ سے زیادہ چاہتا ہے۔پر وہ تمہاری چوائس ہے ماہ پارہ۔تم اسے چاہتی تھیں، تم نے اسے پالیا۔تم اس کی بیوی کو اس سے دور کرانا چاہتی تھیں، میں نے وہ بھی کیا۔مریم رضا اب تمہارے لیے خطرہ نہیں ہے۔میں تمہارے لیے اب خطرہ نہیں ہوں۔اپنی زندگی جیو، ماہ پارہ۔اپنے فلک کامران کے ساتھ۔۔۔

فقط

"آدم مراد۔۔۔

فلک نے خط مٹھی میں دبالیا۔ماہ پارہ لاؤنج میں قدم رکھتی دکھائی دی۔وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس کے پیچھے لپکا۔اسے بازو سے پکڑ کر روکا۔خط اس کے سینے سے چپکا دیا۔

ماہ پارہ ٹھٹک گئی، سر اٹھایا تو فلک کی آنکھوں میں درشتی تھی۔

کیا ہے یہ؟" وہ چونک گئی۔"

پڑھو اسے۔" ماہ پارہ نے پڑھا۔ رنگت فق ہوئی، سر بے اختیار نفی میں ہل"

گیا۔

میں آدم کا خون پی جاؤں گا، ماہا۔" فلک کی چوڑی پیشانی پر غصہ ٹھہرا تھا۔ ماہ"

پارہ کا سر مضبوطی سے نفی میں ہلنے لگا۔

"تمہیں لگتا ہے۔۔۔ جو اس میں لکھا ہے وہ سب سچ ہے۔"

اگر یہ سچ ہوا۔۔۔ تو میں تمہیں بھی نہیں چھوڑوں گا، ماہا۔ میں بہت۔۔۔"

بہت برا سلوک کروں گا۔" اس کا لہجہ کرخت تھا۔ ماہ پارہ کا دل اچھلا۔ پھر وہ

: سنبھل گئی، خط مٹھی میں بھینچ لیا۔ فلک کی آنکھوں میں دیکھا

مجھ پر الزام لگا رہے ہو۔ تمہارا کوئی دشمن تمہاری بیوی کے ساتھ دست"

درازی کر کے اسے جلا گیا ہے اور تم اس کا ذمہ دار مجھے ٹھہرا رہے ہو؟"

میں آدم مراد کے۔۔۔"

آدم کی بات تمہارے لیے ماہ پارہ کی بات سے زیادہ اہم ہے؟" ماہ پارہ حلق" کے بل چیخی۔ایک لمحے کے لیے لاؤنج میں سکوت چھا گھا۔پھر فلک کے کندھے ڈھلکے۔شاید وہ ماہ پارہ پر زیادہ ہی غصہ کر گیا۔اس نے دو انگلیوں سے پیشانی چھوئی اور لب بھینچے:

میں خطرہ نہیں اٹھا سکتا ماہا۔" اس نے دونوں ہاتھ ماہ پارہ کے کندھے پر" رکھے:

تم کل میرے ساتھ کورٹ چلو گی۔میں مریم کے لیے کچھ نہیں کر سکا" (Re-) لیکن تمہارے لیے کروں گا۔آدم کے خلاف ریسٹرینگ آرڈر فائل کرواؤں گا۔وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ (straining order)

"وہ اب میرے کسی بھی قریبی شخص کو آنچ نہیں پہنچا سکتا۔

فلک۔" دو آنسو ماہ پارہ کے گال پر بہہ گ ئے":

"میں تمہیں ہرٹ نہیں کروں گی فلک۔میں تم سے پیار کرتی ہوں۔"

ہاں پتا ہے مجھے۔ تم پر غصہ کرنے کے لیے سوری" وہ مسکرایا اور اس کی "
پیشانی پر لب ثبت کیے، کچھ دیر اسے بانہوں میں لیے کھڑا رہا۔ پھر ماہ پارہ
کمرے کی طرف بڑھ گئی، فلک نے کوٹ اتارا۔ خط اس کے ہاتھ میں تھا۔ اس
نے اسے انگیٹھی میں جلا دیا۔ پھر یکلخت چونکا۔ کچن میں جالی کے اس پار کسی
کی شبیہہ دکھائی دی۔
وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا کچن میں پہنچا۔
مریم کچن میں موجود ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھی پلاؤ کھا رہی تھی۔
"تم جاگ رہی ہو؟"
بھوک لگی تھی۔ "اس نے چمچہ بھرا اور منہ میں رکھا۔ اس دوران سر جھکا "
رہا۔ فلک نے ایک نظر جالی کے اس پار دیکھا۔ لاؤنج صاف نظر آ رہا تھا۔
تم نے ہماری ساری باتیں سن لی ناں؟" وہ سمجھ گیا۔"

ہاں، سن لیں۔" وہ ہنوز سر جھکائے کھاتی رہی۔ فلک نے گہری سانس لی۔"
نظریں ادھر ادھر دوڑائیں۔ پین برنر پر رکھا تھا، ایک دو گنڈے برتن بھی
سنک میں پڑے تھے۔

میں نے کہا تھا ناں ابھی آرام کیا کرو۔ کھانے والا معاملہ ماہ پارہ کو بتا دیا"
"کرو۔

کیا اسے رات کے سمے جگا کر کہوں کہ مجھے بھوک لگی ہے؟ اپنے شوہر کی"
دوسری بیوی سے اپنی خدمتیں کراؤں؟" اس نے پوچھا۔ فلک گڑبڑا گیا۔
"نہیں، میرا مطلب، اتنی دیر تک کچن میں کھڑے ہو کر تم تھک جاتی۔۔۔"
:ابراھیم ابھی دو سال کا بھی نہیں ہے۔" مریم کی دھیمی آواز سنائی دی"
انس بچپن میں بھی سمجھدار تھا۔ ابراھیم اس کا الٹ ہے۔ رات کو جاگ جاتا"
ہے، تنگ کرتا ہے، کھلونوں سے کھیلتا نہیں ہے، بس ہر وقت ماما زبوائے بنا
رہتا ہے۔ ادھر سے ادھر گرتا پھرتا ہے۔ پتا ہے فلک۔۔۔" وہ اب کھانا چھوڑ
چکی تھی،

دس وقت کا کھانا بنانا ابراھیم پر ہر وقت نظر رکھنے، اس کی بے بی سِٹنگ " کرنے سے زیادہ آسان ہے۔ تو، جب میں مشکل کام آسانی سے کر سکتی ہوں "تو آسان بھی کر لوں گی۔

فلک کا سر ہمیشہ کی طرح جھک گیا۔ کچھ مزید کہے سنے بغیر وہ کچن سے نکل گیا۔ ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھی مریم نے ایک اور چمچہ منہ میں رکھا لیکن لقمے میں بے حساب مرچ محسوس ہوئی۔ آنسو بھر بھر کے بہہ نکلے۔

تمہیں کیا لگا؟ وہ قریب آئے گا؟ دلاسہ دے گا؟ محبت سے نام پکارے گا؟ "

محبت سے سینے سے لگائے گا یا یہی نہیں تو، کیا تمہیں لگا وہ ایک بار دوبارہ معافی مانگے گا۔ "دماغ پوچھ رہا تھا۔ دل ڈھے سا گیا۔

ہاں مجھے ایسا ہی لگا تھا۔ "اس نے اعتراف کیا۔ "

افسوس تمہیں غلط لگا۔ "دماغ سب پہلے سے جانتا تھا۔ دل اسے ماننے سے " انکاری تھا۔

: فلک نے مجھے پروٹیکٹ کیا۔ "ماہ پارہ میز کھرچ رہی تھی"

جانے اس لیے کہ وہ اس بار آدم کو دکھانا چاہتا تھا کہ وہ سے بہتر ہے، جانے"
اس لیے کہ وہ دنیا کو دکھانا چاہتا تھا کہ وہ ایک بار دشمن کا کاری وار سہہ نہیں
"سکا تو اس بار ایسا نہیں ہو گا۔ یا شاید، وہ واقعی میری حفاظت کرنا چاہتا تھا۔
سچی محبت کرنے والے تو ان کہی باتیں سمجھ لیتے ہیں، مس ماہ پارہ۔ "احد"

: مرزا کا ظر آیا۔ ماہ پارہ مسکرائی

اور وہ طرح طرح کے وہموں کا شکار بھی ہو جاتے ہیں۔ آپ ایک کامن"
"ہیں مینڈ ہیں ڈاکٹر۔ آپ محبت کی کہانیاں نہیں سمجھ پائیں گے۔
احد مرزا کے چہرے پر ایک رنگ آکر گزرا۔ کچھ کہے بغیر اس نے سر جھکا
لیا۔ نگاہیں صفحے پر ٹکی تھیں۔ بہت دیر بعد اس نے خود کو کمپوز ڈ کیا۔
خیر، یہ آپ کا آدم مراد کے خلاف ریسٹرینگ آرڈر ابھی تک قائم ہے"
"ناں؟

اس کا کوئی فایدہ نہیں۔" ماہ پارہ نے ناک بھویں چڑھائی۔ذہن کے پردے" میں تاریکی بڑھتی جارہی تھی۔

شاپنگ کا پلان ماہ پارہ کا اپنا تھا لیکن فلک مصروف تھا۔

دوپہر کو اس کے ساتھ لنچ کرنے وہ کیفے میں آیا ضرور لیکن شام سے پہلے ہی واپس آفس چلا گیا۔ماہ پارہ دکھی ہوئی۔کچھ عرصے سے وہ اپنے کام میں بہت مصروف رہنے لگا تھا۔شام ڈھلنے لگی تو اس کی شاپنگ بھی مکمل ہوئی۔فلک ساتھ نہیں تھا تو اس نے لیا ہی کیا تھا؟

ڈرائیور متناسب رفتار سے کار بڑھاتا گیا۔

ماہ پارہ سوچوں میں گم عقبی سیٹ پر براجمان تھی، تبھی کار کی رفتار آہستہ ہوئی، آہستہ ہوتے ہوتے تقریباً ختم ہو گئی۔

"کیا ہوا ہے؟"

ڈرائیور کے بولنے سے قبل ہی اس نے ونڈ سکرین سے دیکھ لیا۔ سیاہ مرسڈیز روڈ کے عین درمیان میں آڑھی ترچھی کھڑی تھی۔

ماہ پارہ کا دل اچھل کر حلق میں آیا۔

اسے یہ جاننے میں ایک لمحہ بھی نہیں لگا کہ وہ آدم مراد کی ذاتی کار تھی۔

"ڈرائیور، کار ریورس میں موڑو ابھی۔" وہ انجانے خطرے کے پیشِ نظر چلائی۔ ڈرائیور نے عجلت میں ریورس گیئر لگائے لیکن۔۔۔ عقب میں دو گاڑیاں مزید کھڑی تھیں جو سڑک پار کرنے کے انتظار میں تھیں۔

"ڈرائیور شاید سیاہ کار کے بونٹ پر بیٹھے شخص کو میں بات کرتا ہوں میم۔" ڈرائیور پہچانتا نہیں تھا۔ کار سے اتر گیا اور باہر آیا۔

"آپ نے سڑک بلاک کر رکھی ہے سر۔"

آدم مراد کی سیاہ چشمے میں قید نگاہیں ڈرائیور کی بجائے ونڈ اسکرین کو چیرتے ہوئے کار کی عقبی سیٹ پر براجمان عورت پر پڑیں۔

اس نے کندھے اچکا دیے۔

"!فلیٹ ٹائر"

میں مدد کر سکتا ہوں؟"ڈرائیور نے کہا۔آدم نے دونوں ہاتھ پھیلائے،" انگلی سے اشارہ کیا۔ڈرائیور سمجھ گیا،پلٹ کر اپنی کار تک آیا،ماہ پارہ نے شیشہ نیچے کیا۔چہرے پر گھٹن کے آثار تھے۔

فلیٹ ٹائر ہے میم،کوئی امیر آدمی لگتا ہے۔میں ان کی مدد کر سکتا ہوں میم،" "بس دو منٹ لگیں گے۔

ماہ پارہ نے اثبات میں سر ہلایا۔وہ جلد سے جلد یہاں سے نکلنا چاہتی تھی،آدم بونٹ سے اتر گیا تھا۔ایک ہاتھ پینٹ کی پاکٹ میں ڈالے،دوسرے میں سگریٹ اٹکائے،وہ سڑک کنارے مارچنگ کرتے ہوئے سگریٹ پھونک رہا تھا۔

ماہ پارہ کسی رنگے ہاتھوں پکڑے چور کی مانند سہمی تھی۔

"کیسی ہیں،مسز کامران؟"

وہ اس سے بہت دور تھا، شیشے سے بھی کئی قدم دور تھا۔ لیکن اس کی آواز ماہ پارہ کے دل نے سنی تھی۔ اس کا دل دھڑکا۔ نگاہیں اس کے وجود پر ٹھہریں۔ ماہ پارہ کو کہیں اس کی سیاہ پستول نظر نہیں آئی تو اس نے سکون کا سانس لیا۔

وہ اب شیشے کے باہر سر ہلکا سا خم کیے کھڑا تھا، رکی گاڑیوں میں موجود نفوس کو یوں لگ رہا تھا جیسے کار میں بیٹھی خاتون کو شکریہ ادا کر رہا ہوں کہ اس نے اپنے ڈرائیور کو اس غریب کی مدد کرنے کی اجازت دی۔

"اس نے تھوک نگلا۔ آدم کے لبوں پر میرا راستہ کیوں روک رہے ہو؟" مسکراہٹ ابھری۔

"اس نے سیاہ چشمہ اتارا۔ اس کی آنکھوں میں پہلے تم نے روکا ہے مون۔" : عجیب سی ظرییہ مسکراہٹ تھی جو ماہ پارہ کا گلا گھونٹ رہی تھی

"اتنی ہمت کہاں سے آگئی کہ گناہ خود کر رہی ہو اور اس کا ذمہ آدم مراد کو ٹھہرا رہی ہو۔"

: ماہ پارہ کا دماغ گھوما۔ اس نے سنا، آدم کہہ رہا تھا

کام میرے سابقہ ڈرائیور سے کروایا ماہ پارہ اسد نے لیکن دیکھو، انجام تو"
"مجھے بھگتنا پڑا۔

اس کے الفاظ زہر سے سنے تھے۔

کیا چاہتے ہو تم مجھ سے؟" ماہ پارہ کی آواز گھٹی گھٹی تھی۔"

میں کیا چاہ سکتا ہوں ماہ پارہ۔ میں تو تمہارے قریب بھی نہیں آسکتا۔ اب"
"زندگی بھر تم سے چھے فٹ کے فاصلے پر رہنا ہے۔

وہ کہتے ہوئے ہنسا۔ ماہ پارہ نے سامنے دیکھا۔ ڈرائیور نے شاید اس کی کار کا مرض ٹھیک کر دیا تھا۔

مجھے تمہارے گناہوں کا بوجھ اٹھانے میں دقت نہیں ہے مون۔" آدم نے"
چشمہ آنکھوں پر لگا لیا تھا:

تم کچھ ایسا کرنا چاہو جو ضروری ہو لیکن تمہاری پرسنالٹی پر سوٹ نہیں کر رہا"
ہو تو تم اسے کر گزرنا۔ الزام مجھ پر ڈال دینا۔ الزام ڈال کر مجھ پر ریسٹرینگ آرڈر بھی دائر کر دینا۔ لیکن اس سب کے بعد، اگر تم میرے ہی خلاف چلی

جاتی ہو تو یاد رکھنا مون۔۔۔" وہ شیشے کے قریب یوں جھکا کہ فاصلہ برقرار تھا:

تم ایک پستول لے گئی ہو تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ دوسری میرے پاس" نہیں ہے۔مجھے غصہ آیا ناں تو۔۔۔۔

گولی مار دوں گا۔۔۔" وہ زیرِلب بڑائی تھی۔آدم کے لبوں پر مسکراہٹ" پھیلی۔وہ ڈرائیور کو قریب محسوس کر کے پیچھے ہٹ گیا۔

تھینکس میڈم۔" سر کو خم کیا۔ماہ پارہ نے چہرہ موڑ لیا۔آدم پینٹ کی" پاکٹس میں ہاتھ ڈالے پلٹ آیا۔

لیکن اب،اس کی آنکھوں میں وہ ظزیہ مسکراہٹ تھی۔اب وہاں ویرانی ہی ویرانی تھی۔

' ڈبل وائف ڈنر '

پٹی زخم سے چپک کر رہ گئی تھی۔

نرس نے بہت نرمی سے روئی ہٹائی، پٹی اتاری، مریم نے سسکی لبوں میں دبا لی۔ نرم اب ہولے ہولے ٹیوب لگا رہی تھی، مریم کو یہ لمس انتہائی ٹھنڈے محسوس ہو رہے تھے۔ وہ آج پچھلے دنوں کی نسبت پہچان سے باہر تھی۔ زخم راکھ ہو رہے تھے لیکن اب مریم رضا ان دیکھی تکلیف میں جل رہی تھی۔

چہرہ یوں ہو گیا تھا کہ نرس کی ایک مٹھی میں آجائے، بائیں طرف موجود ذرا سے بال جو رہ گئے تھے وہ الجھ کر چپک گئے تھے، چہرہ خشک تھا اور گردن کے ابھار بد نما لگ رہے تھے۔

کوئی اور اسے دیکھتا تو یکلخت کراہیت ہونے لگتی۔

نرس نے اسے دیکھا تو وحشت سی ہونے لگی۔

سر جھٹک کر وہ چپ چاپ اپنا کام کرنے لگی۔ آخر رہا نہیں گیا تو کہہ اٹھی: "تکلیف ہو گی لیکن آپ کو زخموں کو ڈھک کر ایک بار نیم پانی سے نہا لینا چاہیے میم۔ بالوں میں کنگھی کرنی چاہیے اور ہاتھوں کو صاف رکھنا چاہیے۔"

مریم کی رنگت میں کوئی فرق نہ پڑا۔تاثرات سپاٹ رہے۔آنکھیں سیلنگ کو تکتی رہیں۔

آپ کو اس ٹراما سے نکلنا ہو گا میم۔جو ہو گیا ہے وہ بدلا نہیں جا سکتا۔جو ہونا" ہے اسے ٹالا نہیں جا سکتا لیکن بہتر ضرور بنایا جا سکتا ہے۔'

مریم ہنوز خاموش رہی،البتہ دایاں ہاتھ اٹھا کر لمحہ بھر کے لیے پیٹ پر رکھا۔ چہرے پر تکلیف کی لہر نظر آئی جو وہ چھپا گئی۔نرس نے پتھر سے سر مارنے سے گریز کیا۔پٹی ہو گئی تو وہ اٹھ گئی،سامان اپنے بکسے میں بھرنے لگی۔

painkiller تمہارے پاس پیٹ میں درد کم کرنے کے لیے دوا" ہے؟"مریم نے آہستگی سے پوچھا۔نرس ٹھٹک گئی۔

"میں ایسے ہی آپ کو کوئی دوائی نہیں دے سکتی۔چیک اپ بہتر رہے گا۔" مریم نے چپ سادھ لی۔وہ اس بارے میں بات بھی نہیں کرنا چاہتی تھی۔

ماحن پیاز فرائی کر رہا تھا جب لڑکے نے آکر کان میں اطلاع دی۔

ماحن کا ہاتھ رک گیا، ابلتے تیل کی آواز بلند ہو گئی، بھوری پیاز سیاہ پڑ گئی، اس نے پین چولہے سے اتارا، سنک میں ہاتھ دھوئے اور ایپرن اتار کر باہر آیا۔ گلاس وال کے اندرونی طرف آدم مراد سیاہ سوٹ میں ملبوس تھا۔ ماحن کو دیکھا تو دو انگلیاں بلند کیں۔ پھر کرسی کی جانب اشارہ کیا۔

ماحن لمبے لمبے ڈگ بھرتا کرسی پر آ بیٹھا۔ چہرے پر ناگواری تھی۔

میں کوئی دھمکی برداشت نہیں کروں گا۔" چبا چبا کر کہا۔"

"ہاں، اپنی بہن جیسے جو ہو۔"

آدم ہنسا۔ پھر سنجیدگی کا لبادہ اوڑھا۔

تم مجھے تمہاری بہن سے زیادہ عقل مند لگتے ہو اور چونکہ تم ہی ان تین" انسانوں میں سے ایک ہو جو ڈائیوورس کے گواہ ہیں تو۔۔۔" اس نے مٹھیاں میز پر رکھیں:

میں پوچھنا چاہوں گا کہ مسٹر ماحن اسد، اگر میں طلاق کے بعد ماہ پارہ کو" تنگ کروں گا تو کیا ہو گا؟"

"وکیل نے کہا تھا تم جیل جاؤ گے۔ہر اسمینٹ کا مقدمہ چلے گا۔"

اور اگر وہ مجھے تنگ کرے۔۔۔؟"آدم بولا۔ماحن لمحہ بھر کے لیے کچھ "

کہہ نہ سکا۔

آدم مراد کا گواہ کون بنے گا کہ اس نے نظر اٹھا کر بھی اپنی ایکس کی طرف"

دیکھا لیکن اس کی ایکس نے اس پر ہر اسمنٹ کا مقدمہ دائر کر دیا۔"وہ اپنے

مخصوص لہجے میں یوں بنا بنا کر بولتا تھا کہ مخاطب بھڑک جائے،ماحن واقعی

بھڑکا۔

"چلو بھی، تم دودھ کے دھلے نہیں ہو۔"

کم از کم میں نے تمہاری بہن کی طرح اپنے رقیب کو اپنے پہلے شوہر کے "

ڈرائیور کے ذریعے مروانے کی کوشش نہیں کی۔"آدم نے ہلے پھلکے انداز

میں کہا۔

"بکواس مت کرو۔فلک کامران کی بیوی کو تم نے جلایا۔"

نہیں، میں کسی کو جلاتا نہیں، میں تو صرف گولی مارتا ہوں۔" وہ آرام سے"
: کہہ گزرا۔ پھر اٹھا، کوٹ کا بٹن بند کیا اور پشت پر بازو باندھے
:ایک فری ایڈوائس دوں گا بچے۔۔۔"اس نے ماحن کی آنکھوں میں دیکھا"
"اپنی بہن کو بچا سکتے ہو تو بچا لو۔"

تم سے؟" ماحن نے ظز کیا۔"

"سب سے۔"

وکیل کا لہجہ اطمینان بخش تھا۔

آدم مراد آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکتا میم۔ اگر ایسا کرے گا تو اپنے پاؤں پر"
"آپ کلہاڑی مارے گا۔

وہ ماہ پارہ کو جس قدر تسلی دے سکتا تھا، دی۔ ماہ پارہ خاموش تھی، دل میں غم وغصے کی جنگ جاری تھی۔ آدم کے وجود نے خوف طاری کر رکھا تھا۔ یہ خوف غم وغصے پر حاوی تھا۔

بائے داوے مسٹر کامران۔آپ کے کزن پاکستان واپس آگ ئے ہیں۔"
ٹیکسٹائل مل کے مینیجر سے انہوں نے ملاقات بھی کی۔اس کے باوجود ادھر
"ادھر کمپنیوں میں انٹرویو دے ہے ہیں۔
ماہ پارہ نے کان ادھر لگائے۔گفتگو کا مرکز کوئی اور تھا۔فلک کا چہرہ سپاٹ ہو
:گیا
"میں اس کے کسی کام میں ٹانگ نہیں اڑاؤں گا۔جو چاہتا ہے کرے۔"
اور اگر انہوں نے ٹانگ اڑائی؟"وکیل نے نقطہ اڑایا۔"
پھر میں نپٹ لوں گا۔"فلک کا انداز مکھی اڑانے والا تھا۔البتہ ماہ پارہ کی"
نظروں میں جلن سی نظر آرہی تھی۔
"چڑیل نہیں وہ تو چور ہے۔ایسی چور جو ایک بیوی کا شوہر چرا کر لے گئی۔"
ماہ پارہ کی مٹھیاں بھینچ گئیں۔تبھی فون کی گھنٹی بجی۔
کال ماحن کی تھی۔

ماحن کوشش کے باوجود نہیں مسکرا رہا۔

ایک عجیب سی خاموشی نے اسے لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ماہ پارہ اس کی کم گوئی محسوس کر سکتی تھی۔

"ایمان ٹھیک ہے؟"ماہ پارہ نے پوچھا۔ماحن نے محض سر ہلایا۔وہ اسے بتانا چاہتا تھا کہ اگلے کچھ ہفتوں میں وہ ایک گول مٹول روئی کے گولے کا باپ بن جائے گا، نہیں بتایا۔وہ اسے بتانا چاہتا تھا کہ پچھلے ہفتے تائی امی کو شوگر کا شدید اٹیک ہوا لیکن نہیں بتایا۔وہ بتانا چاہتا تھا کہ ماہین کی طبیعت کچھ عرصے سے بہت خراب تھی، نہیں بتایا۔

کچھ اسے نجی باتیں کہنے سے روک رہا تھا۔

وہ اپنی ماہ باجی کے سامنے بیٹھ کر آرام دہ نہیں تھا۔

"تمہارا ریسٹورینٹ کیسا جا رہا ہے؟"مطمئن تو ماہ پارہ بھی نہیں تھی، وہ سر اٹھا نہیں پا رہی تھی، خود اعتمادی سے بول نہیں پا رہی تھی۔ماحن نے جواباً سر ہلایا۔

کل آدم سے ریستوران میں ملاقات ہوئی۔" سرسری سے لہجے میں خبر"
دی۔ماہ پارہ کی رنگت فق ہوئی۔وہ بازو میز پر بکھرائے آگے کو جھکی۔
"تم آدم سے دور رہو ماحن۔وہ خطرناک آدمی ہے۔"
مجھے تو آپ سے بھی خطرے کی بو آرہی ہے،ماہ باجی۔" وہ بے اختیار کہہ"
گیا۔ماہ پارہ کی آنکھوں میں نا سمجھی کی سی کیفیت اتری۔
آپ کے شوہر کی پہلی بیوی کے بارے میں جان کر مجھے بہت افسوس ہوا۔"
اور کھٹکا سا بھی لگا۔"اس کے لہجے میں کچھ ایسا تھا کہ ماہ پارہ بے یقینی سے اسے
دیکھتی رہی۔
تمہیں لگتا ہے کہ۔۔۔اس عورت کے ساتھ یہ سب۔۔۔یہ سب میں نے"
"کروایا؟
آپ ایسا کر سکتی ہیں ماہ باجی۔" وہ بنا جھجھکے کہہ گیا۔ماہ پارہ کی آنکھوں میں"
صدمہ کی کیفیت تھی۔یہ دنیا کا واحد انسان تھا جس پر وہ بند آنکھوں سے

یقین کرتی تھی۔وہ واقعی جان گیا تھا یا محض تکا لگا رہا تھا، سچ تو یہ تھا کہ وہ ماہ پارہ پر لگے الزام کو محض الزام نہیں، حقیقت مان گیا تھا۔

چڑیل نہیں وہ تو چور ہے۔ایسی چور جو ایک بیوی کا شوہر چرا کر لے گئی۔""

پسِ منظر میں ابھی تک یہ جملہ گونج رہا تھا۔موجودہ منظر میں ماحن کی آنکھوں میں حزن و کرب کی کیفیت تھی۔

"ماہ باجی، یہ آپ کیا کرتی پھر رہی ہیں۔۔۔"

کس نے کہا یہ تم سے؟" ماہ پارہ صدمے کی کیفیت سے نکل آئی۔اب چہرہ"

سپاٹ تھا، لہجہ بے تاثر۔

"میں کوئی چھوٹا بچہ نہیں ہوں جو۔۔۔"

نہیں تم چھوٹے بچے ہی ہو ماحن، تم سے کسی نے آکر تمہاری بہن کے "

متعلق آناب شناب کی اور تم نے یہ تسلیم کر لی۔پتا ہے کہ رات میں تمہیں فون کرنے لگی تھی، مجھے مدد کی ضرورت تھی اور مجھے یقین تھا کہ دنیا کے

سب لوگ میرے مخالف ہو جائیں تو بھی ایک مرد میرے ساتھ کھڑا ہو گا

"اور وہ میرا بھائی ہے۔آج یہ جملہ جھوٹ لگتا ہے۔آج اعتبار اٹھ گیا ہے۔

سپاٹ لہجے میں کہتی وہ ٹیبل سے اٹھ گئی۔ماحن متاسف نظروں سے اسے

دیکھتا رہا۔ماہ پارہ لمبے لمبے ڈگ بھرتی کیفے سے نکل آئی۔مٹھیاں بند تھیں اور

لب بھنچے ہوئے تھی۔

قصور اس کا اپنا تھا۔بکواس آدم نے کی تھی۔اعتبار ماحن نے توڑا تھا۔

نظر انداز فلک نے کیا، نقصان مریم نے کیا۔لیکن اسے غصہ کسی اور پر تھا۔

"چڑیل نہیں وہ تو چور ہے۔ایسی چور جو ایک بیوی کا شوہر چرا کر لے گئی۔"

ماہ پارہ اسد جان گئی تھی اسے سب ٹھیک کرنے کے لیے کیا کرنا ہو گا۔

وہ کیبن کے کونے میں بیٹھا خاکے بنا رہا تھا۔بلائنڈز کے اس پار لڑکا بھاگتا نظر

آیا۔پھر وہ کیبن کے دروازے پر نمودار ہوا۔

"آپ کے لیے فون ہے سر۔"

اس نے سر اٹھایا، لڑکے کا اشارہ بیرونی جانب تھا۔ وہ اٹھا اور باہر دیوار کے ساتھ رکھے ٹیلی فون تک آیا۔ مشینوں کے شور میں اس نے بائیں کان پر ہاتھ رکھا۔

"ہیلو؟"

"مسٹر سنان رضا؟"

یس۔ "دوسری جانب نسوانی آواز سن کر وہ کچھ چوکنا ہوا۔"

"آپ سے ملنا چاہتی ہوں۔"

اور یہ خاتون کون ہے جو مجھ سے ملنا چاہتی ہے؟" ماتھے پر شکنیں پڑیں۔ "چور جو ایک بیوی کا شوہر چرا کر لے گئی ہے!" دوسری طرف سے کرخت" لہجے میں کہا گیا تو لمحہ بھر کے لیے سنان خاموش رہا۔ پھر لبوں پر مسکراہٹ ابھری۔

کیوں؟ اب مجھ سے ملاقات کیوں کرنی ہے؟ کیا اپنی عیارانہ چالوں سے"

"کچھ اور چرانے کا ارادہ ہے مسز فلک؟

میں وہ نہیں جو آپ سمجھ رہے ہیں سر۔میں جانتی ہوں آپ کے ذہن میں"
"میرا کیا خاکہ بنا ہوا ہے۔میں خود پر لگے الزامات مٹانا چاہتی ہوں۔
اس نے مقررہ جگہ بتائی۔سنان سنتا رہا۔پھر کنکشن منقطع ہو گیا۔سنان کچھ
دیر ریسیور لیے کھڑا رہا۔

یہ عورت اس سے ملنا کیوں چاہتی تھی؟
یہ اس کی نئی چال تو نہیں ہے؟

:ان دنوں۔۔۔"ماہ پارہ نے تھوڑی تلے مٹھیاں رکھی تھیں"
فلک ہر شخص کو شک کی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔وہ ڈرا ہوا تھا۔آدم سے کہ"
کہیں وہ اسے بزنس میں شہ مات نہ دے دے۔مجھ سے کہ میں کہیں اس کی
لاپروائی سے تنگ نہ آجاؤں۔اور ان سب سے زیادہ، وہ سنان سے ڈر رہا تھا۔
وہ ڈر رہا تھا کہ کہیں اس کے کزن نے بزنس میں اپنا حصہ مانگنے کی کوشش کی
:تو؟اور اس سے بھی زیادہ۔۔۔"اس کی آواز سرگوشی میں بدل گئی

"وہ شک میں مبتلا تھا۔"

آپ نے اس شک کو ابھارا!" احد مرزا نے کرسی سے ٹیک لگا رکھی تھی۔"

بیوی کرتی ہے جب اسے اپنے شوہر insecure میں نے وہی کیا جو ہر"

"کے بہک جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔

آپ کا شوہر بہکا نہیں تھا مس ماہ پارہ۔ وہ بس اپنی پہلی بیوی سے بھی اتنی ہی"

محبت کر رہا تھا جتنی کہ آپ سے۔ بس یہ بات آپ سے برداشت نہیں

"ہوئی۔

یہ پہلی بار تھا کہ وہ بذاتِ خود مریم سے بہتر لہجے میں مخاطب ہوئی تھی۔

فلک کہہ رہے تھے ڈرائیور بھیج دیں گے۔ رات کو تیار رہنا۔ وہ شاید تمہیں"

"ڈنر پر لے جانا چاہتے ہیں۔

سرسری سے لہجے میں کہہ کر وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ مریم نے

چونک کر اسے دیکھا، پھر پرسوچ نگاہوں سے اسے دیکھتی رہی۔ آٹھ بجے

کے قریب ماہ پارہ باہر آئی، مریم چپ چاپ لاؤنج میں انس کو گود میں لیے لیٹی تھی۔ سامنے کارٹون چل رہے تھے۔

تم تیار نہیں ہوئیں؟" ماہ پارہ نے اونچی آواز میں کہا۔"

فلک کو میری ضرورت ہو گی تو وہ خود ہی مجھ سے بات کر لیں گے۔"

نوکروں کے ذریعے پیغام نہیں بھیجیں گے۔" مریم نے ہولے سے کہا۔

تبھی باہر ہارن کے آواز آئی۔ چوکیدار نے آکر بتایا کہ فلک صاحب کا ڈرائیور مریم بی بی کو لینے آیا تھا۔

ماہ پارہ کا تضحیک کی شدت سے لال پڑتا چہرہ گلابی ہو گیا۔

ہونہہ۔ کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ فلک ڈرائیور بھیجیں گے۔ خیر مجھے کیا۔"

جانا ہے تو جاؤ۔" کہہ کر وہ اپنے کمرے میں پلٹ گئی۔ مریم کچھ دیر چپ چاپ بیٹھی رہی۔ پھر فون کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ وہ تصدیق کے لیے فلک سے خود بات کر لے گی لیکن۔۔۔

اس کی نظروں کے سامنے کچھ دنوں پہلے والا منظر گھوم گیا۔ فلک نے متاسف نظروں سے اسے دیکھا اور پھر سر جھکا لیا تھا۔

وہ تم سے معافی مانگنا چاہتے ہوں گے۔ لاکھ خود غرض سہی مگر وہ تم سے پیار" "تو کرتے ہیں ناں مریم۔

دل نے بہت مان سے کہا۔ مریم کی آنکھوں میں نمی اترنے لگی۔ ساڑھے دس کے قریب وہ جب رات کے اندھیرے میں لاؤنج میں آئی تو ماہ پارہ نے اسے کھڑکی سے دیکھا تھا۔

میم۔ "ڈرائیور نے احتراماً پچھلا دروازہ کھول دیا۔ مریم کے قدم یکلخت" لڑکھڑا گئے۔ نظروں کے سامنے سکول والا منظر گھوم گیا۔

پھر وہ سنبھل گئی، سانس بحال کیا اور کار میں قدم رکھا۔

گلاس وال کے باہر ٹو سیٹر ٹیبلز پر بیٹھے سنان نے حیرت آمیز نگاہوں سے سیاہ کار سے اترتی عورت کو دیکھا۔

اس کا نصف چہرہ چادر میں چھپا تھا۔سنان پھر بھی پہچان گیا تھا۔ ٹیبل سے اٹھا اور لمبے لمبے قدم بھرتا اس کے قریب آیا۔

"میں ماننا چاہتا ہوں کہ یہ آپ ہیں، لیڈی ماریو۔"

مریم کی ادھ چھپی آنکھ میں چونکنے کا تاثر ابھرا۔وہ ششدر سی نظر آئی۔

کیا آپ کو گھر سے باہر نکلنے کی اجازت ہے، مسز کامران؟"اس نے ہلکا پھلکا" سا مذاق کیا۔مریم کنفیوزڈ تھی۔اس نے سر گھما کر اس پاس دیکھا۔

"فلک نے بلوایا تھا۔"

اب سنان نے بھی نظریں گھما کر دیکھا۔ریستوران لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ یہاں باہر ٹو سیٹر ٹیبلز پر بھی کپلز براجمان تھے۔

کہاں ہیں تمہارے صاحب؟"اس کی سوالیہ نگاہیں ڈرائیور پر جم گئیں۔" فلک صاحب تو اپنی گاڑی پر آئیں گے ناں۔مجھے تو مس ماہ پارہ نے محض اتنا" ہی حکم دیا تھا کہ آپ کو یہاں پہنچا دوں۔"اس نے ہوٹل کا نام لے کر بتایا۔ ماہ پارہ کا نام آیا تو سنان کے کان کھڑے ہوئے۔دال میں کچھ کالا لگا۔مریم

متذبذب سی تھی۔وہ کھڑے کھڑے تھک بھی گئی تھی۔سنان نے فوری طورپراس کے متعلق سوچا۔

"آؤ،ہم ٹیبل شیئر کرلیتے ہیں۔"اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔مریم نے ایک نظراس جانب دیکھا،پھرہلکاسا مسکرائی۔

"کس کوساتھ لائے تھے؟"

سنان بھی مسکرایا۔

"معلوم ہوتاہے جس نے آناتھاوہ بےوفانکلی۔"کہہ کروہ کرسی پربیٹھ گیا:

"خیر،جب لیڈی ماریومجھ غریب کے ساتھ موجودہیں توجھے کسی چڑیل کی بےوفائی کاگلہ نہیں۔"

مریم کھلکھلاکرہنسی اوراس کے سامنے بیٹھ گئی۔

"تم بات بات پر یہ نجی قسم کے چٹکلے مارناکب چھوڑوگے،سنان۔"

"جب مجھ غریب کوکوئی لیڈی ماریومل جائے گی،تب۔"اس نے سرگوشی میں کہا۔مریم کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی،سنان کی نگاہیں بھٹک کراس

کی چادر سے جھانکتے چہرے پر ٹک گئیں،اس کے لبوں پر لالی تھی، آنکھوں میں بھی ضرورت سے زیادہ سیاہی تھی، کانوں سے لٹکتے جھمکے نظر آرہے تھے، سیاہ کامدار قمیض کے گلے سے گردن جھانک رہی تھی، گردن کا پیپ اور سرخ دانوں سے داغدار حصہ چادر میں چھپا تھا، محض گورا گورا حصہ جہاں سنہرا ہار موجود تھا نظر آرہا تھا۔

سنان نے دیکھا اور پھر دیکھ کر نگاہیں موڑ لیں۔

جانے فلک نے آج کی رات ایسا کیا وعدہ پورا کرنا تھا جو وہ اس کے ایک بار کہنے پر اپنی سب تکلیف بھول کر یوں تیار ہوئی تھی اور خوب صحت مند نظر آنے کی کوشش کرتی اس کے لیے خوبصورت بن گئی تھی۔

"تم فلک سے بہت محبت کرتی ہو مریم۔ تم دنیا کی بہترین عورتوں میں سے بس ایک ہو۔" اس نے آہستگی سے کہا۔ مریم کی نگاہیں جھک گئیں۔

"تم ٹیکسٹائل مل سنبھال رہے ہو؟" مریم نے بات بدلی۔

مجھے تمہارے شوہر سے پنگا لینے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔جب اس کا دل" کرے گا اور وہ ٹیکسٹائل کا ذمہ مجھے سونپنا چاہے گا، سونپ دے گا۔تب تک میرے پاس اتنے پیسے تو ہیں کہ میں اپنا پیٹ کاٹ سکتا ہوں۔"ہولے سے کہا۔البتہ لہجے میں درشتی تھی۔

تمہاری لیے کیا منگواؤں؟کیا پیو گی؟"انہیں اب یونہی بیٹھے بہت دیر گزر" چکی تھی۔مریم کا جسم اکڑنے لگا تھا۔اس نے چادر اچھے سے بدن پر کھینچ لی۔

"کیپیچینو منگواؤں؟مجھے پتا ہے تمہیں اس کا ذائقہ اچھا لگتا ہے۔"

مریم نے جواباً کندھے اچکائے۔بیرہ آس پاس نہیں تھا۔سنان مینو کارڈ کے کرا اٹھا۔نگاہیں بے اختیار فینس کے قریب آہستہ ہوتی کار پر جا پڑیں۔

وہ سفید بی ایم ڈبل یو تھی۔

فلک کامران کی شبیہہ اسے دور سے نظر آگئی تھی۔

ماہ پارہ کی آواز لڑکھڑا رہی تھی۔

آپ کواپنی بیوی کے ساتھ وقت گزارنا ہے تو یہ چھپ چھپیتے کرنے کی" ضرورت نہیں ہے فلک۔" وہ شاید رو بھی رہی تھی۔ فلک پریشان حال سا فون کان سے لگائے کھڑا تھا۔

آپ کواس کے ساتھ جانا ہے، اسے کہیں لے جانا ہے تو مجھے اندھیرے میں" "رکھ کر سب کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

: ماہ پارہ۔۔۔" فلک نے اس کی ہچکیوں سے خائف ہو کر بہت تحمل سے کہا" میں یہاں پہلے ہی اپنے انویسٹرز کے ہاتھوں بہت کھپ چکا ہوں۔ پلیز" "سیدھی بات کرو۔

"آپ نے وعدہ کیا تھا آج ہمارا ڈنر کا پروگرام۔۔۔"

ہاں کیا تھا۔ آجاؤں گا تو چلیں گے ناں ڈنر پر بھی۔" وہ تنک گیا۔ یہ کیا ماہ پارہ" اسد کو ہر وقت اس کی کمپنی چاہیے تھی۔

ہرگز نہیں، میں ڈبل وائف ڈنر پر تو کبھی بھی نہیں جاؤں گی۔" ماہ پارہ کا لہجہ" فرم تھا۔ اب فلک کچھ ٹھٹک گیا۔

"کیا مطلب ڈبل وائف ڈنر؟"

مجھ سے چھپایا ہے ناں آپ نے، اپنی بیوی کو بلوایا ہے ناں اپنے پاس۔ وعدہ"

"مجھ سے کیا لیکن اب مجھے چھوڑ کر اس کے ساتھ۔۔۔

میں نے مریم سے کیا وعدہ کیا؟" اسے سوچنے پر بھی یاد نہیں آیا۔"

کیا آپ نے ڈرائیور نہیں بھیجا؟ ارے وہ بن سنور کر ڈرائیور کے ساتھ نکلی"

"ہے۔ کہہ رہی تھی ڈرائیور کو فلک نے بھیجا ہے اور وہ۔۔۔

کیا بکواس ہے؟ میں اپنی بیوی کو ڈنر پر لے جانا چاہوں گا تو ڈرائیور کیوں"

بھیجوں گا؟ کبھی تمہارے لیے بھی ڈرائیور بھیجا ہے کیا؟ نہیں ناں، تو اس کے

"لیے کیوں بھیجوں گا؟

"پر وہ تو چلی گئی ہے فلک۔ پھر کہاں گئی ہے؟"

ماہ پارہ لہجے کو جس قدر خوابناک بنا سکتی تھی بنا لیا۔ فلک کی رنگت فق ہو گئی۔

اس نے کنکشن منقطع کیا اور بھاگتے ہوئے کاریڈور سے گزرا۔ سیکرٹری لائن

پر تھی۔

"جی سر۔"

"مجھے اپنے وائف کی فون لوکیشن چاہیے،ابھی۔"

کونسی۔۔۔وائف سر؟"سیکرٹری پوچھتے ہوئے ہچکچائی۔"

"میری بیوی۔مریم رضا۔دیکھو وہ اس وقت کہاں ہے۔"

وہ اس وقت سیرینا ہوٹل کے ایونٹ ریستوران میں تھے۔"ماہ پارہ بتا رہی تھی:

"میں نے مریم کے کزن کو وہیں بلوایا تھا۔مجھے معلوم تھا تجسس کے ہاتھوں وہ مجھ سے ریستوران میں ملنے ضرور آیا ہو گا۔مریم کو بھی وہیں بھیجا اور فلک۔۔۔اس کی چھٹی حس نے کچھ محسوس کر کے وہیں جانے کا انتخاب کیا۔"

وہ بات رہی تھی اور احد مرزا متاسف نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا:

سنا تھا تاریخ خود کو دہراتی ہے لیکن یہ سچ ثابت ہوا۔ کیا آپ کو بتاؤں کہ اُس"
"لمحے آپ نے کس ہستی کا کردار ادا کیا؟
ماہ پارہ کی نگاہیں استفامیہ تھیں۔
"دُردانہ۔"
ماہ پارہ کی رنگت فق ہوئی۔ اس نے ذہن میں ماضی دہرایا۔
وہاں اس رات ماہ پارہ آپ تھیں لیکن در حقیقت، ماہ پارہ تو وہ عورت تھی جو"
تکلیف سے گزر رہی تھی، جسے دردانہ نے جھانسا دے کر کسی آدمی سے ملوایا
اور پھر اس کے تیمور کو بھی وہاں بھیج کر اس پاکباز عورت پر بدکاری کا الزام
لگایا۔ وہاں مریم رضا ماہ پارہ تھی اور اپ، ماہ پارہ، آپ دردانہ بن گئی تھیں۔
:اور تیمور۔۔۔"احد مرزا نے گہرا سانس لیا
ہر وہ تیمور جو کسی عورت یا مرد کی کہی باتوں پر یقین کرے اور سنی سنائی"
باتوں کے سبب اپنی پاکباز بیوی پر شک کرے، وہ میرے نزدیک مرد ہی
"نہیں ہے، اب چاہے وہ تیمور رفیع خان خود ہو یا فلک کامران۔

' Teenager '

وہ کمرے میں تھی۔

اس کا بدن کانپ رہا تھا۔انتہا کی ٹھنڈ لگ رہی تھی۔یادوں میں ریستوران کے سامنے ٹو سیٹر ٹیبل سے کچھ دور فلک کھڑا تھا۔

بازو سینے پر بندھے تھے،آنکھوں میں کرب سا تھا۔

سنان اس سے مخالف سمت پر موجود تھا۔وہ بھی ٹیبل سے اتنا ہی دور تھا لیکن اس کی آنکھیں سپاٹ تھیں۔مریم نے جو گرز میں مقید بھاری قدموں کی آوازیں سنیں تو پلٹ کر دیکھا۔اس کے لبوں پر مسکراہٹ تھی،فلک کے مخالفانہ تاثر محسوس کر کے مدھم پڑ گئی۔

"فلک مسکرایا تھا۔مریم کو اس کی مسکراہٹ میں طنز نظر اچھی لگ رہی ہو۔" آیا:

ان فیکٹ میری دوسری شادی کے بعد گزرے چار مہینوں میں یہ پہلی بار" ہے جو تم یوں سجی سنوری ہو۔"اس نے سنان کی طرف دیکھا بھی نہیں تھا، نظروں کا مرکز مریم تھی :

"یہاں تم ہنس رہی ہو مریم۔ LRI میرے سامنے تو مسکرانا بھی محال تھا۔"

مریم نے کسمسا کر پیٹ پر ہاتھ رکھا، ضبط کے باوجود حلق سے سسکی برآمد ہوئی، اس نے کروٹ لی لیکن تکلیف انتہا کی تھی۔

وٹ بُل شٹ۔(کیا بکواس ہے)۔"سنان کو برا لگا" :

"تجھے پتا ہے بھی کہ وہ یہاں کس کے کہنے پر آئی ہے؟"

مجھے نظر آرہا ہے کہ وہ کس کے لیے آئی ہے۔"فلک کا لہجہ درشت تھا۔"

مریم کی نظریں فلک کے چہرے پر ٹک گئیں، چادر لڑھک گئی اور چادر سے

نظر آتا خوبصورت چہرہ چھپ گیا،اب نظر آرہا تھا تو وہ حصہ جہاں داغ ہی داغ تھے،ابھرے نشان تھے۔

:مجھے سمجھ نہیں آرہا۔۔۔"فلک دو قدم آگے آیا تھا"

کیا تم اب مجھ سے بدلہ لینا چاہتی ہو؟میں نے کسی اور عورت کو بیوی کیا بنالیا"

"اب تم بھی کچھ ایسا کر کے مجھے جتانا چاہتی ہو؟

مریم چپ تھی،لب سلے تھے اور آنکھیں فلک کے چہرے پر ٹکی تھیں۔

وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھی تھی۔

بائیں طرف ابراھیم لیٹا تھا اور اس کی سسکیوں سے وہ جاگتی سوتی کیفیت میں چلا گیا تھا۔مریم نے بے اختیار ہی پیٹ پر رکھا۔وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ زیادہ تکلیف سر میں تھی یا پیٹ میں۔۔۔

:مریم مجھے اپنی زندگی جینے کا حق ہے کہ نہیں؟"اس کی آواز اب بلند تھی"

اپنی پوری زندگی میں نے تمہیں خوش کرنے میں صرف کردی کیونکہ جو" کچھ بھی مجھے ملا ہے وہ تمہارا ہے مریم۔یہ دیکھ رہی ہو۔۔۔"اس نے اپنی کلائی لہرائی، Lovebird کا ٹیٹو واضح ہوا:

میں نے تمہارے لیے اپنے پر کاٹ لیے مریم۔جو تم چاہتی تھیں وہ کیا۔جو" تمہیں چاہیے تھا وہ دیا۔پچیس سال میں تمہارا غلام بنا رہا اور اب ایک کام، ایک چھوٹا سا کام میں نے اپنی مرضی سے کیا ہے تو تم مجھے میری اوقات دلانے پر تلی ہو؟"

سب خاموش تھے،ریستوران میں محض فلک کامران موجود تھا، باقی سب دھول ہو گئے تھے،

میں نے تمہارے حکم کے بغیر ایک کام اپنی مرضی سے کیا کیا، تم وہ ننا وے" حکم بھول گئیں جن کی میں نے جھک کر تعمیل کی تھی۔ایک موقع پر اپنے دل کی کیا سنی مریم فلک، تم نے وہ سارے موقع بھلا دیے جب میں نے تمہارے دل کی سنی۔"

وہ چلا رہا تھا۔ ماتھے پر بل تھے، پیشانی پر غصہ، آستینیں مڑی ہوئیں، بھویں ابھری ہوئیں۔۔۔

گرتی پڑتی وہ واش روم تک آئی اور سنک کے قریب دہری ہو گئی۔ کچھ آنتیں کھینچ کر اوپر کو زور لگا رہا تھا۔ کچھ معدے سے حلق میں داخل ہوا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے سنک کے کنارے تھامے اور جھک گئی۔

آنسوؤں اور سسکیوں کے درمیان جب جسم ساتھ چھوڑ رہا تھا، ذہن جاگ رہا تھا۔

تمہیں بھی پتا ہے کہ یہ میرا حق ہے مریم۔" اس کی غصیل آنکھوں کا مرکز" :مریم کے سوا اور کوئی نہیں تھا

میں نے اگر اپنی مرضی سے شادی کی تو یہ میرا حق ہے لیکن میں پھر بھی" مطمئن نہیں تھا۔ میں تمہارے دل میں اپنی بیوی کے لیے پھیلتی نفرت سے

آگاہ تھا۔ میں نے اگر دوسری شادی کی تو غلطی نہیں تھی لیکن تم نے اسے میری غلطی بنایا، مجھے مجرم ہونے کا احساس دلایا۔ میں نے اس کا خمیازہ بھگتنا چاہا، تم سے معافی مانگی لیکن تم۔۔۔" وہ دو قدم مزید قریب ہوا:

"تم یہ معافی نہیں چاہتیں۔ تم اب دراصل مجھے بھی نہیں چاہتیں۔"

فلک، یہ کہنے سے پہلے تمہیں۔۔۔" سنان نے کچھ کہنا چاہا تھا۔ فلک پوری" قوت سے دھاڑا:

جب میں اپنی بیوی سے مخاطب ہوں تو کوئی ایرا غیرہ درمیان میں بولنے کی" "جرآت نہیں کر سکتا۔

سنان خاموش ہو گیا کہ فلک کامران غصے میں تھا۔ اصل خاموشی تو مریم کے وجود پر چھائی تھی۔

بے رنگ سا گاڑھا مائع اس کے لبوں سے خارج ہوا۔ ساتھ ہی مریم نے محسوس کیا کہ لال لال پانی اس کے کپڑے بھگو رہا تھا۔ وہ پیٹ پر ہاتھ رکھ کر

دوہری ہوئی تھی، ہچکیوں کو دبانے کی کوشش میں وہ لڑھکتی ہوئی کمرے میں آئی۔ نگاہوں نے جائزہ لیا تو فون ٹیبل پر موجود تھا۔

اس نے ہاتھ مار کر فون اٹھایا۔ نمبر ملایا۔

"آپ کا مطلوبہ نمبر اس وقت میسر نہیں۔"

فلک کامران نچلی منزل میں بے خبر سو رہا تھا۔ اس کی ماہ پارہ اس کی بانہوں میں تھی۔ اس کے علاوہ کوئی فلک کے لیے معنی نہیں رکھتا تھا۔

: کوئی ایک لمحہ۔ "جانے اس کے من میں کس قدر بھڑاس تھی"

پچیس سالوں میں کوئی ایک لمحہ تمہاری زندگی میں ایسا گزرا جب میں" تمہارے لیے حاضر نہیں تھا مریم؟ کوئی ایک لمحہ جب تمہاری تکلیف محسوس "کر کے میں خود درد سے نہیں جلا؟

وہ شدید تکلیف میں تھی، فون پر نمبر ملانے کی سکت نہ رہی تو اس نے فون اٹھا کر دور دے مارا۔ ضبط کے باوجود حلق سے گھٹی گھٹی چیخ بر آمد ہوئی، وہ ٹیبل سے ہی ٹکرائی اور فرش پر دہری ہو گئی۔

ماما۔ "انس اٹھ بیٹھا تھا۔ اسکی آنکھوں میں ایسی دہشت تھی کہ پہلے کبھی" نظر نہیں ائی۔

ماما۔ کیا ہوا ہے ماما؟" وہ بیڈ سے اترا اور مریم کے سینے سے لگ گیا۔ ننھا" ابراھیم جیسے اسی انتظار میں تھا۔ وہ حلق پھاڑ کر رویا تو کمرے میں کہرام سا مچ گیا۔

ماما، آپ کیوں رو رہی ہو؟" اس کے ننھے ہاتھوں پر مریم کے کپڑوں پر بہتا" خون لگ گیا تھا۔

نیچے جاؤ انس۔ پاپا کو بلاؤ۔" اس نے سسکیوں کے درمیان جملہ پورا کیا۔" انس پوری قوت سے اٹھا اور سیڑھیوں کی طرف بھاگا۔

مجھے اس سے محبت ہے مریم۔مجھے وہ اچھی لگتی ہے۔میں اسے بیوی بنانا"
چاہتا تھا، میں نے بنایا۔تم اگر اس وجہ سے ہرٹ ہوئی تو آئی ایم سوری
:مگر۔۔۔"اس کی درمیانی انگلی اٹھی اور گھومی

میں اپنی اس حرکت پر سوری نہیں ہوں۔میں تمہارا غلام نہیں ہوں"
مریم۔تمہارا پالتو کتا نہیں ہوں، تمہارے باپ کا نوکر نہیں ہوں۔میں ایک
آزاد پنچھی ہوں۔مجھے کل کو اگر کوئی اور اچھی لگے گی، میں اسے بھی بیوی
"بناؤں گا۔اسے بھی اپنے گھر میں لاؤں گا۔

مریم کی خالی آنکھیں اس پر جمی تھیں۔وہ بولنے کے قابل نہیں رہی تھی،
تمہیں میری غیر موجودگی میں کون تنگ کرتا ہے مجھے بتاؤ۔تمہیں مجھ سے"
کیا مسئلہ ہے، تم مجھے بتاؤ۔تمہیں میری دوسری بیوی سے کوئی شکایت ہے تو
تم یہ بھی مجھے بتاؤ۔لیکن اگر تم چاہتی ہو کہ میں ماہ پارہ کو طلاق دوں تو یہ میں
"کبھی نہیں کروں گا مریم۔

ماہ پارہ کی آنکھ دستک کی آواز سے کھلی۔

وہ اٹھ بیٹھی۔یہ کمرے کا دروازہ تھا جو بار بار کھٹکھٹایا جا رہا تھا۔

"پاپا، پاپا اٹھیں پاپا۔ماما کو کچھ ہو گیا ہے۔ماما رو رہی ہیں پاپا۔"

یہ یقیناً فلک کا چھوٹا بیٹا تھا۔دروازہ کھٹکھٹائے ہوئے اتاولا ہو رہا تھا، رو رہا

ماہ پارہ نے پہلو میں لیٹے فلک کو دیکھا۔وہ نیند کی گولیاں کھا کر سویا LRI تھا۔

تھا۔اس کا اٹھنے کا یقیناً کوئی ارادہ نہیں تھا۔

اس نے کندھے اچکائے اور واپس بستر پر لیٹ گئی۔

پاپا۔ماما کو کچھ ہوا ہے، پاپا۔"انس اب رونے لگا تھا۔پھر وہ پلٹا اور سیڑھیاں"

چڑھنے لگا۔اسے یہاں سے بھی اپنی ماں کی سسکیاں سنائی دے رہی تھیں،

اس کی ماں کو اس کی ضرورت تھی۔

چار سالہ بچے نے عجلت میں سیڑھیاں چڑھیں۔اس کا پیر رپٹا اور وہ چوتھی

سیڑھی سے رول ہوتا ہوا فرش پر آ گرا۔

اب گھر جانا ہے یا یہیں رہنا ہے۔۔۔۔" فلک نے کرخت سے لہجے میں ابرو" اٹھا کر پوچھا،

"یہ تمہارا اپنا فیصلہ ہے۔"

مریم کی نگاہیں ہنوز فلک کے چہرے پر ٹکی تھیں۔ان آنکھوں میں جو حیرانی کا تاثر تھا وہ اب عنقا ہو گیا تھا۔ پھر وہ اٹھی، چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی، سنان کو دیکھے بغیر، کسی سے نظریں ملائے بغیر، فلک کو پار کرتی وہ کار کی جانب بڑھی۔

اس نے گھر جانے کا انتخاب کیا۔

فلک کامران نے اسے گھر تک دورانِ سفر ایک لفظ نہیں کہا۔

وہ پورچ میں اتر گئی تو وہ کار سے اتر کر تیز تیز چلتا پورچ پار کر گیا۔

وہ دھیمے قدموں سے چلتی لاؤنج تک پہنچی تو وہ نچلی منزل کے پہلے کمرے میں غائب ہو گیا تھا۔

جب تک وہ ایک کے بعد دوسری سیڑھی احتیاط سے چڑھتی اپنے کمرے تک پہنچی، تب تک وہ کمرے میں نیند کی گولیاں نکال کر ساری حلق میں اتار گیا تھا۔

خیریت؟" ماہ پارہ کو تشویش ہوئی۔

فلک میں کچھ مزید کہنے کی ہمت نہیں تھی، وہ یونہی جوتے پہنے، کوٹ اوڑھے بیڈ پر لیٹا اور آنکھیں بند کر لیں۔

مریم میں اب یہ سب زیور اتارنے کی سکت نہیں تھی۔ وہ بستر تک بمشکل پہنچی اور ڈھے گئی۔ انس نے ماں کو قریب محسوس کیا تو اس سے لپٹ گیا۔ وہی انس اب لاؤنج کے فرش پر ٹانگ پکڑے تو رہا تھا۔ مریم اپنی سسکیوں میں اس کی دبی دبی چیخیں سنائی دے رہی تھیں۔ ابراھیم بیڈ سے اتر کر اس کی گود میں بڑھا آ رہا تھا۔

مریم نے ایک آخری بار فون سیدھا کیا۔

اسے اپنی بقا کے لیے لڑنا تھا۔

کچھ گھنٹے بعد

ریچل نے کچھ حوصلہ افزا کہہ کر انس کے ملائم بالوں میں ہاتھ پھیرا۔ شکر تھا کہ بے چارے بچے کی ٹانگ فریکچر سے محفوظ رہی تھی۔

ماما جاگ گئیں؟"اس نے یہ سوال پہلے بھی بہت بار کیا تھا۔"

ریچل نے نفی میں سر ہلایا۔

پاپا آگ ئے؟"اگلا سوال۔ ریچل نے تشویش سے فون جھٹکا۔"

کال جا رہی تھی لیکن کوئی مطلوبہ نمبر اٹھا نہیں رہا تھا۔

کیسے شوہر ہیں یہ مسٹر کامران بھی۔"اس نے دل ہی دل میں سوچا،"

پچھلی بار جب مس مریم کے ساتھ سانحہ ہوا تب بھی فون نہیں اٹھا رہے"

تھے اور اب بھی فون بند کیے جانے کہاں سوئے پڑے ہیں۔ نہ بچے کی فکر ہے

"اور نہ بیوی کی۔

وہ اونچی ہیل سے کاریڈور میں زور مچاتی دروازے تک آئی۔نرس وہاں کھڑی دوائیاں منتخب کر رہی تھیں۔

"کیا وہ ہوش میں آگئیں؟"اس نے یقیناً مریم کے متعلق پوچھا تھا۔نرس نے نفی میں سر ہلایا،

"آپریٹ کر دیا ہے اور انیستھیزیا دے کر سلا دیا گیا ہے۔انہیں اس وقت سکون سے زیادہ کچھ نہیں چاہیے۔"

ڈاکٹر کیا کہتے ہیں؟اور آخر ڈاکٹر کہاں ہیں؟"ریچل کو سب مینج کرنا مشکل لگ رہا تھا۔

"ان کی حالت خطرناک نہیں ہے میم۔وہ جب نیند سے بیدار ہوں گی تو یقیناً خطرے سے باہر ہوں گی۔"نرس نے دلاسہ دیا۔ریچل نے مٹھیاں بھینچ لیں۔

"دعا کرو مسٹر کامران فون اٹھالیں ورنہ مجھے ہمیشہ کی طرح ڈرائیور کو ان کے گھر بھیج کر یہ اطلاع دینی پڑے گی۔"

نرس نے کوئی رد عمل نہ دیا۔اس کے سفید کوٹ کے نیچے پہنی قمیض میں رکھا فون بیپ کر رہا تھا۔وہ چھوٹے قدم بھرتی آپریشن تھیٹر سے دور آ گئی۔فون کان سے لگا لیا۔

انس ٹھیک ہے؟" مخاطب بے چین تھا۔"

آپ بار بار فون مت کریں سر۔میں کسی مریض کی پرسنل انفارمیشن آپ "

"کو نہیں دے۔۔۔

میں نے پوچھا انس ٹھیک ہے یا نہیں؟" آواز پُرزور تھی۔"

"جی ٹھیک ہے، بس ٹانگ پر معمولی سی چوٹ۔۔۔"

اور مسز فلک؟" بے تابی سے پوچھا گیا۔"

جی وہ۔۔۔وہ ٹھیک ہیں۔بس اینیستھیزیا۔۔۔کے زیرِ اثر سو رہی ہیں۔""

نرس کہتے ہوئے ہچکچائی۔لمحہ بھر کے لیے لائن پر خاموشی چھائی رہی۔پھر دوسری طرف سے گہرا سانس لینے کی آواز آئی۔

میں نے تمہیں اس کام کے لیے پیسے دیے تھے، نرس۔مجھے صاف صاف "
بتاؤ کہ مسئلہ کیا ہے؟صرف نروس بریک ڈاؤن کہ۔۔۔"اس نے جملہ
درمیان میں چھوڑ دیا۔
"نہیں ایسا تو کچھ بھی۔۔۔"
میں ریسیپشن پر کھڑا ہوں۔اگر تم نے جھوٹ بولا تو مجھے پتا چل جائے گا۔""
نرس نے فوراً سر اٹھایا۔یہاں سے ریسیپشن نظر نہیں آرہا تھا لیکن نرس جانتی
تھی کہ اگر وہ کہہ رہا ہے کہ ریسیپشن پر موجود ہے تو یقیناً موجود ہو گا۔یہ بندہ
فلک کامران کی بیوی کے متعلق بہت کانشیئس تھا۔
ان کی حالت خراب تھی لیکن مسلسل بلیڈ نگ کی وجہ سے حالت "
تشویشناک ہوتی جارہی تھی۔ابھی صرف چوتھا مہینہ تھا اس لیے ڈاکٹر مائرہ
"نے۔۔۔ابارشن کرنے کا رسک لے لیا۔
دوسری جانب خاموشی چھا گئی۔نرس بولتی رہی،

مسٹر فلک سے اجازت لینے کا وقت نہیں تھا۔ان کی سیکرٹری نے ذمہ لیااور" ڈاکٹر نے آپریٹ کر دیا۔انہوں نے وہی کیا جو بہتر تھا۔دونوں میں سے کوئی "ایک جان ہی بچائی جاسکتی تھی۔

"وہ پریگننٹ تھی؟"

ریسیپشن کے قریب کھڑے سنان نے بے اختیار ٹیبل کا کونا تھاما۔ نظروں میں مریم رضا کا وجود گھوم گیا۔یہ کل رات کا قصہ تھا جب فلک کامران اس پر بے حساب چیخ رہا تھا اور وہ جواباً پتھر نگاہوں سے اسے دیکھے ہی جا رہی تھی۔

وہ امید سے تھی لیکن امید کھو چکی تھی۔

تم نے پہلے مجھے کیوں نہیں بتایا؟ تم نے مسز فلک کے چیک اپ کی فائلز" دیکھی تھیں۔تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ وہ۔۔۔"مخاطب کہتے کہتے رک گیا۔نرس گڑبڑا گئی:

خدا کی قسم میں نے فائلز نہیں دیکھیں سر۔روٹین چیک اپ کی فائلز میں" ان کی پریگننسی کے متعلق نہیں لکھا تھا۔وہ تو بس ایک دن وہ پیٹ میں درد روکنے کے لیے دوائیاں مانگ رہی تھیں تو مجھے شک ہوا لیکن یہ بھی بس "شک تھا۔

سنان نے مزید کچھ سنے بغیر فون جھٹک دیا۔اس کا سر جھکا تھا۔چہرہ سپاٹ تھا۔ پھر گھنٹوں گزر گئے۔وہ یونہی سر جھکائے، پیچان چھپائے ڈیسک کے پاس کھڑا رہا۔شاید عقب سے فلک کامران گزرا تھا لیکن سنان کے لیے سب دھول بن گیا تھا۔

:سر۔۔۔"نرس جانے کب قریب سے گزری تھی۔سرگوشی میں کہا" مسز فلک جاگ گئی ہیں۔"سنان نے سن کر سر ہلا دیا۔"

"ان سے ملیں گے نہیں؟"

:ان کے شوہر آچکے ہیں ناں؟"جوابی سوال۔نرس نے سر ہلایا"

ہاں مگر وہ بھی ان سے ملنے پر راضی پر نہیں ہیں۔بس اپنے بیٹے کے پاس" بیٹھے ہیں۔آخر یہ کیا ہو رہا ہے سر؟"نرس متجسس تھی۔

سنان نے کوئی جواب نہیں دیا۔

اس کے قدموں کا رخ آپریشن تھیٹر کی جانب تھا۔دور سے ہی اس نے دیکھ لیا کہ فلک انس کو گود میں اٹھائے کاریڈور سے گزر رہا تھا۔اس کا رخ وارڈ کی جانب تھا۔

کمرے کا دروازہ کھول کر اس نے انس کو اندر دھکیل دیا لیکن خود باہر کھڑا رہا۔سنان پشت پر بازو باندھ کر اس کے مقابل آیا۔

یعنی اب تمہاری وفادار بیوی اس قدر بے وفا ثابت ہو چکی ہو کہ تم اس کی" "خیریت پوچھنے اندر بھی نہیں جاؤ گے۔

:کس منہ سے جاؤں؟"فلک کا چہرہ اترا ہوا تھا"

"میں نے اس کا بچہ مار دیا۔"

یعنی جو بچہ مر گیا وہ اب صرف مریم رضا کا بچہ تھا؟؟؟؟؟

:تم نے قریب قریب اسے بھی مار دیا۔"سنان نے کندھے اچکائے"
یہ الگ بات ہے تمہیں اس قتل کا گناہ سر لینے میں ذرا بھی ہچکچاہٹ نہیں"
"ہے۔

:مجھے نہیں پتا تھا۔"فلک نے جیسے ہار مان لی"
"مجھے اس نے نہیں بتایا کہ وہ پریگننٹ۔۔۔"
جب اپنا حق وصول کرنے کی باری ہوتی ہے تو تمہیں سب یاد رہتا تھا۔اس"
"کے حق پورے کرنے کی باری آئی تو تمہیں معلوم نہیں تھا۔
"مجھے،خدا کی قسم،مجھے کچھ معلوم نہیں تھا۔اس نے مجھے نہیں بتایا۔۔۔"
وہ کسے یہ سب بتاتی؟کیا کیا کچھ بتاتی؟اور سب سے بڑی بات،وہ کیوں"
بتائے گی فلک کامران۔تم اس کے مسیحا ہو ناں۔تم اپنی بیوی کے مجازی خدا
بنے ہو ناں۔خدا تو اپنی بے حساب رعایا کی خبر رکھتا ہے۔پھر تم محض اپنی
"بیوی سے باخبر کیوں نہیں رہے؟
تم مجھے چیلنج کرنے آئے ہو؟"فلک سوچنے سمجھنے کے موڈ نہیں تھا۔"

میں تمہیں آئینہ دکھانے آیا ہوں میرے دوست۔"سنان نے کہہ کر اس"
:کے کندھے پر ہاتھ رکھا
افسوس تمہیں کسی نے نہیں سکھایا کہ یک طرفہ کہانی پر یقین نہیں کرتے۔"
"اس کے کئی صفحے ہمیشہ سے غائب رہے ہیں۔

میں۔۔۔ماہ پارہ پر بھروسہ کرتا ہوں۔"وہ فرم تھا۔"
"میں۔۔۔ تمہیں تمہاری بیوی کے خلاف نہیں اکسا رہا۔"
"مجھے ماہ پارہ سے محبت ہے۔"
"وہ محبت جو تمہیں مریم سے نہیں ہوئی۔"
گلاس وال کے اس پار مریم کھلی آنکھوں سے بلب کو گھور رہی تھی۔اس کی نظروں کے سامنے اندھیرا چھا رہا تھا لیکن الفاظ اس کے کانوں میں گونج رہے تھے۔

مریم تمہاری کزن تھی، بچپن سے تمہیں چاہتی تھی۔اٹس اوکے فلک۔تم" نے اسے نہیں کہا کہ تم سے محبت کرے۔تم نے نہیں چاہا کہ وہ تمہارے

لیے دیوانی بنے پھرے۔یہ تمہارا قصور نہیں تھا۔تم نے تو یہ بھی نہیں چاہا تھا کہ تمہاری کوئی کلاس فیلو بھی تمہارے لیے جان ہتھیلی پر لیے پھرے۔تم ماہ پارہ کے قریب آئے،اس پر مہربان ہوئے۔تم اس کے ساتھ کسی رشتے میں منسلک نہیں ہونا چاہتے تھے،تم اس سے محبت بھی نہیں کرتے تھے۔تم صرف وقت گزاری کر رہے تھے۔تم اس لڑکی کو استعمال کر رہے تھے۔تم لڑکوں کی teenager کہو گے یہاں بھی تمہارا قصور نہیں ہے۔آخر بڑی تعداد یہی کو کرتی ہے۔لڑکیوں کو پاس بلانا،انہیں بہلانا پھسلانا،محبت کے دعوے کرنا،کچھ عرصہ ان کی کمپنی سے لطف اندوز ہونا اور انہیں چھوڑ دینا۔تم جانتے تھے وہ لڑکی تمہارے لیے کیا جذبات رکھتی ہے،اس کے باوجود تم نے اسے چھوڑ دیا۔تم نے اسے ایک عام لڑکی کے طور پر ٹریٹ کیا، خود کو ایک عام لڑکا سمجھا اور اس کی کمپنی انجوائے کرنے کے بعد اسے چھوڑ دیا۔تمہارا ارادہ تھا کہ کسی انجینئرنگ یونیورسٹی کے لیے اپلائی کرو گے لیکن مسز رضا نے تمہیں ایم بی اے کا مشورہ دیا۔کیونکہ بوڑھی عورت تمہیں اپنا

سہارا مانتی تھی۔ تمہیں بھی مشورہ معقول لگا تو تم نے حامی بھری۔ تم آزاد پنچھی ہی تھے فلک کا مران۔ تم اپنی اڑان بھرتے رہے۔ مجھے نہیں پتا اس دوران تم کتنی لڑکیوں کے ساتھ انوالو ہوئے یا کتنی لڑکیوں نے تم پر دل ہار دیا۔ قصور یہاں بھی تمہارا نہیں تھا۔ ایم بی اے کے آخری سال میں تائی امی (مسز رضا) کو ہارٹ اٹیک آیا۔ انکل رضا کی ساری جائیداد مریم رضا کو مل گئی۔ سب فیکٹریاں، بزنس، اس لڑکی کے کاندھوں پر آ گرا۔ مریم رضا اس سب کے لیے نہیں بنی تھی۔ یہ سب تمہارے لیے تھا۔ رضا سلیم یہ سب چھوڑ کر گے تھے۔ وہ اپنی بیٹی کے لیے یا اپنے لے پالک لڑکے کے لیے نہیں یہ سب تمہارے لیے چھوڑ گ ئے تھے۔ تائی امی نے یونہی بچپن میں مریم کے ساتھ تمہارے نام کی گرہ نہیں لگا دی تھی۔ اگر رضا خاندان نے اپنی مال و دولت تمہیں دی تھی تو اپنی بیٹی بھی تمہیں دے چکے تھے۔ شاید تمہیں وہاں لگا ہو گا کہ تمہارے ساتھ ظلم ہو رہا ہے۔ تم جیسا جوان ہینڈسم لڑکا، آزاد پنچھی جو اپنی قسمت بنانے چلا تھا بیڑیوں میں جکڑ لیا گیا۔ اسے کسی خوبصورت

حسینہ کی بجائے ایک شرمیلی سی پھوپھی زاد بہن بیوی کی صورت میں ملی اور بزنس کا ذمہ اسے دے دیا گیا۔ شاید تمہیں لگے تمہارے ساتھ ظلم ہوا لیکن اسے میری نظر سے دیکھو تو یہ تحفہ تھا۔ فلک کامران، ایک یتیم جسے بچپن سے اس کے پھوپھا اور چچی نے پالا اسے رضا انٹرپرائزز کا سی ای او بنا دیا گیا۔ رضا انٹرپرائزز کی اکلوتی امیر لڑکی کو اس کی بیوی بنا دیا گیا، وہ ساری دولت جو رضا سلیم کی تھی وہ تمہیں دے دی گئی۔ تم نے اڑان بھری۔ سب کو دکھاتے رہے کہ تمہارے ساتھ ظلم ہوا لیکن درحقیقت، تم آزاد ہی اب ہوئے تھے۔ رضا انٹرپرائزز سے کامران انٹرپرائزز کا سفر، فلک کامران سے دافلک کامران کا سفر تم نے کامیابی سے ہے کیا۔ ایک بیوی کے شوہر سے دو لڑکوں کے باپ بنے۔ آدم مراد علی جیسے شاطر لوگوں کو بھی بزنس میں پیچھے چھوڑ گئے۔ قصوروار ٹھہرانے کے لیے کوئی نہیں بچا۔ اب کوئی غم نہیں بچا یہاں تک کہ تمہیں دنیا کا لاعلاج مرض تشخیص ہوا۔ تمہیں محبت ہوئی فلک کامران، وہ بھی اس عورت سے جسے تم نے برسوں پہلے ٹھکرا کر اڑان

بھری تھی۔ تم نے خود کو ٹٹولا، دل سے پوچھا، دماغ سے سوال وجواب کیے کہ کیا یہ واقعی محبت ہے؟ کہیں تم اس لیے تو نہیں بہک گ ئے کہ وہ بس ایک خوبصورت عورت ہے؟ کہیں تم اس لیے تو فریفتہ نہیں ہو گ ئے کہ تم کئی عرصے بعد اس عورت سے ملے ہو جس کے ساتھ ماضی میں بہت قریب تھے۔ یا تم محض اس لیے تو بے چین نہیں کہ ایک خوبصورت عورت تمہارے حریف کی بیوی ہے؟ دماغ نے کہا نہیں، یہ میرے بس کے باہر ہے۔ دل نے کہا نہیں یہ محبت ہے۔ تب تم نے دل کو قصوروار ٹھہرایا۔ تم نے دل کو الزام دیا کہ یہ کیوں اسی عورت پر مر مٹا جسے زندگی میں پتلی کی طرح نچا کر چھوڑ دیا تھا۔ تم نے دل کو ڈانٹا کہ مریم رضا جیسی دولت کی کنجی مٹھی میں ہونے کے باوجود وہ ایک ایسی عورت کی جانب کیوں مائل ہوا جس میں حسن کے سوا کچھ نہیں ہے۔ تم نے دل کو قصوروار کہا، پھر بھی ہار گ ئے۔ تم نے اس عورت کو چرا لیا اور اسے اپنی ذات کا حصہ بنایا۔ تم نے اس سب سے اپنی بیوی کو بے خبر رکھا کیونکہ تم نہیں چاہتے تھے اسے یہ

سب پتا چلے تو وہ غمناک ہو۔اسے یہ سب پتا چلا، وہ غمناک ہوئی، تم پشیمان ہوئے، قصور وار بنے لیکن اس حقیقت کو جھٹلا دیا۔ ضمیر نے کہا تم نے غلط کیا، دل نے یہ کہہ کر تسلی دی کہ یہ تمہارا حق تھا۔دماغ نے کہا کہ تم نے اپنی اس بیوی کو ناراض کیا جو تم سے ہمیشہ محبت کرتی آئی ہے۔دل نے جواباً کہا کہ تم نے بھی تو صرف محبت کی تھی۔ تم نے خود کو قصور وار ماننے سے انکار کر دیا۔ تم نے پلان بنایا۔

تم ایک آئیڈیل مرد بنو گے۔اپنا بٹوارہ کرو گے اور کسی قسم کی ناانصافی نہیں ہونے دو گے۔پر ناانصافی تو ہوئی۔ قصور وار وہ عورت نہیں تھی جو تم سے محبت کرتی تھی اور صرف تمہاری چاہت میں کئی چالیں چلیں۔ قصور وار وہ عورت بھی نہیں تھی جو تمہاری محبت کی مستحق تھی لیکن تم نے اس کی جھولی میں ایک اور عورت ڈال دی۔ قصور وار تم تھے فلک کامران۔لوگوں نے تمہارے کان بھرے، تمہاری بیویوں نے آپس میں رقابت نبھائی اور تمہیں اپنی اور کھینچنا چاہا۔ قصور وار تم ہو فلک کہ تم کھینچ لیے گئے۔ قصور وار تم ہو

کہ تم اس آسانی سے لوگوں کی باتوں میں آگ ئے۔ قصوروار تم ہو کہ تم نے نے ایک آئیڈیل مرد بننے کا جو وعدہ کیا اسے نبھا نہیں سکے۔ قصوروار تم ہو کہ تم ایک عقل مند مرد بننے کی بجائے وہی ایک روایتی لائی لگ شوہر بن ہی، ایک بے وقوف ہی جو اپنا غصہ اپنی بیوی teenager گ ئے، ایک اسے تکلیف دیتا ہے۔ افسوس فلک پر نکالتا ہے، اس پر شک کرتا ہے،

:کامران۔۔۔۔ "سنان اس کے قریب آیا

"تم نے اپنا بٹوارہ اصول کے مطابق نہیں کیا۔"

کیا کروں میں اب؟" فلک وحشت زدہ نظر آیا۔"

طلاق۔۔۔۔ "قریب سے منحنی سی آواز آئی۔ جہاں فلک کی دنیا گھوم گئی،"

وہیں سنان ششدر رہ گیا۔ مریم کے بائیں ہاتھ میں ڈرپ تھی، وہ وارڈ کے

:دروازے میں تقریباً جھکی کھڑی تھی

"طلاق دے دیں مجھے۔"

' بے آواز تاریکی '

سنان کو سانپ سونگھ گیا تھا۔

کئی گھنٹے گزر گئے تھے۔وارڈ کے باہر کھڑا فلک کامران اندر جانے کی جرات نہیں کر سکا تھا۔

فلک۔۔۔"ماہ پارہ نے بہیترا کالز کیں لیکن فلک نے ایک نہیں سنی۔وہ" خالی خالی نظروں سے وارڈ کی دیوار کو تک رہا تھا۔

وہ اتنی بڑی بات کیسے کر سکتی ہے؟"یہ واحد جملہ تھا جو فلک بار بار کہہ رہا" تھا:

خدا کی قسم، میں نے اس نقطے پر ایک بار بھی نہیں سوچا، خدا کی قسم۔۔۔""" وہ بوکھلایا ہوا تھا۔سنان کے تاثرات مبہم تھے۔

وہ فلک کامران کی دوسری بیوی کو ذلیل کرتا، فلک کامران کا نقصان کرتا، ماہ پارہ کو اس کی نظروں میں گرانے کی کوشش کرتا لیکن طلاق، نہیں، وہ نہیں چاہتا تھا مریم رضا اس سے طلاق لے۔

وہ ایسا کیوں کر رہی ہے؟" فلک اتاؤلا ہو رہا تھا۔ پھر وہ یکلخت ٹھٹک گیا۔"

:پلٹ کر بغل میں کھڑے سنان کو دیکھا

"پلیز مت کہنا کہ یہ تمہارا پلان ہے۔"

کیا؟" سنان دم بخود رہ گیا۔ فلک کامران اب چبھتی نگاہوں سے اسے دیکھ"

:رہا تھا

"واقعی؟ تم اس چال کے ذریعے سب پانا چاہتے ہو سنان؟"

سنان لمحے میں اس کی بات سمجھ گیا۔ اس کے چہرے پر ناگواری ابھری۔

"تمہاری بیوی اگر تم سے طلاق چاہتی ہے تو اس میں میرا قصور نہیں ہے،

"مسٹر کامران۔

میری بیوی مجھ سے طلاق مانگ رہی ہے، اگر وہ یہ طلاق تمہاری وجہ سے "
"مانگ رہی ہے تو۔۔۔

چھوٹی سوچ۔ سب تمہاری ماہ پارہ کی طرح نہیں ہوتے فلک کامران۔""
سنان کے جبڑے بھنچ گئی۔ انتہائی نفرت سے اس نے فلک کی آنکھوں میں
:دیکھا

تم باقی مردوں جیسے ہی ہو فلک۔ یقیناً تمہاری بیوی جو فیصلہ کر چکی ہے وہ"
" صحیح ہے۔

وہ اسے گھورتا ہوا کاریڈور پار کر گیا۔ ریسیپشن کے قریب پہنچ کر اس نے دیکھا۔ ماہ پارہ اسد ڈیڑھ سالہ بچہ گود میں اٹھائے چلی آ رہی تھی۔ سنان رک گیا۔ کیا وہ اسے پہچانتی تھی؟ لیکن ماہ پارہ اس کی طرف نگاہ اٹھائے بغیر سیدھی چلتی چلی گئی۔

یہ فساد کی جڑ ہے، سنان رضا۔" ضمیر نے دل سے کہا۔ دل پہلے ہی اس"
عورت سے نفرت میں مبتلا تھا۔ اور دماغ، وہ اس سمے کچھ خطرناک سوچ رہا
تھا۔

تھا۔

ڈاکٹر نے ڈسچارج کرنے کی اجازت دے دی تھی۔
: مریم کو جونہی فلک نظر آیا، اس نے مدعا کھول دیا
"مجھے اپنے گھر جانا ہے فلک۔"
فلک اس کی بات کا مطلب سمجھ گیا۔ وہ اپنی ماں کے گھر جانا چاہتی تھی۔ وہ
اس خواہش کے پیچھے چھپی وجہ سے بھی واقف تھا۔
مریم، تم میرے ساتھ جا رہی ہو۔" اس نے نپے تلے لہجے میں کہہ دیا۔"
مریم خاموش رہی۔ لیکن جونہی کار سڑک پر نکلی اس نے ڈرائیور سے اصرار
: کیا

"ڈی بلاک والے بنگلے کی طرف ہو لینا۔"

ڈرائیور سٹپٹایا۔

"فلک صاحب نے حکم دیا تھا کہ۔۔۔"

"کیا میں تمہاری مالکن نہیں ہوں؟ کیا میں تمہیں نیا حکم نہیں دے رہی؟"

وہ اپنی اندرونی اور جسمانی کمزوری کو چھپا کر مضبوطی سے بولی۔ڈرائیور نے حکم کی تعمیل لی۔کار سیدھی سڑک سے بائیں جانب مڑ گئی۔ عقب میں آتی کار کو ڈرائیو کرتا فلک لب بھینچ کر رہ گیا۔

میں تمہیں طلاق نہیں دوں گا مریم۔" فلک سٹیرنگ پر ہاتھ مار کر دھاڑا۔" چہرے پر غصہ تھا، آنکھوں میں کرب تھا۔ برابر والی سیٹ پر بیٹھی ماہ پارہ نے سب دیکھا لیکن خاموش رہی۔ فلک کا چھوٹا بیٹا ہسپتال میں ہی مریم نے اس سے لے لیا تھا۔

کیا وہ واقعی اس کی زندگی سے نکلنا چاہ رہی ہے؟"ماہ پارہ کو یقین نہیں آیا۔"

میں تمہیں طلاق نہیں دوں گا مریم۔" فلک کامران کی ضد تھی۔اس نے"
کار کی رفتار تیز کی۔ڈرائیو کو اوورٹیک کیا۔
فلک کیا کر رہے ہیں؟" ماہ پارہ اس کا ارادہ نہیں سمجھ سکی۔فلک نے دھیان"
نہیں دیا۔وہ اپنی کار سیاہ کار کے سامنے لایا، بریکس لگائے اور پھر کار سے اترا۔
سیاہ کار تک ایا۔ڈرائیور کو رفو چکر کیا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔
کیا میں نے نہیں کہاں تھا کہ تم میرے ساتھ میرے گھر جا رہی ہو؟" وہ"
چیخا۔مریم نے لبوں پر انگلی رکھ کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔
"آہستہ، ابراھیم جاگ جائے گا۔"
تم۔۔۔میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتیں۔" وہ روہانسا تھا۔ہاں فلک"
کامران شدید روہانسا تھا۔
آپ جو چاہتے تھے آپ نے بتائے بغیر حاصل کر لیا تھا فلک۔میں جو چاہتی"
ہوں اس سے آپ کو ابھی محض آگاہ ہی کیا ہے تو آپ اس قدر غصہ کر رہے
ہیں۔"

میں۔۔۔ تمہیں۔۔۔ طلاق۔۔۔ نہیں دوں گا مریم۔ کبھی نہیں۔"اس کی"
آنکھیں بوٹی جیسی سرخ تھیں۔ابلی پڑ رہی تھیں۔
نہیں، آپ مجھے طلاق نہیں دیں گے بلکہ آپ مجھے معاف کریں گے۔""
اس نے سکون سے کہا۔لہجہ انتہائی نرم تھا۔
"ایسا کیوں کر رہی ہو؟"
شاید میں بدلہ لینا چاہتی ہوں۔آپ نے کسی اور عورت کو بیوی بنالیا ہے تو"
میں بھی آپ کو ایسا کچھ کر کے جتانا چاہتی ہوں۔"اس نے فلک کی کہی بات
دہرائی۔فلک کی نگاہوں میں ملال نظر آیا۔
"تم میری ساتھ ایسا نہیں۔۔۔"
کیا مجھے اپنی زندگی جینے کا حق ہے، فلک؟" فلک کا ہی سوال دہرا رہی تھی"
:وہ۔اسی کے جملے دہرا رہی تھی
میں نے پوری زندگی آپ سے محبت کی فلک، آپ کو نظروں میں رکھا،"
آپ کو دل میں بسایا۔جب آپ میرے نہیں تھے تو ہمیشہ خدا سے آپ کو مانگا

اور جب آپ مل گئے تو ہمیشہ آپ کے قدموں کی دھول بننا چاہا۔ میں نے ہمیشہ اپنی محبت کا اظہار کیا لیکن کبھی نہیں پوچھا کہ آپ کس قدر محبت کرتے ہیں، کبھی آپ کی محبت کا حساب نہیں لگایا۔ میں نے غلط کیا فلک، جو آپ سے کبھی پوچھا ہی نہیں کہ فلک کامران، آپ کس سے محبت کرتے ہیں۔

تم بات مت بدلو۔" وہ بھڑکا۔"

: نہیں، میں بات نہیں بدل رہی۔" وہ کرب سے مسکرائی"

بلکہ میں تو خود کو خود غرض ثابت کر رہی ہوں۔ کیونکہ میں نے ان ناوے"
کاموں کو بھلا دیا جو آپ نے میری محبت میں کیے، اس ایک کام کو یاد رکھا جو
"آپ نے اپنی محبت کے لیے کیا۔

: میں نے دوسری شادی۔۔۔" وہ کچھ کہہ رہا تھا۔ مریم نے ٹوک دیا"

آپ نے دوسری شادی کی، یہ آپ کا حق تھا۔ آپ کی چوائس تھی۔ میں"
"کون ہوتی ہوں باز پرس کرنے والی۔

"میری بیوی ہو تم۔ آج تک تمہاری کوئی خواہش رد نہیں کی، تم سے۔۔۔"

مجھے یقین ہے آپ میری یہ خواہش بھی رد نہیں کریں گے۔"وہ مسلسل" مسکرا رہی تھی:

میں نے اتنا عرصہ آپ کو اپنے ساتھ بیڑیوں میں جکڑے رکھا۔خود بھی " زنجیروں میں بندھی رہی اور آپ کو بھی اڑان بھرنے سے باز رکھا۔میں "اجازت دیتی ہوں فلک۔آزاد ہو جائیں اور مجھے آزاد کر دیں۔

مریم۔۔۔ہمارے دو بچے ہیں یار۔"اس نے مریم کا دل پگھلانا چاہا۔" مجھے بچوں کے لیے طلاق نہیں چاہیے فلک۔اپنے لیے چاہیے،آپ کے " "لیے چاہیے،آپ کی بیوی کے لیے چاہیے۔

پھر اس نے سیٹ سے ٹیک لگائی،چہرے پر تکلیف کے آثار ابھرے۔

ڈرائیور کو بلا دیں پلیز۔میری کمر میں درد ہو رہا ہے۔جلدی گھر پہنچنا چاہتی" "ہوں۔آرام کرنا چاہتی ہوں۔

فلک کامران کے پاس کہنے کے لیے کچھ نہیں بچا تھا۔وہ خالی نظروں سے مریم کو دیکھتا رہا۔

انس میرے ساتھ آؤ۔"اس نے چہرہ رگڑ کر انس کو دیکھا۔انس متذبذب"

:ہو گیا۔ماں کو دیکھا، پھر روہانسا سا چہرہ بنایا

"کل آجاؤں گا پاپا۔آج ماما کے ساتھ نانی گھر رہ لوں؟"

یہ سننے کی دیر تھی، فلک جھٹکے سے کار سے نکلا۔ڈرائیور واپس آ گیا۔

"!چلیں میم"

"ہاں چلو۔"

مریم نے سائیڈ مرر سے ٹیک لگالی۔گھر پہنچنے تک کار کا شیشہ اس کے آنسوؤں سے تر ہو گیا تھا۔

ماہ پارہ کنکھیوں سے دیکھ رہی تھی۔

وہ بے خیالی میں کوٹ اتار کر ہک پر ٹانگ رہا تھا۔چہرے پر تناؤ، پیشانی پر غصہ۔اچانک ہی کوٹ ہک سے پھسل گیا۔فلک نے اسے دوبارہ ٹانگا، ہُک دائیں جانب تھا اور فلک بائیں جانب۔کوٹ پھسل گیا۔فلک مشتعل ہوا۔

اس نے کوٹ اٹھا کر دور پھینکا، پوری قوت سے چیخا اور میز پر بایاں ہاتھ دے مارا۔ ٹیبل لیمپ، گلدان، پورٹریٹ سب زمین بوس ہو گئے۔

فلک۔" ماہ پارہ نے نرمی سے اس کی کمر پر ہاتھ رکھا۔ وہ اب سیدھا کھڑا تھا۔"

لمبے لمبے سانس لے رہا تھا۔ کلائی پر بنا نشان اسے تکلیف دے رہا تھا۔

"غصے میں خود کو تکلیف دینا بے وقوفی ہے فلک کامران۔"

کیا میں واقعی بے وقوف ہوں؟" اس نے زیرِ لب کہا۔ پھر مڑا۔ ماہ پارہ کے"

: دونوں ہاتھ اپنے سینے پر پھیلائے اور ماتھا اس کی پیشانی سے ٹکایا

"کیا میں اچھا انسان نہیں ہوں، ماہا؟"

"تم برے نہیں ہو۔ بس اتنا کافی ہے۔"

اس نے نرمی سے کہہ کر فلک کے گال پر لب رکھے۔ ان سے بہت دور تاریکی میں ڈوبی سڑک کے بائیں طرف بنگلے کے سامنے کھڑے راڈ لیمپ سے پہلی پہلی روشنی نکل رہی تھی۔ راڈ کے قریب رکھے بنچ پر سنان صوفے آڑھا

ترچھا لیٹا تھا، نگاہیں بنگلے میں روشن مدھم روشنیوں پر ٹکی تھیں۔ذہن کسی سوچ میں گم تھا، فون کی سکرین سامنے کھلی تھی۔

وہ اس کی خیریت دریافت کرنا چاہتا تھا۔

اس کو اس کے ارادے سے روکنا چاہتا تھا یا شاید اسے یہ فیصلہ لینے پر شاباش دینا چاہتا تھا۔

"میری بیوی مجھ سے طلاق مانگ رہی ہے، اگر وہ یہ طلاق تمہاری وجہ سے مانگ رہی ہے تو۔۔۔"

فلک کامران غصے میں گرجا تھا۔بنچ پر لیٹے سنان کے جبڑے بھنچ گئے۔اس نے فون پرے پھینک دیا اور سوچوں کا مرکز بدلنا چاہا۔نگاہوں کے سامنے بھٹک بھٹک کر وہ چہرہ آرہا تھا۔وہ بنچ پر اٹھ بیٹھا۔

"کوئی ایسے کیسے کر سکتا ہے، جس سے بے انتہا محبت کرتا ہے، اس سے دور جانے کی بات بھی کیسے کر سکتا ہے۔" پردے میں مریم کا عکس گھوم گیا۔وہ تکلیف سے کھڑی، درد برداشت کرتی بہت مضبوط لہجے میں کہہ گئی تھی:

"طلاق دے دیں مجھے۔"

تم بھی تو چلے گئے تھے۔" دماغ یاد دلا رہا تھا۔سنان نے خود کو سب یاد"
کرنے سے باز رکھا۔

وہ اکیلی ہے۔اسے فون کر لو۔اس کی خیریت پوچھ لو۔" دل بار بار کہہ رہا"
تھا۔سنان نے دیکھا فون زمین میں پڑا تھا۔اس میں اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ
جھک کر فون اٹھا سکے۔

وہ کبھی اکیلی نہیں ہو گی۔" اس نے سینے پر بازو باندھ لیے تھے اور اب"
پورے قطر میں موجود آنکھیں بنگلے پر مرکوز تھیں۔

آج وہ آخری دن روئی ہے،اب کبھی نہیں روئے گی۔" نگاہیں بے شک"
بنگلے پر ٹکی تھیں اور ذہن کہیں اور تھا۔وہ جو عرصہ پہلے سوچ چکا تھا،اسے
حقیقت میں بدلنے جا رہا تھا۔

وکیل نے تمام کاغذات اس کے سامنے رکھے۔

:وہ کامران انٹرپرائزز کا بٹوارہ نہیں چاہتیں۔"وکیل کا لہجہ اطمینان بخش تھا"
انہوں نے نہ آپ سے روپیے کی مانگ کی ہے اور نہ بزنس میں کوئی"
مداخلت کی ہے۔انہوں نے تحریری پیغام تمام افراد کے سامنے رکھ دیا ہے
کہ وہ فلک کامران سے طلاق اس لیے نہیں لے رہیں تاکہ اس کا پیسہ ہتھیا کر
"انہیں برباد کرے بلکہ وہ۔۔۔
میرے پیسے کی بھوکی نہیں ہے۔"فلک کی آنکھوں میں عجیب سا ...."
:غصہ تھا
کیونکہ یہ سارا اسی کا ہے۔میں جانتا ہوں۔وہ دنیا کو بس یہ دکھانا چاہ رہی کہ "
میں نے اس کے ساتھ بے وفائی کی،اسے دھوکہ دیا لیکن جواباً اس نے جب
علیحدگی چاہی تو مجھے رتی برابر بھی نقصان نہ دیا۔وہ اپنے باپ کا کاروبار مجھ
سے نہیں چھین رہی کیونکہ وہ دنیا کو دکھانا چاہتی ہے کہ اس نے اپنے شوہر کو
"بھیک دی۔

مسٹر کامران۔" وکیل نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ فلک کامران"

:دھواں دھواں ہو رہا تھا

اسے پرسنل معاملے کی نظر سے مت دیکھیں۔ بزنس کی نظر سے دیکھیں۔"

آپ خوب جانتے ہیں یہ کاروبار تحریری طور پر مریم رضا کا ہے لیکن وہ اس

"سب کی مانگ نہیں کر رہیں۔ فایدہ آپ کا ہے۔

مجھے اکیلا چھوڑیں گے پلیز۔" اس نے یکلخت کہا۔ وکیل سمجھ گیا کہ جناب"

سوچنے کے لیے وقت چاہتے ہیں۔ وہ چپ چاپ کیبن سے نکل گیا۔ فلک نے

دونوں ہاتھ گردن کی پشت پر یوں باندھے کہ گردن کے پٹھے دبا رہا ہو۔

وہ عورت تم سے علیحدہ ہو گئی ہے لیکن ابھی بھی تمہارے دماغ سے کھیل"

رہی ہے۔" ماہ پارہ نے افسوس سے کہا۔ فلک خاموش رہا۔

"تم کچھ زیادہ ہی سوچ رہے ہو فلک۔ آرام سے سائن کرو۔۔۔"

مجھے کچھ دیر کے لیے اکیلا چھوڑو گی ماہ پارہ۔۔۔" فلک اسی لہجے میں دوبارہ"

:گویا ہوا

"پلیز۔"

ماہ پارہ سرخ ہو گئی۔ بدقت خود کو سنبھالتی وہ باہر نکلی۔ فلک کامران نے رخ موڑ لیا۔ وہ پریشان تھا کہ مریم رضا کو زندگی سے جانے نہیں دے سکتا تھا۔

پریشان تھا کہ کاروبار جو وہ بخوبی چلا رہا تھا چھوڑ نہیں سکتا تھا۔

وہ تمہیں بھیک دے رہی ہے فلک کامران۔" دماغ کہہ رہا تھا۔ دل ساکت "

تھا۔ فلک کامران پتھر ہو گیا تھا۔

محبت پھلنے پھولنے میں وقت لیتی ہے، نفرت وقت کے ساتھ ساتھ جڑیں پکڑتی ہے۔ لیکن دل اُچاٹ ہونے میں لمحہ لگتا ہے۔

فلک کامران کا دل اُچاٹ ہو گیا تھا، محبت سے، نفرت سے، بیوی سے، بچے سے۔۔۔ اگر اب اسے کسی شے کی پرواہ ہو رہی تھی تو وہ اس کا بزنس تھا۔

اسے کسی فرد کے حریفانہ جملوں سے خوف آ رہا تھا تو وہ آدم مراد علی تھا۔

وہ کہے گا، تمہاری بیوی نے تمہیں بھیک دی۔" دماغ بار بار کہہ رہا تھا۔ دل "

ہنوز ساکت تھا۔

نرم وملائم بازوؤں نے اس کے گردن کے گرد ہالہ بنا کر کان میں صبح بخیر کہا تو سنان کسمسایا۔ پھر ٹھٹکا۔ یہ انس تھا۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔

"ہمارے گھر میں بنچ نہیں ہیں لیکن بیڈ ضرور ہیں۔ آپ اگر ہمارے گھر آتے تو ہم آپ کو بیڈ پر سلاتے، چاچو۔" سنان آنکھیں بھینچ کر مسکرایا۔

"ماما آپ کو بلا رہی ہیں۔" انس نے کہا تو سنان چونک گیا۔ نگاہیں اٹھا کر دیکھا۔ پورچ کا دروازہ کھلا تھا۔

"آئیں اندر۔ میری ماما کی طبیعت خراب ہے۔ مجھے آپ ناشتہ بنا کر دیں۔" وہ اسے گھسیٹ کر لے گیا۔ خود اچھلتا کودتا کچن میں داخل ہوا گیا لیکن سنان لاؤنج کے دروازے میں ٹھہر گیا۔ لاؤنج کچن سے ملحق تھا۔ مریم واقعی انڈے فرائی کر رہے تھی۔

شوہر تو خود تو خیال آیا نہیں۔" وہ کہے بغیر نہیں رہ سکا،"

جب شوہر سے یہ ضد منوالی کہ تم اپنی ماں کے گھر جانا چاہتی ہو تو یہ بھی"
درخواست کر دیتیں کہ تمہارے لیے کوئی ملازمہ بھیج دے۔" وہ اس کے
نڈھال وجود سے نظریں ہٹائے کھڑا تھا۔ کانوں میں اس کی آواز گونجنے لگی۔
پتا ہے یہ داغ، یہ نشان، یہ ابھار بہت تکلیف دیتے تھے سنان۔ درد اٹھتا تو"
ذہن جسم سے جدا ہو جاتا۔ لیکن اس حالت میں بھی، انس کا خیال رکھنا پڑتا،
ابراھیم پر ہر وقت نظر رکھنی پڑتی۔ انس کی ضد تھی وہ کھانا کھائے گا تو بس
میرے ہاتھ سے۔ ابراھیم روتا تھا کہ وہ چپ کرے گا تو بس میری گود میں۔
میں نے وہ فیز تحمل سے گزار لیا۔ اکیلے، بنا کسی میڈ کے، بنا کسی سہارے کے،
"بنا فلک کے۔

کہتے ہوئے کب زرا سا لرزے۔ اب دودھ ابال رہی تھی۔ سنان دیوار سے
ٹیک لگائے کھڑا تھا۔

:اس لیے اس سے طلاق لینے کی بات کر رہی ہو؟" اس نے نگاہ اٹھائی"

اسے جتانا چاہتی ہو کہ اس نے تمہارا خیال نہیں رکھا؟ دکھانا چاہتی ہو کہ اس نے تمہارا دل توڑ کر اچھا نہیں کیا۔"

: میں اسے تکلیف سے بچانا چاہتی ہوں۔" مریم نے دودھ گلاس میں ڈالا"

مرد کے دل پر مرد کا اپنا اختیار بھی نہیں ہوتا۔" سنان کے گلے میں گلٹی سی" ابھر کر معدوم ہوئی۔

وہ ماہ پارہ سے محبت کرتا ہے۔اب کھل کر کرے۔اس کی بیوی کے دل میں" یہ قلق نہیں رہنا چاہیے کہ فلک کامران نے اس سے صحیح طرح محبت نہیں کی۔"

تم اس گھٹیا عورت کے لیے طلاق۔۔۔" سنان کچھ کہتے کہتے رکا۔آنکھوں" میں سیاہی نظر آئی، منہ میں کڑواہٹ گھل گئی۔

تم بہت بھولی ہو مریم۔" وہ اب غصے میں تھا۔"

میں سب سمجھتی ہوں سنان۔"اس نے کہہ کر انس کو آواز دی۔وہ اپنی" پلیٹ لے کر لاؤنج میں بھاگ گیا۔مریم چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اس کے قریب سے گزری۔

"تم آج شام مصروف تو نہیں ہو؟"

سنان چونکا۔

"کیوں؟"

وکیل صاحب آئیں گے۔تم سے کچھ معاملات ڈسکس کرنا چاہیں گے۔لگے" ہاتھ تم فلک سے بھی مل لینا۔تمہارا بہت کچھ ان کے پاس ہے جو وہ تمہیں "لوٹانا چاہیں گے۔

معجزہ ہو گیا ناں۔"احد مرزا کے لہجے میں ظفر گھلا ہوا تھا جسے وہ چاہ کر بھی" چھپا نہیں سکا۔

جس عورت کو آپ اپنے مرد کی زندگی سے نکالنے کے لیے بے حساب" "جتن کرتی رہیں، اس نے خود کہہ دیا کہ وہ اس مرد سے علیحدگی چاہتی ہے۔ :اس نے اچھا نہیں کیا۔ "ماہ پارہ کی آنکھوں میں کالی گھٹا تھی"

وہ فلک سے علیحدہ نہیں ہوئی بلکہ فلک کے بدن سے اس کا دل علیحدہ کر" :گئی۔ خدا کی قسم ہے ڈاکٹر۔۔۔ "ماہ پارہ کی آنکھوں میں نمی نظر آئی تھی وہ اس کے دن بعد سے کھل کر نہیں مسکرایا۔ وہ اس دن کے بعد سے محبت" لفظ کو ادا کرنے سے ہچکچایا۔

اس کی آنکھوں میں ریستوران کا منظر گھوم گیا۔

نصف چہرے پر چادر گرائے، دوسری جانب بال گرائے، سیاہ کاجل والی آنکھ سے اسے مسکرا کر دیکھتی مریم اپنی محرومی کے باوجود کتنی حسین لگ رہی تھی۔ اب وہ دوبارہ ہڈیوں کا بنجر تھی۔ سنان کو یاد تھا وہ جلا وجود جب آپریشن تھیٹر میں پڑا تھا۔ اس کی موجودہ حالت اب ویسی تھی۔

وہ تمام کاغذات پر دستخط کرتی جارہی تھی۔

فلک کامران گھٹنوں پر بازو رکھے ہوئے تھا۔لب بھنچے تھے اور تیوری پر عجیب سا غصہ تھا۔اسے دیکھ کر اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ وہ نارمل کیفیت میں نہیں تھا۔

"یہ ٹیکسٹائل مل؟" مریم صفحے پر رکی۔ سر اٹھایا۔وکیل کی نگاہیں سنان پر جم گئیں۔

"مسٹر رضا نے اسے اپنے ماتحت رکھا تھا۔ٹیکسٹائل مل کا نظام وہ خود چلا رہے۔۔۔"

"ڈاکومنٹس بنوائے جاچکے تھے۔" فلک نے اچانک ٹوکا۔نگاہیں اٹھا کر کسی کو نہ دیکھا:

"رضا سلیم اسے اپنے لے پالک بیٹے کے نام کرچکے ہیں۔"

"مجھے کسی کی بھیک نہیں چاہیے۔" سنان نے ناک پر سے مکھی اڑائی۔

یہاں سب کو بھیک ہی ملی ہے، رکھنا نہیں چاہتے تو کشکول باہر خالی کر دینا"
لیکن یہاں زبان بند کرو۔" فلک غرایا، نگاہیں ہنوز جھکی تھیں۔

: میم، آپ کیا کہتیں۔۔۔" وکیل کچھ کہہ رہا تھا۔ مریم نے ٹوک دیا"
مجھے ان کاروباری معاملات سے دور رکھیں وکیل صاحب۔ یہ کام پہلے بھی"
میرے شوہر کے ذمے تھا اور اب بھی یہ فلک کامران (فلک کی مٹھیاں بھینچ
گئیں) دیکھ لیں گے۔ مجھے صرف اس بات کی گارنٹی چاہیے کہ میرے
اباجان کے نام پر کوئی آنچ نہیں آئے گی۔ میرے حصے کے ساتھ چھیڑ چھاڑ
"نہیں کی جائے گی۔

یہ گارنٹی آپ کو آپ کو ڈائیورس پیپر پر مل چکی ہے، میم۔" وکیل نے"
کہا۔ فلک کامران کی رنگت دوبارہ بدلی۔ پھر وہ اٹھا۔ کوٹ کا بٹن بند کیا۔

میری چار بجے ایک میٹنگ ہے۔ کوئی اور کام ہو تو میری سیکرٹری سے"
"ڈسکس کر لیجیے گا۔

وہ اتنا کہہ کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا نکل گیا۔ مریم ابھی تک پیپر زپر سائن کر رہی تھی۔

"تو آپ کو بھیک چاہیے کہ نہیں؟" وکیل نے مسکرا کر سنان کی طرف دیکھا۔ سنان نے منہ بنایا۔ مریم کو گھورا، پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

"نہیں چاہیے۔" اور اتنا کہہ کر وہ بھی یونہی نکلنے والا تھا کہ نگاہ وکیل کے ہاتھ میں موجود پیپر پر پڑی۔ وکیل نے گہرا سانس لیا۔

"تو کیا یہ ٹیکسٹائل مل کسی کمپنی کو بیچ کر پیسہ میں غریبوں میں تقسیم کر دوں؟"

"اس کو میرے لے پالک بھائی (سنان منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑایا) کے نام ہی رہنے دیں۔ کام مینیجر سنبھالتا رہے۔ البتہ ان سے کہیے گا مجھے ہفتے کے آخر پر کام سے ضرور آگاہ کریں۔"

"شیور میم۔" وکیل نے فائل کا آخری کاغذ مریم کے سامنے رکھا۔ مریم نے اسے عام کاغذوں کی طرح پڑھا۔ آنکھیں نم ہونا چاہتی تھیں لیکن اس نے

برداشت کیا۔ چشمِ دل کو نابینا کیا اور چپ چاپ سائن کیے۔سنان کا رنگ بدل گیا۔وکیل نے بھی سر جھکا کر وہ کاغذ تھاما۔چند اختتامی کلمات کہے اور لاؤنج سے نکل گیا۔

LRI۔مریم نے تھک کر صوفے کی پشت سے ٹیک لگالی

آزادی مبارک ہو، لیڈی ماریو۔" وہ کہنا چاہتا تھا لیکن الفاظ دل میں ہی رہ گئے۔"

LRI۔کہتے ہیں قدرت توازن قائم رکھتی ہے

کسی کو نفرت ہونے لگتی ہے تو فوراً کہیں محبت بھی جنم لیتی ہے۔

کسی کا دل غم سے پھٹنے لگا ہے تو کہیں خوشی سے پھوارے پھوٹنے لگتے ہیں۔

یہاں کوئی آزاد ہوا تو وہاں غلام بن جاتا ہے۔

اسی شام ماہ پارہ نے بہت خوف سے میل باکس سے یہ خط نکالا تھا جس کے عقب پر پانچ حرفی لفظ لکھا تھا۔

تیمور۔۔۔۔۔۔

' میرے لیے '

ماہ پارہ کی آنکھوں میں خوف تھا۔

وہ خط تھام کر اندر آئی اور خود کو کمرے میں بند کر لیا۔ دراز کھنگالی۔ ویسے ہی تین خاکی خط ہاتھ میں آگ ئے۔

"تمہاری بہت یاد آتی ہے ماہ پارہ۔ میری یادوں میں بسی ہو، دل میں رہتی ہو تو کتنا ہی عرصہ ہوا، ہماری ملاقات نہیں ہوئی۔ جب سے تمہاری شوہر نے"

"میرے سامنے کب آؤ گی۔ تیمور تمہارا منتظر ہے۔

:اس نے دوسرا خط چاک کیا

"اپنی بیوی کو چھوڑا ہے اور تمہیں اپنا لیا ہے، تم مجھے بھولنے لگی ہو، ماہ پارہ۔

:ماہ پارہ کے کانپتے ہاتھوں نے تیسرا خط کھولا

روز میری نظروں کے سامنے سے گزرتی ہوں لیکن میرے لیے نہیں"
رکتیں۔ماہ پارہ، خدا کا ہی واسطہ ہے، مجھے یوں مت تڑپاؤ۔واپس آجاؤ ناں
"میری جان۔اپنے پیار کے پاس، اپنے تیمور کے پاس۔
اس نے نگاہ اٹھا کر دیکھا۔ٹیبل پر اس کا فون رکھا تھا۔اس میں غیر شناسا
نمبروں سے کتنے ہی اوٹ پٹانگ میسج آئے تھے جو اس نے فلک کو دکھائے
بغیر ڈیلیٹ کر دیے لیکن یہ خط۔۔۔
ماہ پارہ نے انہیں فراک میں چھپایا اور باہر آئی۔رخ کچن کی جانب تھا۔وہ
انہیں کوڑے دان میں ڈالنے کا خطرہ نہیں لے سکتی تھی۔اس نے چولہا
جلایا۔شعلے میں کاغذ جلنے لگا۔
کافی بنا رہی ہو؟" فلک نے جالی سے جھانکا تھا۔ماہ پارہ کا دل اچھلا۔کلائی کو"
شعلے نے چھو لیا۔اس کے حلق سے ہلکی سی چیخ برآمد ہوئی۔
"نہیں میں۔۔۔"
فلک فوراً دوسری جانب سے اندر آیا۔

"کیاہوا؟"

بس ہاتھ۔۔۔ہاتھ جل گیا تھوڑاسا۔۔۔"وہ خوفزدہ تھی،چولہے پر یوں" جھکی کھڑی تھی کہ فلک کامران کی نگاہوں سے آگ اور آگ میں جلتی سے اوجھل تھی۔

"مم۔۔میں۔۔۔تمہیں،کافی بنادیتی ہوں۔ابھی۔۔۔بنادیتی ہوں۔"

فلک کچھ کہے بغیر باہر نکل گیا۔ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتاوہ اب سیڑھیاں چڑھ رہاتھا۔

ماہ پارہ کادماغ یہ سوچنے سمجھنے سے قاصر تھاکہ وہ بالائی منزل پر کیوں جارہا ہے۔

وہ اسے یہ احساس دلانے سے بھی قاصر تھاکہ فلک جواس کے کانٹا چبھنے پر پریشان ہوجاتاہے،اس کے جلے ہاتھ کودیکھ کر بھی فکر مند کیوں نہیں ہے۔ دماغ توبس حکم دے رہاتھا۔یہ سب خط جلادو ماہ پارہ۔۔۔

وہ ماہ پارہ کہ سالگرہ کا دن تھا۔

اسے یقین نہیں تھا کہ فلک کو یاد ہو گا لیکن وہ اداس بھی نہیں تھی۔ بہت دنوں بعد فلک کامران کا موڈ خوش گوار تھا۔

اس نے اپنی ساری مصروفیات اور میٹنگز کو پسِ پشت ڈالا۔ وہ لانگ ڈرائیو پر نکلے تھے۔ واپسی پر کیفے، گرِل، ریستوران۔ پسِ منظر میں بنتی موسیقی پر وہ خود بھی کچھ گنگنا رہا تھا۔

"خوش کیوں ہو؟" اس نے تھوڑی تلے دونوں بازو ٹکا کر پوچھا۔ شاید وہ جانتا تھا، شاید اسے یاد تھا۔ فلک نے جواباً مسکرا کر گلاس اٹھایا اور اشارہ کیا۔ ماہ پارہ نے بھی گلاس اٹھایا۔ شیشہ شیشے سے ٹکرایا:

"وہ ہنسا۔ چیئرز ٹو می:"

"میں نے قیصر سے بات کر لی ہے۔ وہ اور اس کے سبھی ساتھی اگلے سال اپنی کمپنی کا ففٹی پرسنٹ منافع مجھے دیں گے تاکہ میں انہیں ڈبل کر کے واپس کر سکوں:" اتنا کہہ کر اس نے گلاس لبوں سے لگایا۔

ڈھے گیا آدم مراد۔ بڑا چوڑا ہو رہا تھا، مجھے نیچا دکھانے کی کوشش کر رہا تھا،"

"اترا رہا تھا کہ مجھ سے پہلے ڈیل کر لے گا۔ اسے اچھا مزہ چکھایا۔

ماہ پارہ کا رنگ بدلا۔ باوجود اس کے وہ مسکراتی رہی۔

لیکن تم ایک بات بھول گئے۔" وہ congrats. تمہارے لیے"

:سرگوشی میں بولی

"آج کا دن ایک اور وجہ سے بھی اہم ہے۔"

ہمم۔۔ مجھے سوچنے دو۔" اس نے تھوڑی پر انگلی رکھی، پھر نیچے کو جھکا اور"

:آہستگی سے بولا

"ڈاکٹر نے تمہیں بتایا ہے کہ تم امید سے ہو۔"

فلک۔۔۔" وہ جھنجھلا گئی۔"

کیوں؟ آج تمہاری چیک اپ ڈیٹ تھی، یاد ہے ناں؟ تم ہسپتال نہیں"

گئیں؟" وہ چونک گیا۔ ماہ پارہ گڑبڑا گئی۔ وہ اس سوال کے لیے تیار نہیں

تھی۔

"نہیں کیونکہ۔۔۔مجھے تم لے جانے والے تھے۔"

چلو،ابھی چلتے ہیں۔"وہ اٹھ بھی کھڑا ہوا۔"

"اپائنٹمنٹ نہیں ہے۔"

لی تو تھی۔"اسے یقین تھا اس نے سیکرٹری کو اپنی بیوی کے لیے اپائنٹمنٹ"

لینے کا کہا تھا اور سیکرٹری نے یہ کام کیا بھی تھا۔

فلک،مجھے گھر جانا ہے پلیز۔میں تھک گئی ہوں،ریسٹ کرنا ہے۔"اس"

نے ماتھے پر ہاتھ رکھا۔فلک کے لبوں پر شرارتی مسکراہٹ ابھری۔

"کیوں، کہیں یہ تھکن بھی تو اسی وجہ سے نہیں ہے؟"

فلک۔"وہ پھر جھنجھلا گئی۔فلک نے اس کے کندھوں کے گرد بازو حائل"

کیا۔وہ واقعی میں خوش تھا۔ماہ پارہ کا چہرہ اب اتر گیا تھا۔

سالگرہ کے دن شوہر کے بھلکڑ پن کا احساس، پھر آدم مراد کا نام،اور اب یہ

بچے والی بات۔۔۔وہ گھر پہنچے تو ماہ پارہ فوراً صوفے پر ڈھے گئی۔

تمہاری طبیعت واقعی ٹھیک ہے ناں؟"فلک کچھ منفی محسوس کر سکتا تھا۔"

ہاں، میں بس باتھ لے لوں۔" وہ فوراً اپنا لباس لے کر غسل خانے میں "
گھس گئی، فلک اسے دیکھ رہا تھا، پڑھ رہا تھا، پرکھ رہا تھا۔ وہ اس کی نظروں
سے فرار چاہتی تھی۔ ماہ پارہ کے کانوں میں عجیب سی آواز گونج رہی تھی۔ وہ
اسے ضمیر کی پکار مان کر چپ تھی۔ اس نے شاور تیز کر لیا۔ خود کو مصروف
کر لیا۔ جب شاور بند ہوا، خاموشی میں آواز گونجنے لگی۔
یہ اس کے فون کی رنگ ٹون تھی۔
اس کی زندگی میں تو ایسا کوئی نہیں تھا جو اسے ساڑھے گیارہ بجے کال کرتا۔
ماہ پارہ کا دل اچھلا۔ وہ عجلت میں لباس پہن کر باہر آئی۔ بدن کانپ رہا تھا۔
کمرے میں آکر وہ دھک سے رہ گئی۔ فلک کے ہاتھ میں اس کا فون تھا۔ وہ
اسے کان سے لگائے کھڑا تھا۔
فلک۔۔۔" ماہ پارہ نے کچھ کہنا چاہا۔"
شی۔۔۔" فلک نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے چپ کروایا۔ وہ اب دھیان "
لگائے دوسری جانب سن رہا تھا یہاں تک کہ کال کٹ گئی۔

کون تھا؟" ماہ پارہ نے تھوک نگلتے ہوئے پوچھا۔"

اونہہ۔انجانا نمبر تھا۔کوئی بے غیرت معمول کے مطابق یہ نمبر کسی لڑکی کا" سمجھ کر تمہیں تنگ کر رہا ہو گا۔میں نے ہیلو کہا تو خاموشی چھا گئی۔خیر!" اس نے فون ماہ پارہ کی طرف بڑھا دیا۔ماہ پارہ کی نگاہیں دراز کی طرف اٹھیں۔

اس نے تین خط جلائے تھے، وہاں چھے اور موجود تھے۔

:اس کے موڈ سوِنگز کا پتا نہیں چلتا تھا۔" ماہ پارہ کی آنکھوں میں اجنبیت تھی" وہ بدل چکا تھا۔ چھوٹی باتوں پر غصے میں آجاتا اور کبھی کبھار بڑی باتیں بھی" نظر انداز کر دیتا۔ کبھی بہت کنزرویٹو باتیں کرنے لگتا، کبھی بہت ماڈرن ہو جاتا۔ کبھی اس کا دل کرتا تو ساری چاہتیں پوری کرتا۔پھر کبھی دس دس دن "تک اسے یاد ہی نہیں رہتا کہ ماہ پارہ بھی کوئی ہے۔

اس نے اپنی اُس بیوی کو چھوڑا جو اس سے بے تحاشہ محبت کرتی تھی، اس کا" چاہتا تھا۔اس نے آپ کے لیے cure خیال رکھتی تھی مس ماہ پارہ۔وہ "مہیا کرتیں۔ cure مریم کو چھوڑا تو اب یہ آپ کا فرض تھا کہ اسے :نہیں۔"یہ پہلی بار تھا کہ ماہ پارہ نے احد مرزا کی کسی بات کی نفی کی" نہیں چاہتا تھا۔وہ اپنی ایک نئی زندگی چاہتا تھا۔اور سب سے cure وہ" :بڑھ کر۔۔۔"ماہ پارہ کی رنگت دوبارہ بدل گئی تھی "وہ اپنے لیے ایک بچہ چاہتا تھا۔انس یا انس جیسا۔"

فلک کامران ششدر تھا۔

اس نے رپورٹس میز پر پھینکیں تو ماہ پارہ کا سر جھکتا چلا گیا۔

تم کہتی رہیں کہ تم پریگننٹ ہو!!!"وہ فی الحال تو بس شاک میں تھا۔" یار مجھے کچھ بتایا کیوں نہیں کہ۔۔۔"وہ تعجب زدہ تھا۔ماہ پارہ ہاتھ مسل" رہی تھی۔

میں اپر فلور پر کمرے کی صفائی کرنے گئی تھی۔جب سیڑھیاں اتر رہی تھی"
"بس تبھی پیر پھسلا اور۔۔۔
تو مجھے کیوں نہیں بتایا؟ان فیکٹ، تم کب ہسپتال گئیں، کب مس کیرج"
:ہوا، مجھے کچھ بھی نہیں پتا۔" وہ واقعی لاعلم تھا
"اور مجھ کیوں نہیں بتایا؟"
:تمہیں۔۔۔بچہ چاہیے تھا فلک۔"اس کی بائیں آنکھ سے آنسو ٹپکا"
"میری وجہ سے بچہ ضائع ہو گیا تو مجھے لگا تم غصہ۔۔۔"
ہاں تو کیا ضرورت تھی خود بالائی منزل پر جا کر ملازمہ بننے کی۔ہفتے کو میڈ"
آتی ہے ناں۔اس سے صفائی کروا لیتے۔اور پھر تمہیں یوں اچانک بالائی
"منزل کی صفائی کی کیا سوجھی؟
تم وہاں اکثر جاتے ہو۔راتوں کو بیٹھ کر وہیں اپر فلور کے پہلے کمرے میں کام"
"کرتے ہو۔
:وہ مریم کا پرانا کمرہ تھا۔سن کر فلک کے کندھے ڈھلکے

"وہاں اس لیے بیٹھتا ہوں کیونکہ وہاں بیٹھنے کی عادت ہے۔"

ماہ پارہ کچھ مزید نہیں کہہ سکی۔وہ مسلسل ہاتھ مسلتی تھی، سر نہیں اٹھاتی تھی۔

اچھا،اب روؤمت۔بے بی کا کیا ہے۔ایک اور آجائے گا۔"اس نے"

لاپروائی سے کہااور ماہ پارہ کا کندھا سہلا کر ایک طرف مڑ گیا۔ماہ پارہ کی اٹکی سانس بحال ہوئی۔اس نے فوراً رپورٹس کی جانب دیکھا۔شکر ہے فلک کو اندازہ بھی نہیں ہوا کہ وہ جعلی تھیں۔

گیارہ مہینے۔"ماہ پارہ نے انگلیوں پر گنا،"

میں نے گیارہ مہینے اس کے ساتھ گزارے۔اس کی محبت بنی،اس کا اعتماد"

جیتا لیکن گیارہ گھنٹے، محض گیارہ گھنٹے لگے اسے اس اعتماد کو چور چور کرنے

"میں۔۔۔

:احد مرزا خاموش تھا۔ماہ پارہ اب مسلسل انگلیوں سے میز کھرچ رہی تھی

ان سب نے مجھے برباد کر دیا۔ آدم، تیمور، فلک، سنان۔۔۔ سب نے مجھے "
"برباد کر دیا۔

: نہیں ماہ پارہ۔۔۔ "احد مرزا کی آنکھوں میں جلن سی تھی"
"کسی نے آپ کو برباد نہیں کیا۔ یہ آپ خود تھیں جس نے آپ کو تباہ کیا۔"

ماہ پارہ نے پوری کوشش کی کہ آواز پہچان سکے۔
کون ہو تم؟" شاید مخاطب ماؤتھ پیس میں بول رہا تھا، تبھی آواز صاف "
نہیں آ رہی تھی۔
تیمور۔ "دوسری جانب سے کہا گیا۔ ماہ پارہ کو اس نمبر سے بہیترا کالز آ چکی "
تھیں۔ اب بھی یہ کال موصول ہوئی تھی تو ماہ پارہ اٹھائے بغیر نہ رہ سکی۔
نہیں تم تیمور نہیں ہوں۔ میں جانتی ہوں تم تیمور نہیں ہو۔ وہ یوں بات "
نہیں کرتا۔ وہ بات ہی نہیں کرتا بلکہ زبان کی بجائے ہاتھ کا استعمال کرتا
ہے۔"

:ایک ڈیل کرتے ہیں ماہ پارہ۔ "دوسری جانب سے کہا گیا"

"ایک بار مل لیتے ہیں۔"

ماہ پارہ کو سب سمجھنے میں ایک لمحہ لگا۔

وہ سنان تھا۔ "اس نے کہا،"

مجھے اس امر میں شک بھی نہ ہوا۔ وہ سنان تھا اور وہ بدلہ لے رہا تھا۔ وہ مجھے "

"بلا رہا تھا بالکل ایسے جیسے میں نے اسے بلایا تھا۔

:ہمم انٹرسٹنگ۔ "احد مرزا نے کرسی سے ٹیک لگا لی"

"کیا آپ نے فیصلہ کیا کہ آپ جائیں گی اس سے ملنے؟"

ہاں میں نے وعدہ کیا کہ میں آؤں گی۔ میں مقررہ وقت پر تیار تھی۔"

ڈرائیور کو بتا چکی تھی۔ وہ مجھے لینے آ گیا۔ لیکن عین اسی وقت، فلک کامران

" بھی گھر واپس آیا تھا۔ وہ اکیلا نہیں آیا تھا۔ وہ ایک اور عذاب ساتھ لایا تھا۔

سیکرٹری نے چار فائلز اس کے سامنے لا رکھیں۔ فلک نے کافی کا مگ بائیں ہاتھ میں منتقل کیا۔ دائیں ہاتھ میں قلم تھام لیا۔

"!آپ کے لیے لیٹر آیا ہے، سر۔ آدم مراد علی کی جانب سے"

لیٹر؟" فلک نے ابرو اٹھایا۔ دائیں طرف ٹیبلیٹ رکھا تھا، ای میل آخر کس"
مرض کی دوا ہے۔

آدم مراد صرف ایک سر درد ہے۔ اس زمانے میں بھی مجھ سے خط"
"پڑھوائے گا۔

وہ منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑایا۔ خط تھام لیا۔ سیکرٹری فائلز اٹھا کر باہر چلی گئی۔ دس بجے اسے جرمنی سے آنے والے کاروباری وفد سے ملنا تھا۔ اس نے خط ایک طرف رکھ کر اپنے کام کی طرف متوجہ ہونا چاہا جب نگاہ خط کی پشت پر پڑی۔

لکھا تھا۔ M مار کر سے بڑا بڑا کر کے انگریزی حرف

اس نے کچھ سوچ کر خط چاک کیا۔

پڑھ کر رنگت فق ہوئی۔پیشانی پر غصہ آ ٹھہرا۔ناک سکڑ گئی۔اس نے گھوم کر چاروں اور دیکھا۔یہ بزنس میٹنگ اس کے لیے بہت اہم تھی۔

فلک، آج نہیں تو کبھی نہیں۔"کسی نے دل میں کہا۔"

فلک نے خط مٹھی میں دبا لیا۔ جھٹکے سے اٹھا اور آفس سے نکلا۔لفٹ کی مدد لیے بغیر وہ سیڑھیاں اترتا ہوا اب گراؤنڈ فلور تک جا رہا تھا۔پارکنگ میں آ کر کار نکالی، ڈرائیور آگے بڑھا تو اسے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا۔اس کا رخ اپنے بنگلے کی جانب تھا۔کالونی میں داخل ہوتے ہی اس نے ونڈ سکرین کے اس پار دیکھا۔

گھر کے باہر کھڑی تھی اور ڈرائیور نے ماہ پارہ کے لیے BMW اس کی دروازہ کھول رکھا تھا۔ماہ پارہ اندر بیٹھنے لگی تھی، فلک کی کار دیکھ کر رکی۔

"فلک۔۔۔یہاں اس وقت۔۔۔"

فلک نے کار روکی، اترا اور اس کے سر پر پہنچا۔

کہاں جا رہی ہو؟"وہ غضبناک تھا۔ماہ پارہ نے تھوک نگلا۔"

"وہ میں۔۔۔"

آدم مراد سے ملنے جارہی ہو؟" وہ اپنی پوری قوت سے چیخا۔ماہ پارہ ٹھٹک " گئی۔

"آدم؟؟؟ نہیں، نہیں، فلک میں کسی سے۔۔۔"

فلک نے جواباً خط اس کے سینے سے جوڑ دیا۔آنکھوں میں ہنوز خون اترا ہوا تھا۔ماہ پارہ نے پڑھا،

میں تھک گیا ہوں ماہ پارہ۔میں تڑپ رہا ہوں۔تم اس کے پاس ہو،اس کے " حصار میں ہو۔یہ سوچ مجھے ڈرا دیتی ہے، جلا دیتی ہے۔تم آؤ گی،ماہ پارہ تم فلک کامران کو چھوڑ کر آج ہی میرے پاس آؤ گی نہیں تو آدم اپنی جان لے " لے گا۔خدا کی قسم میں خود کشی کر لوں گا ماہ پارہ۔

ماہ پارہ کی رنگت فق ہو گئی۔رنگ خود بخود نفی میں ہل گیا۔فلک کی آنکھوں میں شک کے سوا کوئی احساس نہیں تھا۔ماہ پارہ نے اسے دونوں بازوؤں سے تھام لیا۔

"فلک۔۔۔خدا کی قسم، میں یہ سب نہیں جان۔۔۔"

"چلو میرے ساتھ۔"

فلک نے اسے بازو سے کھینچا۔ کھینچ کر کار میں بٹھایا۔ نمبر ملایا۔

جی سر۔"وہ شاید اپنے کسی خاص ملازم سے مخاطب تھا۔"

کہاں ہے اس وقت آدم مراد۔؟" یہ فلک کامران کے چھوڑے جاسوس"

تھے۔ملازم آدم پر ہر سمے نظر رکھتا تھا۔

"اپنے آفس سے ابھی ابھی نکلا ہے سر۔"

کدھر کو جا رہا ہے؟" فلک نے آدم کی بابت پوچھا۔"

"سر اس وقت یہ اپنے گھر واپس جاتا ہے۔ وہیں جا رہا ہو گا۔"

فلک نے پوری بات سنتے ہی فون ڈیش بورڈ پر دے مارا۔ کار ان نشانوں پر

چلنی لگے جو نقشے پر ایک خاص مشترک جگہ جا کر آدم کی کار سے ملتے تھے۔

عقب سے کار کو یکلخت دھکا لگا تو آدم کے منہ سے گالی نکلتے نکلتے رہ گئی۔

اس نے بریک لگائے۔کچھ اول فول بکتا کار سے اترا۔ساتھ ہی بھاری ہاتھ اس کا منہ لال کر گیا۔فلک نے پوری قوت سے اس کے طمانچہ رسید کیا تھا۔آدم ہڑبڑا کر دو قدم پیچھے ہٹا۔

کیا میں نے نہیں کہا تھا میری بیوی سے دور رہنا۔"وہ قدم قدم آگے بڑھتا" آدم پر حملہ آور تھا۔ماہ پارہ کار سے نکلی لیکن بونٹ کے قریب کھڑی رہی۔وہ حیران پریشان تھی۔آدم کی ناک اور ہونٹوں سے اب خون رواں تھا۔وہ مزاحمت کر سکتا تھا لیکن کر نہیں رہا تھا۔

"میں نے کہا تھا ماہ پارہ سے تیرا جو رشتہ ہے وہ اب ختم ہو چکا ہے۔"

وہ تابڑ توڑ حملے کر رہا تھا۔آدم کی جانب سے خاموشی تھی۔ماہ پارہ نے دونوں ہونٹ منہ سے ڈھکے:

فلک۔۔۔"وہ کچھ کہنا چاہتی تھی۔فلک نے اس کی سسکی سن لی۔آدم کو" چھوڑ وہ ہیجانی انداز میں پلٹا۔ماہ پارہ کو بازوؤں سے تھام کر بونٹ پر گرا دیا:

تم نے اس وقت ایک بھی لفظ خارج کیا تو میں تمہاری جان لے لوں گا"

"ماہا۔

فلک۔ "فرطِ خوف سے اس کی آنکھیں بھر آئیں۔ عقب میں آدم دوزانو"

زمین پر بیٹھا تھا۔ جھکا خون تھوک رہا تھا۔

"typical husband. ۔"(روایتی شوہر)

:وہ طنز کرنا نہیں بھولا۔ فلک نے اس کا طنز سن لیا

کیا چاہتے ہو تم دونوں مجھ سے؟" فلک کی آنکھوں میں اب خوف تھا، دکھ"

:تھا، تعجب تھا

"کیوں مجھے پھنسایا جا رہا ہے؟ کیوں؟"

فلک، خدا کی قسم، فلک میں تم سے بہت پیار کرتی۔۔۔ "ماہ پارہ کی آنکھوں"

:میں آنسو تھے۔ اس نے فلک کا بازو تھاما جو اس نے جھٹکے سے چھڑا لیا

:کہہ دو۔ "وہ آدم مراد سے مخاطب تھا"

میرے سامنے مجھ سے کہو کہ تم ماہ پارہ اسد سے بے انتہا محبت کرتے ہو"
آدم۔ کہو کہ تم اسے واقعی چاہتے ہو، کہو کہ تمہیں اس کے جسم سے پیار نہیں
ہے بلکہ تم حقیقتاً اس سے عشق میں مبتلا ہو۔ کہو کہ یہ تمہارا لیے فریحہ ایکان
"نہیں ہے۔ کہو کہ تم اس سے اتنی محبت کرتے ہو کہ اس کے۔۔۔
میں۔۔۔"اس نے کندھے اچکائے۔لبوں سے خون بہہ رہا تھا اور چہرے پر"
:مسکراہٹ تھی

میں اس سے بس اتنی محبت کرتا ہوں کہ جب طلاق کے پیپرز اور بزنس"
کے پیرز سامنے آئے تو میں نے بزنس کے پیپرز کا انتخاب کیا۔"کہہ کر اس
:نے ماہ پارہ کو دیکھا

"کچھ نہیں ہو وہ میرے لیے۔"

فلک کامران خاموش کھڑا رہا۔وہ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن صورت
حال اس کے ہاتھ سے باہر تھی۔اس نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے،
الفاظ برآمد نہ ہوئے۔وہ کچھ نہ کہہ سکا، کچھ نہ کر سکا۔خط والی بات رہ گئی، غصہ

اڑ گیا،اس نے اسی انداز میں ماہ پارہ کا بازو تھاما اور اسے کار میں پٹخا۔خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور رفو چکر ہوا۔

:کاش میں اسے بتا دیتی۔"ماہ پارہ کی آنکھوں میں تاسف تھا"

میں اسی رات کار میں جب ہم گھر واپس آ رہے تھے،اسے سب بتا دیتی۔" تیمور،آدم،میرا ماضی،میرے جھوٹ،یہ سب اسی وقت بتا دیتی لیکن میں چپ رہی۔ جھوٹ چھپائے رکھا۔جب یہ جھوٹ کھلا،تو بہت درد ہوا۔"اس :نے سر اٹھا کر احد مرزا کو دیکھا

اور اسی سمے اس کو بھی میرے نام سے لکھا خط ملا تھا جس میں لکھا تھا کہ وہ" مجھ سے ملنے ریستوران آ جائے۔اگر میں وہاں نہ ملوں تو وہ کالونی میں میرے "گھر تک آ جائے۔

"کسے؟سنان کو؟"

"نہیں تیمور کو۔"

فلک کامران چلا گیا، ماہ پارہ چلی گئی، سڑک خالی ہو گئی، تاریکی چھا گئی، لیکن سیاہ کار ابھی تک وہیں کھڑی تھی، وہی کار جس کے پیچھے ڈینٹ پڑ گیا تھا۔ جس کا مالک ابھی تک اسی انداز میں سڑک پر دوزانو بیٹھا تھا۔ اس کے لبوں سے رستا خون اب جامد تھا، آنکھیں سپاٹ تھیں لیکن دل دھڑکن میں تھا۔

اس نے سر اٹھایا۔

فلک کامران نے اس مومی وجود کو کندھوں سے پکڑ کر بے دردی سے کار کے بونٹ پر پٹخا تھا۔

آدم مراد کا سر دوبارہ جھک گیا۔ اس نے ہاتھ پھیلائے، کسی ہاتھ کی کوئی بھی لکیر سیدھی نہیں تھی۔

اس سے واقعی محبت نہیں کرتے آدم؟" کہیں سے آواز آئی تھی، دماغ" سے، دل سے یا ضمیر سے۔۔۔

آدم مراد کا جھکتا سر جھکتا گیا، پھر زمین پر ٹک گیا۔

اوپر آسمان میں اڑتے پنچھی نے دیکھا کہ نیچے زمین پر کوئی مرد اندھیرے میں سجدے کی حالت میں گرا تھا۔

"واہ، مومن ہے، خدا سے محبت رکھتا ہے۔"

"اونہوں۔ کافر ہے، خدا سے بھی زیادہ محبوب سے کرتا ہے۔"

' دل، دماغ، ضمیر '

تیمور بنگلے کے چوکیدار سے انجان گیٹ سے کچھ دور پشت پر ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔

فلک نے اسے پہلے دیکھا۔

یہ بدذات۔۔۔"اسے پہچاننے میں چند لمحے لگے۔لقب سن کر متوحش سی" ماہ پارہ نے شیشے کے اس پار دیکھا۔چند ایک گردشیں جن کے سبب دل دھڑکن میں تھا، ساکت ہو گئیں۔

تیمور۔۔۔"اس کی آواز اس قدر اونچی تو تھی کہ فلک اس مرد کا نام سن" لیتا۔

"اب کون خبیث ہے یہ؟"

تیمور نے سیاہ کار کو بنگلے کے دروازے پر رکتے دیکھا۔اس کی نگاہوں نے فلک کو پہچان کیا۔زمین پر مرے مرے قدم رکھتی ماہ پارہ کو دیکھ لیا۔وہ چپ رہا لیکن دو قدم آگے بڑھ آیا۔

رات کے اس پہر میرے بنگلے کے احاطے میں کیا کر رہا ہے؟" تیمور"

بھانپ گیا کہ آدمی غصہ ہے، پھر نگاہیں ہٹا کر ماہ پارہ کو دیکھا، وہ سر جھکائے لا تعلق سی کھڑی تھی۔

تیری بیوی نے بلایا تھا تو آیا ہوں۔" وہ جھوٹ نہیں بولا۔اسے موصول" ہونے خط میں واضح لکھا تھا کہ ماہ پارہ اس سے ملنا چاہتی ہے۔

"ویسے یہ تیری بیوی ہی ہے کہ ناجائز رشتہ بنا رکھا۔۔۔"

میں زبان کھینچ لوں گا۔" وہ بھڑکا اور دونوں ہاتھ تیمور کے سینے پر رکھ کر"
:اسے پیچھے کو دھکا دیا۔ تیمور ہنسنے لگا۔ماہ پارہ کو دیکھا
یہ کیا کھچڑی پکا رہی ہے چاندنی؟ مجھے یہاں بلوالیا اور خود اس آدمی کے"
"ساتھ سیریں کر رہی ہے۔ تیرا شوہر تو وہ پچھلا تھا۔یہ کیا نیا تیسرا شوہر ہے؟
ماہ پارہ کی آنکھیں نم ہوئی تھیں، بدن کانپا تھا لیکن فلک کی سوئی ایک لفظ پر اٹک گئی۔
وٹ تیسرا؟" وہ ایک لمحے کے لیے بھونچکا رہ گیا۔ تیمور سمجھ گیا یہ مرد لاعلم"
:ہے۔اس نے تو محض ماہ پارہ کو دیکھا
"میری چاندنی نے مجھے بلایا ہے تو ضرور کوئی کام ہو گا۔"
میں نے۔۔۔ نہیں بلایا آپ کو۔" وہ رونا چاہتی تھی، چیخنا چاہتی تھی، اپنی"
قسمت پر آنسو بہانا چاہتی تھی۔ لیکن فلک پھر گھوم گیا۔اس کی ماہا اس مرد کو
عزت دے رہی تھی؟ وہ اسے آپ کہہ کر پکار رہی تھی۔
اسے تم نے بلایا تھا، ماہا؟" اس کی آنکھوں میں واقعی خون اتر آیا تھا۔"

"فلک، تم مجھ پر شک کیوں۔۔۔"

جھوٹ، جھوٹ، جھوٹ۔۔۔" وہ غرایا اور ماہ پارہ کا بازو تھاما۔ وہ اسے"
گھسیٹ کر گیٹ سے گزار رہا تھا۔ رخ بنگلے کی اندرونی جانب تھا۔ پورچ میں
ہی فلک کی مزاحمت ختم ہو گئی۔ اس نے ماہ پارہ کو فرش پر پٹخا۔

"فلک، آپ کی محبت ہوں میں۔"

اس نے جیسے یاد دلایا۔ بیک وقت فلک کامران کا تھپڑ اس کا گال لال کر گیا۔
ماہ پارہ اسد حواس سے بیگانہ ہوئی۔ یک لمحہ تو تاثرات و احساسات سے ناواقف
رہی۔

تم جیسی عورت سے محبت کروں؟" اس نے ماہ پارہ کے سینے پر ہاتھ مار کر"
:اسے عقب میں دھکیلا

جو یہاں وہاں منہ مار رہی ہے، اپنے پرانے عاشقوں کو خط لکھ رہی ہے، شوہر"
کو دھوکہ دے رہی ہے، محبت کو بدنام کر رہی ہے۔" وہ قریب آ رہا تھا، اسے
:کندھوں سے پکڑ کر دھکے دے رہا تھا

تمہارے لیے میں نے اپنی بیوی چھوڑ دیا بچے چھوڑ دیے، ریپوٹیشن چھوڑ "
"دی۔ سب چھوڑ دیا لیکن تم میرے لیے اپنی فحش حرکتیں نہ چھوڑ سکیں۔
فلک، خدا کے لیے میری بات سن لیں۔" اس نے ہاتھ جوڑے تھے۔ فلک "
:نے نوٹس نہ لیا

خدا کی قسم تم میرے بچے کی ماں نہ بننے والی ہوتی تو تمہیں یہاں زمین میں "
گاڑ دیتا ماہا۔ تم اس وقت پریگننٹ نہ ہوتیں تو میں تمہیں بتاتا کہ شوہر کیا ہوتا
"ہے۔

"فلک معاف کر دیں مجھے۔۔۔"

وہ اسے بتائے گی، سب سمجھائے گی، محبت کا یقین دلائے گی لیکن فلک بس چپ کر جائے، بس غصہ پی جائے، اس پر ترس آ جائے۔ ماہ پارہ روئی تھی، گڑگڑائی تھی، مار بھی کھا رہی تھی۔

فلک نے اس کی سنی، ان سنی کی۔

وہ اس کے دھکوں سے تھک کر، بے دم ہو کر پورچ کے فرش پر گری تھی

جب فلک نے غصے میں اپنے بوٹ سے اس کے نازک پیر کو رگیدا۔ غصے میں

اور کچھ کرتا، اس سے پہلے وہ پلٹ گیا اور اتنا تیز تیز چلا کہ اگلے لمحے بنگلے کی

حدود سے باہر تھا۔ وہ فرار چاہ رہا تھا، کچھ دیر سکون مانگ رہا تھا، غصے کو ٹھنڈا

کرنا چاہتا تھا۔ اس نے رخ آفس کی طرف کر لیا۔ سیکرٹری اسے آفس میں

دیکھ رک دوڑی چلی آئی۔

"وہ جرمن وفد بہت غصہ ہوئے اور۔۔۔"

"اس وقت کچھ نہیں، کچھ بھی نہیں۔"

اس نے ہاتھ بلند کر کے ٹوک دیا۔ رخ آفس کی جانب کر لیا۔ کمرے میں خود

کو بند کر لیا۔ تنفس تیز تھا، دماغ ماؤف تھا، احساسات کا انبار تھا۔

"میں تم سے بہت محبت کرتی فلک۔"

شٹ اپ۔" وہ صحیح نہیں تھا، حواس میں نہیں تھا۔"

"تیرا شوہر تو وہ پچھلا تھا۔ یہ کیا نیا تیسرا شوہر ہے؟"

فلک ٹیلی فون پر جھکا۔آدم مراد علی۔ نہیں، وہ اسے ابھی سڑک پر آدھ موقع چھوڑ آیا تھا۔ نہیں، آدم مراد علی نہیں۔اس نے ریسیور واپس کریڈل پر پٹخ دیا۔اعصاب اور جذبات پر قابو نہیں تھا۔

اس نے پینٹ کی پاکٹ سے اپنا ذاتی فون نکالا۔اس کے پاس نمبر ہونا چاہیے۔ ہاں، اس کے پاس نمبر تھا۔بہت دیر تک کال جاتی رہی، آخر رات کے گیارہ بج رہے تھے، مڈل کلاس لوگ اب تک سو جاتے ہیں۔

"ہیلو۔"

ماحن اسد۔میں جو پوچھوں گا اس کا جواب تم سچ دو گے، سمجھے ہو؟" بولتے" ہوئے وہ اپنی جارحیت نہیں چھپا پا رہا تھا۔یہ وہ فلک کامران تو ہر گز نہیں تھا رہتا تھا۔ calm and cool جو ہمیشہ مطمئن

:رات کے اس پہر۔۔۔"ماحن کچھ کہہ رہا تھا۔فلک نے بات کاٹ دی"

"تمہاری بہن کا پہلا شوہر کون تھا؟"

دوسری جانب خاموشی چھائی رہی، پھر آواز ابھری۔

"وہ ایک بدکار انسان تھا جس نے میری بہن کو ہمیشہ اپنے تشدد کا نشانہ بنایا اور"

"جب دل بھر گیا تو اسے فاحشہ کہہ کر چھوڑ دیا۔

"وہ امیر تھا؟ کوئی اعلیٰ عہدے دار؟ یا معمولی آدمی؟"

"میں اس بارے میں بات بھی نہیں۔۔۔"

کون تھا وہ؟" فلک حلق کے بل چیخا۔ کمرے میں داخل سیکرٹری ٹھٹک کر" رکی۔

وہ گاؤں کا جاگیر دار تھا۔ پورے گاؤں میں اس کی چلتی تھی اور۔۔۔ سنیں،"

"آپ کو اس سب کیا لینا دینا؟ میری بہن کا اس سے۔۔۔

فلک نے مزید سنے بغیر کال کاٹ دی۔ آفس سے عجلت میں نکلا تو سیکرٹری سے ٹکراتی ٹکراتے بچا۔

"سر، یہ جرمن وفد آپ سے دوبارہ۔۔۔"

بھاڑ میں جھونکو ان جرمنز کو۔۔۔" وہ ہذیانی انداز میں چیخا۔ سیکرٹری کے" ہاتھ سے فائل لے کر دور پھینکی۔ سیکرٹری نے سر جھکا لیا:

معذرت سر۔" وہ سمجھ نہیں کہ اگلی فائل اب اپنے سر کو تھمائے یا نہیں۔"
فلک نے جانے کے لیے قدم اٹھا لیے تھے جب اس نے بہت ڈرتے ڈرتے
فائل فلک کی طرف بڑھادی:

روؤف امین۔ آدم مراد کا ڈرائیور۔ آپ نے کہا تھا میں جس وقت بھی"
"اسے ٹریس کروں آپ کو ضرور بتاؤں۔ میں نے اسے ٹریس کر لیا ہے سر۔
فلک کامران نے کچھ کہے سنے بغیر فائل تھامی حسبِ معمول لفٹ کی بجائے
سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔

وہ جا رہا تھا۔

سڑک پر اس کی سیاہ کار طوفانی انداز میں اڑ رہی تھی۔

کیا چاہتے ہو فلک؟" دل پوچھ رہا تھا۔ فلک کی آنکھیں سپاٹ تھیں۔"
وہ تمہاری بیوی، وہ تمہاری محبت۔۔۔" دل کے آواز مبہم تھی۔ ضمیر تو"
کب کا خاموش تھا۔ دماغ سویا ہوا تھا۔ گھنے جنگلوں کے درمیان میں اس نے
سفید کار کو درمیانی رفتار سے جاتے دیکھا۔

یہ خان تیمور تھا جو گاؤں لوٹ رہا تھا۔

فلک نے رفتار بڑھالی۔

ایکسیڈنٹ؟اس کا ایکسیڈنٹ کروگے؟ قتل کروگے؟"ضمیر یکلخت جاگا۔"

کار ایک سواسی کی رفتار سے اڑنے لگی۔پھر فلک نے بریکس اپلائی کیے،ایک دم وہ خود جھٹکا کھا کر ونڈ اسکرین کی طرف جھکا۔اس سے کچھ قدموں کے فاصلے پر حرکت کرتی سفید کار بھی رک گئی۔

تیمور خود ڈرائیونگ سیٹ پر تھا۔

دم بخود رہ گیا۔

اب کیا چاہتا ہے مجھ سے؟"وہ اپنی کار میں ہی سوار پوری قوت سے چیخا۔" آواز لہروں کی صورت میں فلک کامران تک پہنچی۔اس کے لب ہلے لیکن الفاظ پتھر رہے۔وہ تیمور کو تکتا رہا،یوں تکتے رہنے کی سبب اس کی آنکھوں میں پانی تیرنے لگا۔

"ماہ پارہ۔۔۔محبت ہے میری۔"

اس نے سرگوشی میں کہا۔آواز بھرائی ہوئی تھی لیکن جانے کیسے یہ آواز بھی تیمور تک پہنچ گئی۔وہ کچھ دیر کار میں سوار یونہی فلک کو گھورتا رہا۔پھر اترا۔ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھائے اور فلک کی کار کے قریب پہنچا،دروازہ ناک کیا، فلک نے شیشہ نیچے کر لیا۔

خان تیمور اب شادی شدہ ہے، بزنس مین۔"اس نے فلک کو دیکھتے ہوئے" :کہا

اپنی بیوی زہر لگتی ہے مجھے کیونکہ اس نے میری ماہ پارہ کو مجھ سے دور کر" دیا۔میرا دل کرتا ہے مار مار کر اس بے غیرت کی چمڑی اڈھیر دوں پر ہاتھ رک جاتا ہے۔وہ کانپتی ہوئی، سسکتی ہوئی بھولی سی کُڑی یاد آجاتی ہے جسے میں نے "مار مار کر پتھر بنا دیا۔

فلک کی نگاہیں ہنوز ونڈ اسکرین پر ٹکی تھیں لیکن وہ سن رہا تھا۔اس کے تاثرات بدلتے جا رہے تھے۔

خدا کی قسم، میں بڑا برا انسان ہوں۔پر ماہ پارہ بری نہیں ہے۔وہ چاندنی ہے"

"چاندنی۔وہ بھولی ہے بھولی۔

فلک کا مران کا وجود ساکت رہا اور پھر اچانک اس نے ایکسیلیٹر پر پاؤں رکھا۔

سیاہ کار کی لائٹیں جگمگائیں۔سفید کار کے قریب سے زن سے گزر گئی۔

خدا کی قسم تم میرے بچے کی ماں نہ بننے والی ہوتی تو تمہیں یہاں زمین میں"

گاڑ دیتا ماہا۔تم اس وقت پریگننٹ نہ ہوتیں تو میں تمہیں بتاتا کہ شوہر کیا ہوتا

"ہے۔

کار کے بریکس دوبارہ اپلائی کیے گئے۔فلک نے تھک کر سر اسٹیرنگ سے ٹکا لیا۔پھر انہی تھکے ہاتھوں سے فون نکالا۔ماہ پارہ کا نمبر سامنے تھا۔

"My Other Half..."

اس نے محسوس کیا اس کا نصف وجود غائب تھا۔اس نے نمبر ملانا چاہا لیکن

رک گیا۔ڈائلڈ نمبروں میں سے ایک اور نمبر نکالا۔

یس سر۔"یہ فیملی ڈاکٹر تھی۔"

"آپ کو تنگ نہیں کرنا چاہتا تھا میم۔"

نو پرابلم مسٹر کامران۔ میں کلینک سے واپس گھر جا رہی ہوں۔ آپ کی مدد"
"کر سکتی ہوں؟

: کین یو چیک مائی وائف ایٹ مائی ہوم؟" فلک نے آہستگی سے کہا"

میں ذرا گھر سے باہر اور کافی دور ہوں۔ میری وائف نے دو ہفتے چیک اپ"
"کروایا تھا۔ شی از۔۔۔۔

"آپ کونسی بیوی کی بات کر رہے ہیں سر؟"

ڈاکٹر کی بات پر وہ ٹھٹکا۔

میری ایک ہی بیوی ہے میم۔ ماہ پارہ فلک۔ دو مہینے پہلے ان کا مس کیرج ہوا"
تھا۔ پھر دو ہفتے پہلے میں نے ان کے ریگولر چیک اپ کے لیے اپائمنٹ لی
"تو۔۔۔

"جی سر، باقاعدہ چیک اپ کے لیے اپائنمنٹ تو لی تھی اور مس ماہ پارہ چیک اپ کروانے آتی بھی ہیں ہر مہینے لیکن وہ پریگننٹ تو بالکل بھی نہیں ہیں سر۔"

"کیا کہہ رہی ہیں آپ؟" فلک ٹھٹک گیا۔

"میں سچ رہی ہوں مسٹر کامران۔ان کا نہ ہی کوئی مس کیرج ہوا ہے اور نہ ہی وہ موجودہ وقت میں پریگننٹ ہیں۔"

فلک کامران کو سانس بند ہوتا محسوس کیا۔یہ کتنواں جھوٹ تھا جو ماہ پارہ نے بولا۔

"بلکہ، پہلی بار جب وہ چیک اپ کے لیے آئی تھیں تو میں نے ان کو رپورٹ دی تھی مسٹر کامران۔ کیا انہوں نے وہ آپ سے شیئر نہیں کیا۔ کیا شیئر نہیں کیا؟"اس کے کندھے ڈھلک گئے تھے،ڈاکٹر کچھ دیر خاموش رہی۔

وہ کبھی پریگننٹ نہیں تھیں کیونکہ۔۔۔وہ ماں نہیں بن سکتیں مسٹر "
کامران۔یہ ان کی پہلی رپورٹ میں لکھا تھا اور یہی سچ ہے۔"ڈاکٹر کی آواز
:اسپیکر میں گونجی تھی

"I am sorry but... she is infertile."

.....

شاہراہ پر آمدورفت نہ ہونے کے برابر تھی۔
آدم کی سیاہ کار سڑک کے بیچوں بیچ کھڑی تھی۔وہ جب جھکے جھکے تھک گیا تو
سیدھا ہوا اور پیچھے کو لیٹ گیا۔دل عجیب بے چین سا تھا۔
:گھر جاؤ۔"دماغ نے کہا"
"تمہاری بیٹی اکیلی ہے۔"
دل پر اثر نہ ہوا۔وہ ایک کے بعد ایک خوبصورت یاد پردوں میں فلم کی مانند
چلا رہا تھا۔سب خوبصورت یادیں محو ہو گئیں۔پردوں میں فلک کامران

ابھرا جس نے بے دردی سے اس ماہِ من کے کندھے جھنجھوڑے اور اسے کار کے بونٹ پر پٹخ دیا۔ ضمیر بیدار ہو گیا۔

"یہ تمہاری وجہ سے ہوا۔ تم نے کاغذوں کے بدلے اس ماہِ من کا سودا کیا۔"

میں نے سودا نہیں کیا۔ وہ خود جانا چاہتی تھی۔ وہ اس سے محبت کرتی تھی۔" دل صفائیاں دے رہا تھا۔

اور پھر سچی محبت تو یہی ہے ناں کہ محبت کے آگے سر جھکا دیا جائے۔" "

دماغ نے بھی حصہ لیا۔ اس بات پر تینوں متفق تھے۔

اب کیا کرو گے آدم؟" ضمیر نے پوچھا۔ دل خاموش رہا۔ دماغ خاموش"

رہا۔

"انتظار۔"

اس نے کہا اور تھک کر آنکھیں بند کر لیں۔ ہلکی ہلکی بوندیں پھوار کی صورت میں سڑک پر گرنے لگی تھیں۔

سیاہ کار کے واشر زونڈا سکرین سے پانی ہٹا رہے تھے۔

فلک کامران اسٹرینگ پر سر رکھے بیٹھا تھا۔ بربادی کے گیارہ گھنٹوں میں سے چھے گھنٹے گزر گئے تھے اور فلک کو اس کار میں بیٹھے یہ تیسرا گھنٹا تھا۔

وہ گن رہا تھا کہ اس کی محبت میں اس کی محبت نے کتنے جھوٹ بولے۔

وہ سوچ رہا تھا کہ اس کی محبت نے کیا واقعی اس کی محبت میں جھوٹ بولے؟

اس کے ذہن میں سوچوں کا سمندر امڈ آیا تھا۔ لیکن اب اس کی نگاہیں کار سیٹ پر رکھی فائل پر ٹکی تھیں۔ اس کے دل میں انجانا سا اندیشہ پیدا ہوا۔ عجیب سا شک جنم لینے لگا۔

نہیں، وہ اتنا نہیں گر سکتی۔" دل نے اس کی حمایت کی۔"

وہ تم سے کس قدر جھوٹ بول چکی ہے، تم سے اتنا کچھ چھپا چکی ہے۔ وہ یہ " بھی کر سکتی ہے فلک۔ وہ یہ کر چکی ہے۔" دماغ بار بار کہہ رہا تھا۔ ضمیر ان دونوں کی بحث میں خاموش تھا۔ فلک کامران نے ہاتھ بڑھا کر فائل اٹھائی۔

پہلے صفحے پر روؤف امین کی تصویر اور اس کا موجودہ پتا، موبائل نمبر، سب درج تھا۔

:اگر یہ سچ ہوا۔۔۔"فلک کامران نے خود سے کہا تھا"

"تو تمہیں اس کا خسارہ بھگتنا پڑے گا ماہا۔"

اس نے ایکسیلیٹر دبایا۔اسے لمبا سفر کرنا تھا لیکن کار کی رفتار تیز تھی۔یہ شہر سے دور چھوٹا سا گاؤں تھا جہاں رات کے بارہ بجے گھٹاٹوپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔فلک نے اپنے موبائل میں فائل پر لکھا نمبر ڈالا۔لوکیشن واضح ہونے میں بہت دیر لگی۔

وہ قدرے کچا اور اندھیرے میں بسا کچا مکان تھا۔

فلک کے قدم زمین سے لگے۔وہ کار سڑک پر ہی چھوڑ کر یہاں پیدل آیا تھا۔

رووٗف امین نے اپنے موبائل کی روشنی ڈال کر کچے دروازے کی جھری سے دیکھا تو اس کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔اس نے جلدی سے روشنی بجھائی اور دروازے سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔

مجھے بات کرنی ہے۔" فلک کامران کی آواز سپاٹ تھی۔"

رووٗف یہ تجھے مار دے گا۔" دماغ پر سوچیں حملہ آور تھیں۔دل دھک" دھک کر رہا تھا:

اچھا ہوتا کہ تو باہر ے ملک ہی رہتا۔واپس آکر یہ موت دیکھنی پڑی گئی۔"""

دل نے ملامت کی۔رووٗف نے سوچا وہ شور مچائے اور لوگوں کو اکٹھا کرے۔ لیکن فلک کامران دروازے کے عین باہر کھڑا تھا۔

مجھے جاننا ہے تم نے ایسا کس کے کہنے پر کیا؟" فلک کی آواز دوبارہ گونجی۔"

رووٗف کو یقین تھا وہ پستول ساتھ لایا ہے۔

میرے۔۔۔دو چھوٹے بچے ہیں صاحب۔" وہ گڑگڑایا۔دروازہ ہنوز بند" تھا۔

اس کے بھی دو چھوٹے بچے تھے۔"اس کی آواز میں اب تلخی گھل گئی تھی۔"

مجھے پیسوں کی ضرورت تھی صاحب۔آدم سر نے مجھے نوکری سے نکال"

"دیا تھااور مجھے پیسوں کی سخت ضرورت تھی۔

"ایک عورت کو اغوا کروانے کے بدلے آدم نے تجھے کتنے پیسے دیے؟"

جواباً خاموشی رہی۔ فلک کامران کو اچنبھا سا ہوا۔وہ انجانا سا اندیشہ مجسم بن کر سامنے آیا۔

بس ایک بار کہہ دے کہ یہ سب آدم نے کروایااور میں چپ چاپ یہاں"

"سے چلا جاؤں گا۔

جواباً خاموشی تھی۔ پھر ہولے سے دروازہ کھلنے کی آواز آئی، فلک نے سر اٹھایا۔رووٗف امین کا چہرے اندھیرے میں تھا۔ مدھم سی روشنی میں اس کا وحشت زدہ چہرہ دھندلا دکھائی دیا۔

خدا کی قسم، مجھے ایک پیسہ نہیں ملا صاحب۔میرے پاس جو سب کچھ تھا، وہ"

"بھی چھن کر رہ گیا۔

کس نے۔۔۔۔"فلک نے دو لفظوں میں پورا سوال کر دیا تھا۔آدمی نے"
:جیسے سنا ہی نہیں،اس نے دونوں ہاتھ جوڑ دیے
مجھے معاف کر دو صاحب۔میں نے بہت غلط کیا۔میں بہت شرمندہ ہوں"
"صاحب۔
اس کی شرمندگی ان نقصانات کی بھرپائی کرنے سے قاصر تھی جو اسے لاحق ہوئے۔وہ یہ جملہ نہ کہہ سکا۔اس کے لبوں پر ایک ہی سوال تھا جو روؤف
:امین کے جملوں میں کھو گیا
بی بی جی نے کہا تھا کہ مجھے بس آپ کی بیوی سکول سے لینا ہے اور مقررہ"
جگہ پہنچا دینا ہے۔اپنا پیسوں کا بیگ وہاں سے اٹھانا ہے اور میرا کام ختم لیکن
:سب گڑبڑ ہو گیا صاحب۔"روؤف امین اب خود آنسوؤں سے رو رہا تھا
خدا کی قسم،میرے بچوں کی قسم صاحب۔مجھے نہیں پتا آپ کی بیوی کہاں"
کو بھاگی صاحب۔مجھے نہیں ملی،سڑک پر کھو گئی۔میں پیسے لینے بی بی جی کی

بتائی جگہ پر گیا تو وہاں پیسے بھی نہیں تھی۔بی بی جی سے رابطہ کیا تو انہوں نے ٹکا سا جواب دیا۔وہ خود کو بچا گئیں صاحب۔لیکن میرا کیا بچا؟"

فلک کامران کچھ نہ کہہ سکا۔رووٴف امین نے جڑے ہاتھوں کو آگے بڑھایا،

:سر جھکا لیا

مجھے معاف کر دو صاحب۔آدم صاحب نے مجھے بچا لیا جو مجھے چار ماہ کے" لیے دوسرے ملک بھیج دیا پر یہ بھی بڑا بوجھ ہے۔میرے بچے یہاں اکیلے ہیں۔میری بیوی یہاں اکیلی ہے۔بس میں لالچ میں آ گیا۔میں نے سب پیسوں کے لیے کیا، صاحب۔"

:وہ ہاتھ جوڑے گڑگڑا رہا تھا

میں اپنے بچوں سے نہیں مل سکتا صاحب۔آدم سر نے کہا تھا زندگی پیاری" ہے تو مجھے چاہیے میں کبھی واپس نہ آؤں۔ورنہ فلک کامران۔۔۔ورنہ آپ مجھے نہیں چھوڑیں گے۔"

فلک کامران کے ہونٹ ہلنے سے قاصر تھے۔اس نے بہت ضبط سے اس اڈھیر عمر آدمی کی آنکھوں میں دیکھا۔

"میری بیوی نے کروایا یہ سب؟"

"صاحب مجھے معاف کر۔۔۔"

میری بیوی نے تجھ سے پیسوں کا وعدہ کیا، بول، میری بیوی نے کروایا"

"یہ؟

وہ آدم صاحب کی بیوی تھی جی۔مجھے نہیں پتا وہ آپ کی کیا لگتی ہے"

"صاحب۔خدا کی قسم میں۔۔۔

فلک کامران کی قدم لڑکھڑائے۔اس نے فون پر گرفت مضبوط کرلی اور بے اختیار پلٹا۔

صاحب، صاحب، مجھے معاف کردو صاحب۔مجھے اپنے بچوں سے"

"ملنا۔۔۔

رووٗف کی آواز کسی گہری کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔اندھیرا چھا گیا۔بدن بھاری ہو گیا۔فلک کامران کے اعضا جامد تھے۔یہ تو کوئی ان دیکھی طاقت تھی جس کے سبب وہ خود بخود چلتا کار تک پہنچا۔اس میں بیٹھا اور کار سٹارٹ کر کے سڑک پر دوڑا دی۔

"تم سے محبت کرتا ہوں ماہا۔"

میں وعدہ کرتا ہوں مریم تمہیں ہرٹ نہیں کرے گی، تم بھی اسے ہرٹ "

"نہیں کرو گی ماہا۔

باخدا میں اپنی بیوی کی بہت پرواہ کرتا ہوں، لیکن میں تمہیں اس سے بھی "

"زیادہ چاہتا ہوں ماہ پارہ۔

فلک نے پوری وقت سے سٹیرنگ پر ہاتھ مارا، لائٹیں تاریک سڑک کو جگمگا گئیں۔اسے آج اپنی کلائی پر بنے سیاہ پرندے کی بے وقعتی کا احساس ہوا تھا۔

تم پتلی بنا دیے گئے فلک۔تم نچائے گئے۔"ضمیر چلا رہا تھا۔دل زخم "

زخم تھا۔

اس نے تمہیں دھوکہ دیا، بے وفائی کی، تمہیں نقصان پہنچایا، تمہیں"
پریشان کیا۔" دماغ اس کا ایک ایک گناہ یاد دلا رہا تھا۔
تم آزاد پنچھی تھے فلک۔ لیکن تم ایک عورت کے ہاتھوں بے وقوف بن"
گئے۔"اس کا ضمیر، اس کا دماغ دونوں متفق تھے۔ دل ابھی تک رو رہا تھا،
"میں نے محبت کی۔ میں نے۔۔۔ان دونوں سے محبت کی۔"
اس نے تھک ہار کر سر سٹیرنگ پر ٹکا لیا۔ یہ جنگ اب اس کے وجود کی نہیں
تھی۔ یہ اس کے دماغ کی دل سے جنگ تھی۔
گیارھواں گھنٹہ جونہی شروع ہوا، دماغ دل سے جیت گیا۔

بنگلے کی لائٹس بجھی تھیں۔
چوکیدار غائب تھا اور دروازے کھلے پڑے تھے۔

لاؤنج میں کھڑے فلک کامران نے دیکھا۔اس کی جانِ جاں صوفے عجیب بے ڈھنگے انداز میں لیٹی تھی۔اس کا سر ہتھی سے نیچے گرا ہوا تھا، وجود صوفے سے لٹک رہا تھا۔آہٹ پر وہ چونکی۔

فلک۔"وہ سسکی۔تڑپ کر اٹھی۔فلک دو قدم پیچھے ہٹا کہ مبادا وہ اس کے " سینے سے جڑنے کی کوشش نہ کرے۔ماہ پارہ کی نگاہ اس کے وجود پر نہیں ٹکی تھی۔وہ تو اس کے قدموں میں گری۔

مجھے معاف کر دو فلک۔"اس نے فلک کے گرد بازوؤں کا حلقہ بنا لیا۔"

ہچکیاں، سسکیاں، معافیاں، تلافیاں، نئے وعدے، محبت کے افسانے۔۔۔ فلک کی آنکھوں میں تاسف نہیں تھا، ترس بھی نہیں تھا۔

مریم میری زندگی کا ہیرہ تھی ماہا۔"اس کی آواز میں اطمینان تھا۔اسے اپنے " اعصاب پر قابو حاصل تھا:

جب میں تمہیں نکاح میں لایا، میرے پاس صرف وہ ایک واحد قیمتی چیز" تھی۔میرا پیسہ، میرا دل، میرا نام، کچھ قیمتی نہیں تھا۔بس وہ قیمتی تھی ماہ پارہ۔

میں نے تمہیں اپنا پیسہ دیا، اپنا نام، اپنا دل سب دیا۔ کیا تم نے سنا؟ میں نے تمہیں دل دیا ماہا۔ میں نے تمہیں اپنا سب کچھ دیا مگر۔۔۔" اس کو تعجب ہوا: تم نے ان سب قیمتی چیزوں کو پرے دھکیلا اور میری اس قیمتی چیز کو نقصان پہنچایا جو مجھے بے حد عزیز تھی ماہا۔"

"فلک۔۔۔"

اس کی آنکھوں میں لکھا تھا کہ وہ کیا کچھ جان چکا ہے۔

"کیا تم واقعی وہ عورت ہو جس کے دل میں میرے لیے محبت ہے؟"

فلک۔۔۔"معافیاں تلافی نہیں کر سکتی تھیں، وضاحت سب بدل نہیں سکتی تھی۔"

میں نے۔۔۔میں نے سب تمہارے لیے کیا۔"اس نے فلک کی ٹانگوں سے بازو ہٹائے۔اس کے ہاتھ تھام لیتی۔وہ جھکی تھی، فلک کھڑا تھا۔وہ سر اٹھائے دیکھ رہی تھی، فلک کا سر جھکا تھا۔

ہاں، میرا چچازاد بھائی جب یہ گھر چھوڑ کر جرمنی چلا گیا تو اس نے یہ میرے" لیے کیا۔ تم نے مریم کو توڑ کر رکھ دیا لیکن میرے لیے کیا۔ اس نے مجھ سے علیحدگی چاہی تو یہ میرے لیے کیا۔ سب نے میرا بھلا سوچا۔ میں بھی اپنا بھلا "سوچا ہے ماہ پارہ۔ میں نے سوچ لیا ہے میرے لیے کیا بہتر ہے۔

ماہ پارہ کی آنکھوں میں نا سمجھی تھی۔ فلک نے چند لمحے اس کی آنکھوں میں دیکھا:

ماہ پارہ۔ "اس کے لب تھرتھرائے تھے۔ ماہ پارہ کا دل دھڑکا:

میں اپنے پورے ہوش و حواس میں تمہیں طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں، " "طلاق دیتا ہوں۔

فلک کامران۔۔۔ "ضمیر چیختا رہا گیا تھا۔"

ماہ پارہ کی آنکھوں نے دیکھا۔

وہ کتنا وجیہہ تھا۔ لمبی گردن آج زیادہ ہی تنی ہوئی تھی، چوڑی پیشانی واضح تھی لیکن سر کے بال بکھرے تھے، آنکھیں بے تاثر تھیں، چہرے کی مبہم سی مسکراہٹ غائب تھی۔

ماہ پارہ۔۔۔"ضمیر جھنجھوڑ رہا تھا۔ دماغ سویا تھا۔ دل دھڑک رہا تھا۔"

دھک، دھک، دھک۔۔۔

وہ کندھے پر بیگ ڈالے، بائیک سٹارٹ کیے کھڑا تھا۔ وہ کتنا ہینڈسم لگ رہا تھا۔ پھر وہ دور ہوا، دور، دور، دور۔۔۔۔۔

وہ اس کی ہتھیلی پر بال پین سے لوَ برڈ بنا رہا تھا۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔ پرواہ سی تھی۔ وہ کتنا اچھا لگ رہا تھا۔ وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی، دیکھ رہی تھی، دیکھ رہی تھی، دیکھ رہی تھی۔۔۔

وہ اس کے کندھے پر جھکا تھا، ہنس رہا تھا، کھلکھلا رہا تھا، اسکی باتوں کا جواب دے رہا تھا۔ وہ اس کے قریب تھا۔ ساتھ، ساتھ، ساتھ۔۔۔

ماہ پارہ، تمہاری وجہ سے ہوا سب۔" ضمیر دل کے بخیے اڈھیرنے پر تلا تھا۔"

:دل دھڑکتا جا رہا تھا

تمہیں دیکھتا ہوں تو دل کرتا ہے تمہیں اٹھاؤں اور چھپا کر سب سے دور"

"لے جاؤں۔ایسی جگہ لے جاؤں جہاں کوئی نہ ہو، بس میں اور تم۔

وہ تمہیں طلاق دے چکا ہے، ماہ پارہ۔" ضمیر پوری قوت سے چیخا۔ چیخ سن"

کر دماغ یکلخت بیدار ہوا۔ چشمِ نم نے دیکھا کہ فلک کامران پلٹ رہا تھا۔

:کانوں نے سنا وہ کچھ کہہ کر گیا تھا

"تم یہاں رہ سکتی ہو۔ صبح وکیل آئے گا اور پیپرز پر سائن کروا لے گا۔"

:وہ پلٹ گیا تھا۔ماہ پارہ کے لب ہلے

میں۔۔۔تم سے پیار کرتی ہوں فلک۔" یہ سچ تھا۔ فلک نے سنا، پلٹ کر"

ایک نظر دیکھا پھر گھوم گیا۔

فلک آئی لو یو۔۔۔" فلک کے قدم تیزی سے اٹھنے لگے۔"

تم سے بے حساب محبت کی ہے فلک۔" فلک نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔"

فلک۔"وہ چیخی، فلک لاؤنج سے گزرنے کے قریب تھا۔"

وہ جارہاہے۔وہ تمہیں بے وفائی کا طعنہ مار کر، ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر جارہا"
ہے۔"دل روپڑا۔ماہ پارہ کی نگاہوں کارخ بدلا۔ نظریں شیشے کی میز پر رکھی
فروٹ ٹوکری میں کھبے چاقو پر پڑیں۔

فلک تم صرف میرے ہو۔"دماغ کچھ اور تسلیم کرنے پر راضی نہ تھا۔ماہ"
پارہ کے وجود میں جنبش ہوئی۔

"نہیں، ماہ پارہ ایسامت کرو۔۔۔"

ضمیر چیخا، ماہ پارہ نے چاقو اٹھایا، فلک دھیلے ڈھالے انداز، میں چلتا لاؤنج سے
نکل رہا تھا۔ماہ پارہ نے اسے بازو سے پکڑ کر کھینچا۔

"تم مجھے چھوڑ کر نہیں جاؤ گے فلک۔"

ماہ پارہ، میں تمہیں چھوڑ چکا۔۔۔"وہ غرا کر پلٹا اور کیفِ دل بدل گیا۔فلک"
کامران کو لگا اس کی محبت نے اس کا دل چیر دیا۔

تم مجھے۔۔۔ چھوڑ کر نہیں جاؤ گے فلک۔" وہ رو رہی تھی۔روتے ہوئے "
اس کے سینے پر گر گئی، فلک نے بے اختیار بازو اس کے گرد باندھا۔دوسرا
بازو اپنے سینے پر رکھا۔

یہ چاقو تھا جو اس کے دل میں اندر تک دھنسا ہوا تھا۔

"آئی لو یو فلک۔۔۔"

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

' ہجرِ یار '

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

گواہ کے علاوہ کوئی ثبوت؟"سنان کی آنکھوں میں بے چینی تھی۔"

جو چاقو فلک کامران کے سینے میں دھنسا تھا اس پر ان کی انگلیوں کے نشان"

"ہیں۔پھر وہ خود بھی تو وہیں موجود تھیں۔

یہ اس کی بیوی نے کیا؟"سنان ششدر تھا۔اس کی نگاہیں بھٹک کر وارڈ پر"

جا پڑیں۔

"کوئی شک نہیں ہے، مسٹر رضا۔"

تو جیل کے اندر کریں اس قاتلہ کو۔"سنان پھنکارا۔"

(پولیس نگرانی) میں رکھا گیا ہے۔ judicial custody انہیں"

"اگر مسٹر کامران کو کچھ ہوا تو۔۔۔

پاپا کو کچھ نہیں ہو گا سنا آپ نے؟"انس نے جلدی سے کہا اور سنان کا ہاتھ"

چھوڑ کر وارڈ کے قریب چلا گیا۔سنان نے متاسف نظروں سے اسے

دیکھا LRI

خیر، یہ سب تو بہت شدید ہو گیا۔" اس نے ماتھا چھوا۔ تبھی وارڈ کا دروازہ"
کھلا۔ ڈاکٹر باہر آیا۔
"اٹینڈنٹ کون ہے؟"
سنان اس کے قریب آیا،
"گھاؤ گہرا ہے۔"
ان کا زخم مسلسل تین گھنٹے بلیڈ کرتا رہا ہے۔ حالت بہت نازک ہے۔ کیا"
"آپ ان کے بھائی ہیں؟
"تقریباً۔ ڈاکٹر صاف صاف بتائیں، کیا وہ بچ جائے گا؟"
"سرجری کرنے پڑے گی۔ ان کی وائف؟ ان کی مدر؟"
ان کی ماں مر چکی ہے۔ بیوی جیل میں بیٹھی ہے۔ تو ہاں، سرجری کے "
"ذریعے اگر وہ بچ سکتا ہے تو ضرور کوشش کریں۔
اس کا فون بیپ کر رہا تھا۔ سنان نے کان سے لگایا،
"کیسا ہے وہ؟"

مجھے معلوم ہے تم نے اسے کبھی بد دعا نہیں دی۔دونوں میں سے کسی کو" نہیں دی۔"سنان کا لہجہ مضبوط تھا۔

کیا وہ مر گیا؟"مریم کا لہجہ بھرایا تھا۔سنان کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ" پھیلی،

تم اب بھی راتوں کو اس کا نام لے کر رو پڑتی ہو مریم۔ محسوس ہونے نہیں" دیتی لیکن جب اس کا نام سنتی ہو تو تڑپ جاتی ہو۔زخم اسے آتا ہے لیکن

"تکلیف تم محسوس کرتی ہو۔ تم ابھی زندہ ہو تو بتاؤ، وہ کیسے مر سکتا ہے مریم؟ کنکشن منقطع ہو گیا۔سنان نے ایک تاسف زدہ نگاہ فون پر ڈالی، پھر دوبارہ وارڈ کی جانب دیکھنے لگا۔

یہ بھی گیارہ گھنٹوں کا ایک طویل مرحلہ تھا۔

اوپن ہارٹ سرجری کے مزید گیارہ گھنٹوں بعد بھی وہ جاگ نہیں سکا۔

آپ نے آخر اس کے دل میں چاقو گھونپ بھی کیسے دیا؟" احد مرزا سمجھ
: نہیں سکا

"آپ نے اپنی محبت کو اپنے ہاتھوں سے گھائل کیسے کر لیا؟"

: وہ اسے لے گ ئے۔ "ماہ پارہ کے آنسو بہہ رہے تھے"

وہ مجھے چھوڑ کر جا رہا تھا۔ میں نے اسے چاقو سے زخمی کیا اور اسے روک لیا۔"
میں نے اسے اپنے پاس روکا لیکن لوگ آگ ئے۔ وہ اسے مجھ سے چھین کر
"لے گ ئے۔

ماہ پارہ جنگلی بلی کی طرح آدمی پر جھپٹی۔

اس کے ہاتھ سے اسٹریچر چھوٹ گیا، وہ ہکا بکا رہ گیا۔

مجھ سے دور نہیں لے جا سکتے۔ LRI تم میرے فلک کو"

میم،ان کی حالت خراب ہے،خون زیادہ بہہ گیا تو۔۔۔"ایمبولینس کار کن" بتارہا تھا۔ماہ پارہ سن نہیں رہی تھی۔وہ اسٹریچر پر خون آلود پڑے فلک پر گر رہی تھی:

"فلک مجھ سے دور مت جاؤ،پلیز مجھ سے دور مت جاؤ۔"

:انہوں نے ہمیں جدا کر دیا۔"اس کے آنسو ٹپ ٹپ گر رہے تھے" وہ وردی والے آفیسرز،انہوں نے فلک کو ہسپتال بھیج دیا اور مجھے اپنے" ساتھ لے گئے۔میں نے انہیں کہا کہ مجھے فلک سے دور مت کریں۔ "انہوں نے مجھے سننا گوارا نہیں کیا،انہوں نے مجھے مارا۔

وہ چلتی گاڑی سے کودنے کے لیے تیار تھی۔فی میل پولیس کانسٹیبل نے اسے گدی سے پکڑ کر سیدھا کیا۔اسی حالت میں ماہ پارہ کو گھسیٹتی وہ کیبن تک لائی۔

"مجھے فلک کے پاس جانا ہے۔مجھے اس کے پاس جانا ہے۔"

وہ چیخ رہی تھی،رو رہی تھی۔پولیس آفیسر نے اسے مدھم روشنی والے خالی کیبن میں پڑی میز کے گرد لگی کرسی پر بٹھایا اور اس کے ہاتھ رسی سے باندھ دیے۔

"نہیں،مجھے کھول دو،کھول دو۔"

وہ ہاتھ چھڑا رہی تھی۔پولیس آفیسر نے تنگ آکر اس کے سر پر جڑی۔

"چھنال۔اس شوہر کے پاس جائے گی جسے مار دیا۔"

بنگلے کے چوکیدار نے میرے خلاف بیان دیا۔اس کا بیان مسترد نہیں کیا گیا"

"لیکن گیارہ گھنٹوں تک انتظار کیا گیا۔یہاں تک کہ۔۔۔فلک جاگ گیا۔

وہ کیبن میں لگے کیمرے کی طرف دیکھتے ہوئے رو رہی تھی۔

"کھول دو،جانے دو۔"

دروازہ گونج دار آواز کے ساتھ کھلا۔پولیس آفیسر کے ساتھ دو کانسٹیبل عورتیں اندر آئیں۔ایک نے ماہ پارہ کے ہاتھوں سے رسی کھولی۔

"مجھے لے جا رہے ہو؟ فلک کے پاس؟اس نے مجھے بلایا؟"

تیرے فلک کے ستارے نے تیرے خلاف بیان دیا ہے۔"عورت" : بڑبڑائی اور ساتھی کانسٹیبل سے ہتھکڑی لے کر اسے پہنا دی، آفیسر کہنے لگا مس ماہ پارہ اسد۔آپ کو اپنے شوہر فلک کامران مرزا پر قاتلانہ حملہ کرنے" کے چارج کے زیرِ تحت (attempt to murder) کی پاداش میں "حراست میں لیا جاتا ہے۔

: نہیں۔"عورتیں اسے گھسیٹ رہی تھیں۔ماہ پارہ کی چیخیں بلند تھیں" نہیں، مجھے کہیں نہیں جانا۔مجھے صرف فلک کے پاس پہنچا دو۔اسے مجھ "سے ملا دو۔

: ہجر۔"وہ انگلیوں پر گن رہی تھی"

بیس سال کی تھی جب وہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔ میں نے تب دو مہینے تک اس"
کے ہجر میں آنسو بہائے۔ بائیس کی تھی جب تیمور سے نکاح ہوا۔ چار سالوں
کی وہ اذیت ایک انوکھے انداز میں فلک کی یاد دلاتی تھی۔ دو مہینے جو طلاق کے
بعد اپنے گھر میں اجنبی بن کر گزارے تکلیف دہ تھے۔ تب فلک کامران
دوبارہ یاد آنے لگا۔
چھبیس کی تھی جب آدم میری زندگی میں آیا۔ یہاں فلک کی یادیں مبہم
ہونے لگیں تو ہجر کی مدت ختم ہوئی۔ چھے مہینے جو میں نے آدم کے سائے
میں گزارے، مجھے بدل گئے۔ پھر گیارہ مہینے فلک کامران کی منکوحہ بن
کر یوں گزرے کہ معلوم ہی نہ ہوا۔ یہاں تک کہ محبوب رخصت ہوا۔ ہجر
کا زمانہ آیا۔ جیل میں ایک مہینہ بھی نہیں گزرا لیکن یہ ایک مہینے سے بھی کم
وقفہ۔۔۔۔"ماہ پارہ کی آنکھیں ڈگمگائیں:
تیمور کی ساتھ گزاری زندگی میں اتنی تکلیف نہیں سہی جتنی ان دو ہفتوں"
"کے ہجر میں جھیلی۔

وہ سلاخوں سے جڑی بیٹھی تھیں بار بار فلک کا نام پکار رہی تھی۔

کانسٹیبل نے دیکھا کہ وہ سوتے میں یکلخت نیند سے جاگی، فلک کا نام لے کر چیخی اور اب رو رہی تھی، بس روئے جا رہی تھی۔

دیوار کے سامنے کھڑی وہ دیوار پر جانے کس کا نام لکھ رہی تھی۔ پھر آنکھیں بند کر کے دیوار سے سر مارنے لگی۔

کانسٹیبل بھاگ کر اس کے کیبن میں آئے۔ وہ انہی پر جھپٹ پڑی۔

"فلک کامران کو بلا دو۔"

میں نے ان سے کہا کہ وہ مجھے فلک سے ملوا دیں۔ وہ یہ نہیں کر سکے تو میں" نے یہ کام اپنے ہاتھ میں لیا۔ میں نے جیل سے بھاگ جانا چاہا۔ ہسپتال سے "نکل جانا چاہا۔۔۔

نرس اس کے سر پر پٹی باندھ کر ابھی کمرے سے نکلی تھی۔پولیس کانسٹیبل باہر پہرہ دے رہا تھا۔

فلک۔"اس کی ذہنی حالت ٹھیک نہیں تھی۔وہ ہسپتال کی تیسری منزل" کے اس کمرے کی کھڑکی سے باہر نکلنے کے لیے تیار تھی۔وہ کھڑکی سے دوائیوں والے سٹور میں نکلی۔بالائی منزل پر ہنگامہ مچا ہوا تھا۔مریضہ بھاگ گئی تھی،پولیس آفیسر چوکنا تھا۔

وہاں نیچے،وہ رہی۔۔۔"نرس نے اشارہ کیا۔کانسٹیبل اس کے پیچھے بھاگا۔" ماہ پارہ دوڑ پڑی۔وہ یہاں سے نکل جائے گی،وہ فلک کامران کے پاس جائے گی،اس کے سامنے سے بھی کانسٹیبل دوڑا آرہا تھا۔ماہ پارہ ڈگمگاتے ہوئے کسی کمرے میں جا پڑی تھی۔

ہجر کی یہ مدت بھی ختم ہوئی۔

فلک کامران کے دونوں بازوؤں میں سوئیاں دھنسی ہوئی تھیں۔

اس کے تن پر ہسپتال کا نیلا لباس تھا،اس کی آنکھیں بند تھیں۔

: فلک۔"وہ بے یقین تھی۔یقین آیا تو چیخ مار کر اس کے سینے پر گر گئی تھی"

"فلک میں تمہارے پاس اگئی، میں تمہارے پاس آگئی میری جان۔"

وہ نیند کی دوا کے زیرِ اثر تھا۔ مسلسل جھنجھوڑنے پر نیم بے ہوشی کے عالم میں منتقل ہوا۔

فلک، میری جان۔"اس کا سر فلک کے سینے پر تھا۔فلک کے وجود میں اب" تکلیف ہو رہی تھی۔دل میں ٹیسیں اٹھنے لگی تھیں۔وہ کراہا، عقبی دروازہ جھٹکے سے کھلا۔

یہ رہی، یہ رہی۔"سب ماہ پارہ کی طرف لپکے،اسے کھینچنے لگے۔"

"نہیں، مجھے اس کے پاس چھوڑ دو۔مجھے اس کے پاس رہنے دو۔"

فلک کے کانوں میں سسکیوں کی آوازیں ابھریں۔اپنے نام کی لہریں گردش کرنے لگیں۔اس نے نیم کھلی آنکھوں سے دیکھا۔سب کسی عورت کو گھسیٹ کر باہر کے جا رہے تھے۔وہ اسے پہچان سکتا تھا۔

اس نے بہت تکلیف سے ادھر دیکھا۔ پھر چہرہ موڑ لیا۔ نرس نیند کی دوا کا ایک اورا نجیکشن بھر رہی تھی،

یہ مجھے۔۔۔مار دے گی۔۔۔"نرس نے جھک کر سنا کہ مریض کیا کہہ رہا"

ہے:

اسے یہاں۔۔۔مت آنے دو۔مجھے۔۔۔ نفرت۔۔۔ نفرت ہے اس"

"سے۔۔۔مجھے۔۔۔ نفرت ہے اس عورت سے۔۔۔

اس نے میرے خلاف بیان دیا تھا۔میں اس کے لیے اہم نہیں رہی تھی۔""""

ماہ پارہ نے آنسو پونچھنا چاہے، مزید آنسو بہتے چلے آئے:

مگر اس نے ہی آپ کو جیل سے بھی نکلوا بھی تو دیا۔"احد مرزا نے کہتے"

ہوے کندھے اچکائے۔

یہ ماحن نے کیا۔"ماہ پارہ کی آنکھوں میں سب کل آج کی طرح روشن تھا۔"

"وہ میری بہن ہے۔"

ماحن گڑگڑایا تھا۔ فلک کا چہرہ سپاٹ رہا، وہ اٹھنے سے عاجز تھا، نظریں سیلنگ پر ٹکی تھیں، بازوؤں میں سے نالیاں گزر رہی تھیں۔

"وہ قاتل نہیں ہے۔وہ آپ سے محبت کرتی ہے۔"

فلک کامران کے لب تمسخرانہ انداز میں اٹھے۔

اس نے میرے دل میں چھے ملی میٹر کے بلیڈ کا چاقو گھونپ دیا۔ "وہ کہنا" چاہتا تھا لیکن کہہ نہیں سکا۔

میں آپ سے معافی مانگتا ہوں۔جو نقصان انہوں نے آج تک آپ کا کیا" ہے، اس کی بھرپائی۔۔۔"

اس نے ایک عورت کا جسم راکھ کر دیا، ایک شخص کو اس کے بچوں سے دور" کر دیا، اپنے شوہر کا دل چیر دیا، محبت کا تماشہ بنا دیا۔اس کی بھرپائی کروگے تم؟" وہ یہ سوچ کر بھی چپ رہا۔ماحن نے اب ہاتھ جوڑ لیے تھے:

"پلیز، ان کو معاف۔۔۔"

پولیس۔۔۔ کہتی ہے وہ پاگل ہو چکی ہے۔" فلک نے ایک ایک لفظ ادا کر" کے جملہ مکمل کیا۔

نہیں وہ پاگل نہیں ہیں، انہیں بس میری ضروت ہے۔ میں آپ سے"
"درخواست کرتا ہوں بھائی، پلیز ان کو۔۔۔۔

اس کی آنکھیں نم تھیں۔ فلک کامران خاموش خاموش سیلنگ کو گھورتا رہا۔

وہ مجھ سے نفرت کرتے تھے۔ ماہین، ماحن، سب ترس کھا رہے تھے۔"
ہمدردی جتا رہے تھے۔ پیٹھ پیچھے وہ کہتے میں پاگل ہوں۔ وہ مجھ سے فرار چاہ
"رہے تھے۔ وہ مجھے آزمائش میں ڈال رہے تھے۔

'وہ سب صرف پرواہ کر رہے تھے ماہ پارہ۔"

ماہ پارہ مسلسل بڑبڑاتے ہوئے تکیہ نوچ رہی تھی۔

ایمان نے بہت ڈرتے ڈرتے اس کے سامنے ٹرے رکھی۔

"کھانا۔"

ماہ پارہ نے کنکھیوں سے اسے دیکھا۔پھر جھٹکے سے آگے بھری اور اس کا ہاتھ تھام لیا۔ایمان کے حلق سے چیخ نکلتی نکلتی رہ گئی۔

"تم، تم مجھے فلک کے پاس لے جاؤ۔تم مجھے اس سے ملوادو۔"

وہ ایمان کی کلائیاں مروڑ رہی تھی،اب چیختے ہوئے اسے کہہ رہی تھی کہ وہ اسے فلک کے پاس لے جائے۔ایمان نے مارے خوف کے چیخ ماری۔ماہین نے سب سے پہلے دیکھا۔

ماہی، کیا کر رہی ہو؟"اس نے ماہ پارہ کو جھٹکے سے پیچھے ہٹایا۔"

مجھے جانا ہے، فلک کے پاس۔۔۔"وہ ہر چیز توڑ رہی تھی،دروازے کی"

۔ماحن نے اسے دور سے دروازے کی طرف LRI طرف بھاگ رہی تھی

بھاگتے دیکھا۔اسے جکڑ لیا۔

ماہ باجی، آپ کو میری قسم۔۔۔"وہ نرمی سے کہنا چاہ رہا تھا۔ماہ پارہ حلق کے"

بل چیخی اور رونے لگی۔

"فلک، فلک، فلک۔۔۔۔"

"ماہ باجی، اس ری ایکشن کو اب بند کر دیں۔"

اس کی گرفت ذرا ڈھیلی پڑی۔ ماحن نے اسے کرسی پر بٹھایا۔ اسے کچھ سمجھانے لگا۔ ماہین اس کے ہاتھ دبانے لگی۔ ایمان نے گلاس میں پانی بھرا۔

ماہ پارہ چپ کر گئی، سر جھکا گئی، گلاس بھی تھام گئی۔

سب تھم گیا۔

اچانک ہی ماہ پارہ نے گلاس زمین پر پھوڑا۔ تین نفوس کرچیوں سے بچنے کے لیے ادھر ادھر ہوئے۔ ماہ پارہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھے اور کواڑ کھول کر باہر بھاگ گئی۔

فلک کامران نے شیشے کے اس پار دیکھا۔ ایک جم غفیر بھاگتا آ رہا تھا۔ اور ان سب کے آگے وہ تھی۔ اس کے بال الجھے تھے، آنکھیں سرمئی ہو رہی تھیں، کپڑے بدحال تھے، آنسو بہہ رہے تھے۔

"فلک۔"

وہ اسے دیکھ چکی تھی۔ سمت بدلی۔اس کی طرف بڑھی۔ فلک کامران نے جلدی سے بیڈ کا پوسٹ تھاما۔ وہ اس کے سینے سے آلگی اور اسے بھینچ لیا۔

"میں آگئی، تمہارے پاس آگئی، تمہاری ماہ پارہ، تمہاری ماہا۔"

لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے، آنکھیں ہنوز آنسوؤں سے تر تھیں۔ وہ اسے بازو سے پکڑ پکڑ کر سینے سے لگا رہی تھی۔اس کے جھٹکا دینے سے آٹو میٹک دوڑ بند ہو گیا تھا۔ ہجوم باہر رک گیا تھا۔

"تم میرے پاس آگ ئے۔ میں نے لوگوں کو کہا کہ تمہیں مجھ سے دور نہ لے جائیں۔ میں نے انہیں کہا تمہیں بلائیں، سب نے سنی ان سنی کی، پر میں اگئی، میں تمہارے پاس۔۔۔"

"ماہ پارہ۔" وہ اسے ماہا نہیں کہہ سکا۔اس کے دونوں گالوں پر ہاتھ رکھ کر چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرا :

"میں تمہیں طلاق دے چکا ہوں۔"

ماہ پارہ بے یقینی میں ڈھلی، پھر ہنسی، آنسو خود بخود بہتے گئے۔

"نہیں، تم تب غصے میں تھے اور تم۔۔۔

میں۔۔۔پورے ہوش و حواس میں تھا اور تم، اب میری بیوی نہیں ہو۔"

میں تمہیں طلاق دے چکا ہوں اور جیل میں رہتے تم کاغذات پر بھی تم دستخط

"کر چکی ہو۔

:ماہ پارہ کے الفاظ تھمے، فلک اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا

میں نے زندگی میں کبھی کسی فرد سے نفرت نہیں کی ماہا۔ آدم سے بھی نہیں"

لیکن جس رات مجھے پتا چلا کہ تم نے ڈرائیور کو پیسے دے کر میری مریم کی

زندگی کے چھیڑ چھاڑ کیا، مجھے تم سے گھن آئی یار۔ تم نے عورت ہو کر ایک

عورت سے اس کا شوہر چھین لیا۔ تم نے اس سے اس کا بچہ چھین لیا۔ اس کا

"حسن، اس کا جسم، سب چھین لیا۔

:ماہ پارہ کی آنکھوں میں خوف تھا۔ فلک کہتا رہا

اس سب کے بدلے میں، میں نے تو پھر تم سے صرف تمہاری محبت"

"چھینی ہے، مس ماہ پارہ اسد۔

ماہ پارہ کے آنسو چہرہ بھگوتے ہوئے جسم بھی بھگونے لگے۔ فلک کامران اپنے لب اس کے کانوں کے قریب لایا:

"اگر دوبارہ میری زندگی میں مداخلت کرنے کی کوشش کی تو میری محبت کی قسم، سب سے پہلے تمہارے اس خوبصورت جسم کو کسی مرد کو بیچ کر بگاڑنہ دیا"

"تو میرا نام فلک کامران نہیں۔

"فلک۔۔۔"

"مجھے واقعی میں چاہتی ہو تو میری زندگی سے نکل جاؤ ماہ پارہ۔"

کمرے کا دروازہ آخر کار کھل گیا۔ دو موٹی نرسوں نے ماہ پارہ کو بازوؤں سے گھسیٹ کر فلک سے جدا کر دیا۔

لیکن اب۔۔۔۔

وہ رو نہیں سکی، چیخ نہیں سکی، بھاگ نہیں سکی، وہ سپاٹ تھی، بے پرواہ تھی، احساس سے خالی تھی۔

نرسیں اسے لے جا رہی تھیں۔

ماحن نے بہت دور سے اسے عورتوں کے حصار میں گھسیٹتے آتے دیکھا تھا۔

کم از کم زندہ تو ہے۔" ماہین رو پڑی۔ ماحن نے جھٹک کر سر جھکایا۔"

اس کی بہن پاگل ہو چکی تھی۔

ماہ پارہ کا سر اس کے بعد سے نہیں اٹھا تھا۔ اس کے ذہن میں بس ایک فقرہ زندہ تھا:

"مجھے واقعی میں چاہتی ہو تو میری زندگی سے نکل جاؤ ماہ پارہ۔"

اور پھر سچی محبت تو یہی ہے ناں کہ محبت کے آگے سر جھکا دیا جائے۔

کچھ دیر بعد۔۔۔

وہ مریم کو دیکھ کر کھڑا ہوا تو سینے میں یکلخت تکلیف ہوئی۔ وہ یقیناً ابھی ٹھیک نہیں تھا۔ لیکن ٹھیک نظر آنے کی کوشش میں بضد تھا۔ اس نے سینے پر ہاتھ رکھ کر تکلیف چھپالی۔ مریم نے اس کی پیشانی پر پڑا نشان دیکھ لیا۔

"فلک، آپ اپنا بزنس اپنے لوگوں کے کندھوں پر ڈال کر کچھ دن ریسٹ کر لیں گے تو آپ کا کاروبار ٹھپ نہیں پڑ جائے گا۔"

فلک خجل سا ہوا۔

"نہیں، میں بس۔۔۔ انس سے ملنے۔۔۔"

"انس شام کے وقت ڈرائنگ اکیڈمی جانے لگا ہے۔ اسے رنگوں اور تصویروں کا بہت شوق ہے۔ تو میں نے سوچا کیونکہ نہ ایک آرٹ ٹیچر اس کی skill (مہارت) کو بہتر بنانے میں اس کی مدد کرے۔"

ہم، گڈ۔" وہ اٹھ گیا":

"میں، میں پھر کبھی آجاؤں گا۔"

ایک دفعہ پھر تکلیف کے احساس کو پس پشت ڈالتے ہوئے اس نے کوٹ کا بٹن بند کیا اور جانے کے لیے مڑ گیا۔

فلک، آپ کے لیے چائے بنانے لگی تھی۔" اس کا رخ واقعی کچن کی جانب تھا۔ فلک چونک گیا۔

نہیں، رہنے دو۔ اٹس نائٹ۔ آج کوئی میٹنگ بھی نہیں ہے تو جاگتے رہنے " کی ضرورت نہیں، کافی، چائے کی ضرورت نہیں۔

اس نے جواباً کندھے اچکا دیے۔ فلک پھر پلٹ گیا اور دہلیز پر رک گیا۔ یہ صرف فلک کا وہم تھا یا واقعی اس کے چہرے کے دائیں جانب کھال اس قدر بہتر ہو گئی تھی کہ اب چہرہ دیکھ کر عجیب وحشت نہیں ہوتی تھی۔

سرجری سے۔۔۔ کچھ فایدہ ہوا؟" وہ پوچھ بیٹھا۔ جواباً اس کی ہنسی سنائی دی، " سنان کے بکھیڑے ہیں۔ کبھی یہاں، کبھی وہاں، کبھی اٹلی، کبھی جرمنی۔"

"بھلا جو چیز جل جائے وہ واپس اصلی حالت میں آتی ہے کیا؟

فلک کے حلق میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔

"اوہ۔۔۔اوکے،ٹٹ۔۔۔ٹیک کیئر۔"

وہ یہاں سے نکلنا چاہتا تھا۔لمبے لمبے ڈگ بھرتا لاؤنج سے باہر آیا۔لاؤنج کے دروازے میں ہی سنان سے مڈبھیڑ ہو گئی،اس کے بائیں کندھے پر ابراھیم چڑھا ہوا تھا۔فلک کو دیکھ کر کھلکھلایا۔سنان نے اسے چپکے سے اتار دیا۔وہ ادھر ادھر ڈگمگاتا فلک تک پہنچ گیا۔

"پاپا۔"

سنان چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا لاؤنج تک آیا۔فلک نے ابراھیم کے گال پر لب رکھے۔پھر اٹھا اور سنان کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

:ٹھیک ہو؟"سرسری سی نگاہ۔فلک نے سر ہلا دیا"

اس ہفتے کافی بزی رہوں گا۔اس لیے آج ہی انس سے ملنے آیا تھا۔خیر،پھر" کبھی مل لوں گا۔"سنان نے سر ہلا دیا۔

"پھر ملتے ہیں فیملی مین۔"

وہ بنگلے نکل گیا۔سنان کی نگاہ لاؤنج کے اندرونی حصے میں پڑی، مریم نے اسے دیکھ لیا تھا۔

سیچر ڈے کو کوئی کام تو نہیں ہے؟"سنان نے آہستگی سے پوچھا۔"

مجھے کوئی کام ہوتا ہے بھلا؟"وہ خود پر ہنسی۔"

اوکے پھر تیار رہنا۔میں نے تین ٹکٹس بک کروائی ہیں۔دو دن کا پروسیجر"

"ہے۔تیسرے دن ہم واپس آجائیں گے۔

مریم چپ رہی۔وہ کچھ دنوں سے اس کے لیے تگ ودو کر رہا تھا۔ابراھیم کو گود میں لیتے ہوئے اس نے دیکھا کہ وہ پورچ کی طرف مڑ گیا۔

"رکو گے نہیں؟"

"نہیں،وہاں فیکٹری میں کچھ کام ہے تو۔۔۔"

سنان،تم نے شادی کیوں کی ہے؟"اس نے بات کاٹ دی۔سنان جہاں تھا"

:وہیں رہ گیا۔مریم اس کے عین پیچھے کھڑی تھی

مجھ سے ہمدردی دکھانے، مجھ پر ترس کھانے، میرا علاج کرانے، مجھ پر"
"وقت ضائع کرنے کیے تو نہیں کی ناں۔
:سنان پلٹ نہیں سکا۔دل چلا چلا کر کہہ رہا تھا
تم اس سے پیار کرتے ہو۔ چھبیس سالوں سے چپ چاپ کر رہے ہو۔بتاؤ"
"اسے کہ اس لیے شادی کی ہے۔بتاؤ اسے کہ تم نے اس سے۔۔۔
محبت جتانے، پیار کرنے، شوہر بن کر دکھانے، حق لینے، بچے پیدا کرنے،"
ہرٹ کرنے۔۔۔اس سب کے لیے بھی نہیں کی ماریو۔"اس کے لبوں سے
نکلے الفاظ مریم تک پہنچے۔
پھر کس لیے کی؟"وہ روہانسی ہوئی۔سنان نے پلٹ کر دیکھا، مریم کو یہ"
:دیکھ رک دھچکا لگا کہ اس کی آنکھیں نم تھیں
تاکہ اب دوبارہ کوئی اور تمہیں مجھ سے دور نہ لے جائے۔کوئی اور تمہیں"
کھلونا سمجھ کے، تمہیں استعمال کر کے، بے کار کر کے چھوڑ نہ جائے مریم
"رضا۔

: پھر کہاں جارہے ہو؟"اس کی آنکھیں چھلکی تھیں"

ان سنتالیس دنوں سے تم آتے ہو،اپنے کہتے ہواور دور چلے جاتے ہو۔دور"

"کیوں جارہے ہو سنان؟

میں تمہارے قریب نہیں آؤں گا مریم۔میں تمہیں کبھی اس طریقے سے"

"ہرٹ نہیں کروں گا جیسے۔۔۔

تم دور رہو گے تو زیادہ ہرٹ کرو گے۔"اس نے دوبارہ بات کاٹ دی۔"

: قدم قدم چلتی وہ لاؤنج کے دروازے میں آکھڑی ہوئی

"اندر آؤ۔میں تمہیں نگٹس کھلاؤں گی،اپنے ہاتھوں سے۔"

سنان کی نم آنکھوں میں نرم سا تاثر ابھرا،اس نے سر جھٹکا۔اس کے باوجود مریم دیکھ سکتی تھی کہ وہ مسکرایا تھا۔

"تم اپنے ان ہاتھوں سے زہر کھلاؤ گی تو بھی میں کھالوں گا،مریم رضا۔"

وہ اس وقت زہر کی بات کر کے ماحول خراب تو نہیں کرنا چاہتا تھا۔سو چپ چاپ سینے پر ہاتھ رکھ کر تسلیم خم کیا۔

یہ اس نے کیا تھا۔ وہ سب خط اس نے لکھے تھے۔ "ماہ پارہ کی آنکھوں میں"

:اداسی بھر اتا ثر تھا

آدم نے مجھے جب بھی محبت سے مخاطب کیا، مجھے مون کہہ کر پکارا۔ تیمور" نے کبھی مجھے تم کہہ کر نہیں بلایا۔ یہ خط نہ آدم نے لکھے تھے، نہ تیمور نے "لکھے تھے۔ یہ سنان نے لکھے تھے۔ اس نے مجھے پھنسایا۔

شاید اس نے بدلہ لیا۔ "احد مرزا کا لہجہ پست تھا۔"

"اپنی محبت کا۔"

ماہ پارہ نے الجھی نگاہوں سے اسے دیکھا۔ احد مرزا نے کندھے اچکائے، اپنا کوٹ اتارا اور اتار کر میز کر ایک کونے میں رکھا۔

ماہ پارہ کا دماغ ماؤف ہوا۔

مجھے لگا تھا یہ مشکل ہو گا۔۔۔ "اس نے سفید شرٹ کے اگلے دو بٹن"

:کھولے

اپنی آواز بدلنا، پہچان بدلنا۔"اس نے سفید فریم کا چشمہ اتارا،اسے اتار کر"
:کوٹ پر رکھا

پر مس ماہ پارہ مجھے نہیں پہچانتیں۔اٹس گڈ، کہ مجھے نہیں پہچان سکیں۔""
اس نے دائیں ہاتھ سے چہرے پر چپکے چند تلوں رگڑا، بائیں ہاتھ سے سر پر
سجے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔بال بکھر گئے،ماتھے پر گر گئے۔

آپ سے ایک ملاقات کا وعدہ تھا، مس ماہ پارہ۔۔۔"اس نے مصافحے کے"
لیے ہاتھ بڑھایا، کلائی پر ٹیٹو کا نشان تھا۔سیاہ چھوٹے سے کھدے ہوئے دل
لکھا تھا۔ M میں انگریزی حروفِ تہجی

میٹ مائی سیلف۔۔۔"وہ سپاٹ تھا۔"

"سنان۔۔۔۔سنان احمد مرزا۔"

' میں عشق کا اسیر تھا '

فلک کامران نے کلائی پر سے رومال ہٹایا۔

کلائی پر، پَر کھولے سیاہ پرندہ پرواز میں مصروف تھا۔ فلک کامران نے مسکرا کر اپنی کلائی پر اپنے لب رکھے۔

"ازادی۔۔۔"

سنان بے زاری سے اسے دیکھنے لگا۔

"کیا فضول چیز بنوائی!" اس نے منہ بنایا اور منہ دھونے لگا۔ فلک نے سن لیا۔ فوراً بیسن کی طرف آیا جہاں سنان اب تولیے سے ہاتھ پونچھ رہا تھا۔

"کیوں؟ تو نے کیا حورِ جہاں کھدوالی ہے۔"

: نہیں کچھ بھی نہیں۔" اس نے کلائی چھپالی۔ فلک شوخا ہوا"

نہیں دکھا۔ مجھے دکھا۔" وہ بار بار اس کی کلائی پر جھپٹتا۔ آخر کار سننا کی کلائی"

پر بنا سیاہ نشان اس کی نظروں میں آیا۔ فلک کی آنکھوں میں مزید چمک تیرنے لگی۔

:دل پھینک۔"وہ ہنسا"

تیری محبوبہ کو بتاؤں۔اس کے لیے بازو پر اس کے نام کا پہلا حرف"

"کھدوائے پھر رہا ہے۔

یہ مریم کے لیے نہیں ہے۔بی جان کے لیے ہے۔"ماہ وش رضا مریم کی"

ماں تھیں،اس کی ماں جیسی تھیں۔

ہونہہ، جیسے میں جانتا نہیں۔"فلک کی آنکھوں میں ابھی تک شرارت"

تھی،سنان نے چپکے سے کلائی موڑی اور دوبارہ ہاتھ دھونے لگا۔

"بس یہ مریم کو نظر نہ آئے۔وہ ورنہ مذاق اڑائے گی۔"

مریم رضا نے اچنبھے سے ٹیٹو دیکھا۔پھر برا سا منا کر چہرہ موڑ لیا۔

سنان مسکرا دیا۔

اسے پتا تھا وہ ایسا ردعمل ہی دے گی۔

وہ پارکنگ میں کار کھڑی کر کے لابی میں آیا۔ہال کے صدر دروازے پر ہی کھڑے فرد نے اسے رکنے پر مجبور کیا۔

نہیں آدم۔"اس کا سر نفی میں ہل گیا۔وہ آگے بڑھتا گیا۔آدم لمبے لمبے" ڈگ بھرتا اس کے سامنے آیا۔اس کا راستہ روک لیا۔

مجھے اس پاگل خانے میں قدم رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔تم اندر جاؤ اور" "اس کا گلا کاٹ دو، میں کچھ نہیں کر سکوں گا مگر۔۔۔

تم مجھے دھمکی دینے کی حالت میں نہیں ہو۔" وہ غرایا۔آدم کے اعصاب" :ڈھلے۔اس نے لب کھولے

"کیا معافی۔۔۔"

اس کا فیصلہ تم نہیں کرو گے، وہ خود کرے گی۔"اس کا لہجہ سپاٹ تھا۔آدم" :کی آنکھوں میں خون اتر آیا

:سنان۔"اس نے لہجہ دھیما کیا"

"تم۔۔۔"

اس کا بھائی، اس کا شوہر، پہلا دوسرا تیسرا کوئی نہیں۔ آج کوئی نہیں۔ آج"
"میں اور وہ۔
مجھے وہ زندہ چاہیے۔" آدم پھنکارا۔"
اگر زندہ نکلتی نظر آئی تو تمہاری۔" اس کا لہجہ ہنوز سپاٹ تھا۔ آدم کا بازو"
گرا کر وہ راہداری سے گزرتا چلا گیا۔

وہ ان کا ہاتھ سینے سے لگائے بیٹھی تھی۔ سسکیاں بھر رہی تھی، ہچکیاں لے رہی تھی۔ ایک طرف فلک سر جھکائے کھڑا تھا۔
بی جان۔" سنان نے سر ان کے برابر تکیے پر ٹکایا۔ ماہ وش رضا نے محبت سے"
:اس کے بالوں میں انگلیاں چلائیں
"تو میرا بچہ ہے، سمجھا؟ میرا بہادر بیٹا۔ اتنا کیوں رو رہا ہے، ہاں؟"
وہ سسکی لے کر چہرہ موڑ گیا۔ ماہ وش رضا کی نگاہیں اٹھیں فلک پر ٹکیں۔ وہ سر جھکائے کھڑا تھا۔ انہوں نے ہاتھ بڑھایا۔ فلک نے ان کا ہاتھ تھام لیا۔

اور یہ میرا سب سے اچھا بیٹا۔" فلک نے ان کا ہاتھ چوما۔ان کے قریب "
فرش پر بیٹھا۔ماہ وش رضا نے دوسرے ہاتھ سے مریم کی کلائی تھامی اور اسے
: فلک کے ہاتھ میں دے دیا

"میری بیٹی کا خیال رکھنا، فلک۔"

مریم کے آنسو چہرہ بھگو رہے تھے۔وہ کچھ سننے سے عاجز تھی۔اچنبھے سے سر
تو فلک نے اٹھایا تھا۔

"چچی جان۔۔۔"

"میری بیٹی کو ہمیشہ اپنے پاس رکھنا۔ہمیشہ۔۔۔"

سنان کے کانوں میں جیسے صور پھونک دی گئی تھی۔اس کی نم آنکھوں میں
غم و حزن کا طوفان امڈ آیا۔وہ ایک جملہ جو بڑے بوڑھے بستر مرگ پر جب
: کہہ جاتے ہیں تو زندگیاں بدل دیتے ہیں

"میری مریم سے شادی کر لینا، فلک۔"

سنان جھٹکے سے اٹھا اور بھاگتے ہوئے کمرے سے باہر آ گیا۔ وہ چیخ چیخ کر اپنی بد نصیبی کا رونا رونا چاہتا تھا، دھاڑیں مار مار کر رونا چاہتا تھا۔ اندر سے یکا یک مریم کی سسکیاں بلند ہو گئیں۔

سنان رضا کی ایک اور ماں اسے چھوڑ گئی تھی۔

محبت ہر طرح سے اسے چھوڑ گئی تھی۔

"ان کا بھائی آج دوپہر تین بجے ان سے ملنے آئے گا۔ فون پر بتایا تھا۔"

انچارج بتا رہی تھی۔ اس نے چپکے سے یہ سنا۔

"میری چائے؟"

بھجوا دی گئی ہے۔" عورت نے معمول کے مطابق جواب دیا۔ اس نے چہرہ"

گھما کر دیکھا۔ ماہ پارہ حسبِ معمول میز پر بازو جمائے، ان پر سر رکھے چائے سے اڑتی بھاپ سے کھیل رہی تھی۔

اس کی کہانی کا اختتام ہوا تھا۔

اس کی زندگی کے فیصلے کا وقت آن پہنچا تھا۔

اسے پھولوں کے درمیان، روشنیوں کے حصار میں فلک کامران کے مقابل بیٹھے دیکھ کر سنان نے جان لیا، وہ فلک کامران کے لیے ہی بنی تھی۔

تیسرا تو وہ خود تھا۔

وہ ان دونوں کے سامنے زبردستی مسکرا نہیں سکتا تھا، احساسات چھپا نہیں سکتا تھا۔

"کدھر کو؟" فلک نے جب اسے اچنبھے سے دیکھا تو بیگوں کی زپ بند کرتے سنان نے اپنے کلائی پر بنے ٹیٹو کو آستین سے ڈھک لیا۔

"جرمنی۔"

اسے انجینئرنگ کی تعلیم پوری کرنی تھی۔ تو بہتر ہے وہ یہ کام یہاں سے دور جا کر کرے۔ فلک دورانِ تیاری خاموش تھا۔

ہاں بہتر ہے کہ اس کی بیوی کا عاشق دور بھاگ جاے، ویسے بھی وہ نیا نیا رضا انٹر پرائزز کا سی ای او بنا تھا۔ یہ کاروبار سنبھالنے میں اسے مزہ آرہا تھا۔

وہ ماہ پارہ کی آنکھوں میں دیکھ سکتا تھا۔

اس کی آنکھوں کے بھرے دائرے میں جو مخصوص اداسی نظر آتی تھی وہ غائب تھی۔ وہ ششدر تھی، اور پھر آنکھ کے عین درمیان میں سیاہ حصہ بڑھنے لگا! خوف غالب آنے لگا۔ اس نے سختی سے دونوں انگلیوں سے میز کا کونا تھام لیا۔

احد مرزا چپ چاپ اسے دیکھ رہا تھا۔

ماہ پارہ چپ چاپ نہیں تھی، اس کے لبوں میں تھرتھراہٹ تھی، آنکھوں میں دور دفن آنسوؤں کا شور تھا، دل کی دھڑکن کا ساز تھا۔

"آپ کو تو اب کسی سے ڈر نہیں لگتا ناں ماہ پارہ۔ آپ کو تو اب موت سے بھی ڈر نہیں لگتا۔"

وہ بار بار مریم سے ابراھیم کی تصویریں منگواتا۔

چھوٹا گول مٹول گلابی ابراھیم فلک مریم جیسا تھا۔

اونہوں، سب کہتے ہیں یہ فلک کی ڈوپلیکیٹ ہے۔" مریم خوش تھی۔ وہ"

کتنا خوش رہتی تھی۔ وہ دور تھا تو بھی وہ خوش تھی لیکن وہ۔۔۔

ایک شخص سے وابستہ۔۔۔

جذبات میں صف بستہ۔۔۔

'اپ کو یہ حق نہیں پہنچتا تھا، ماہ پارہ اسد۔'

احتساب ایک جملے میں تھا۔ ماہ پارہ کا جسم سن تھا۔ وہ ایک سوالّی کے زاویے پر کرسیوں پر بالمقابل بیٹھے تھے۔ ماہ پارہ کی آنکھوں میں خوف تھا۔ احد مرزا سپاٹ تھا۔

آپ کو فیصلہ لینے کا حق تھا۔ جس مرضی سے طلاق لین، جس مرضی سے'
محبت کریں، جس مرضی سے نکاح کریں۔ آپ کی محبت میں مبتلا ہو کر ایک
آدمی نے اپنی بیوی اور ایک باپ نے اپنے بچوں کو چھوڑ دیا تو خیر ہے۔ لیکن
آپ نے اس آدمی کی محبت میں اس کی بیوی کو بہت نقصان پہنچایا ماہ پارہ۔
آپ نے غلطی نہیں کی۔ آپ نے گناہ کیا، ماہ پارہ۔

اس کی۔۔۔ دوسری بیوی؟" سنان کا دماغ گھوما۔ کیا مریم رضا اتنی ارزاں"
تھی کہ اسے چھوڑ کر کسی دوسری عورت کو اپنانا اس قدر آسان تھا۔
"نہیں۔ فلک ایسا نہیں کر سکتا۔"
اسے تو چار شادیوں کا حق ہے۔ وہ۔۔۔ اس عورت سے محبت کرتا ہے"
سنان۔ تم بیچ میں مت پڑو۔ تک چپ رہو۔" وہ کتنی آہستگی سے کہہ رہی
تھی۔ سنان کا خون ابل گیا۔
: وہ بیچ میں نہ پڑے؟" اس نے دل میں سوچا"

وہ تو بیچ سے نکل گیا تھا کہ دو بجے درمیان کوئی تیسرا نہ رہے لیکن یہاں یہ ماہ"
"پارہ۔ یہ تو دوسری نو ہی تیسری بنا گئی۔

اگر اس نے تمہیں ذرا بھی تکلیف دی ناں مریم۔۔۔"سنان کو واقعی آیا"
:تھا

"تو پھر مجھ سے برا کوئی نہیں۔"

مریم خاموش رہی۔ وہ تکلیف میں تھی۔ پیٹ میں پلتی جان تکلیف بڑھا رہی تھی لیکن وہ چپ رہی۔ یہاں تک کہ زخم شعلہ زن ہوئے۔ جب تک کہ آنسو خود بخود نہیں بہہ نکلے۔

:تم نے۔۔۔"ماہ پارہ کا حلق سوکھ گیا تھا"

"فلک کو مجھ سے چھین لیا۔"

"آپ نے مریم رضا سے سب کچھ چھین لیا ماہ پارہ۔"

احد مرزا اسی لہجے میں بولا۔اس کا چہرہ تنا ہوا تھا۔ماہ پارہ بری طرح کانپ رہی تھی۔وہ سہمی ہوئی تھی خوف سے،تکلیف سے،حسرت سے۔۔۔

"میں نے۔۔۔میں نے صرف۔۔۔"

نہیں آپ کی جو بھی نیت تھی،اسے م سے فرق نہیں پڑتا۔فرق تو اس بات سے پڑتا ہے کہ وہ عورت عورت نہیں رہی ماہ پارہ۔چاہے آپ مانیں یا نہ مانیں لیکن ہوا یونہی کہ آپ نے اسے جلایا،آپ نے اس کے شوہر کو اس سے دور کیا،اس کو تکلیف دی اور اسے خلع لینے پر مجبور کیا۔جو ظلم تیمور نے آپ پر ڈھائے آپ نے تو جیسے ان تمام مظالم کا بدلہ لیا۔"

میں نے صرف۔۔۔فلک کو پانا چاہا۔"اس کی دونوں آنکھیں آنسوؤں سے چمک رہی تھی۔آنسو جو آنکھوں میں ہی ٹھہرے تھے۔

"آپ نے۔۔۔۔"

مجھے پتا ہے۔۔۔مجھے سب پتا ہے۔۔۔"وہ اب پھوٹ پھوٹ کر رو دی" تھی۔گول چہرہ،آنسوؤں سے تر،چھوٹے بچوں کی طرح اس کا نچلا ہونٹ

روتے ہوے ابھر گیا تھا۔ہاتھ یوں کھلے تھے جیسے وہ بھیک مانگنا چاہتی تھی۔ وہ ہچکیاں لے رہی تھی، وہ وہ سب کہنا چاہتی تھی جو لاکھ بار کہہ چکی تھی لیکن اب الفاظ تھم گے تھے، اب آنسو راستہ چان رہے تھے۔وہ منہ کھولتی تو آنسوؤں کا گولا ہچکی بن کر نکلتا۔

"آپ نے تو فلک کو بھی کھو دیا، ماہ پارہ۔"

ماہ پارہ نے پوری قوت سے آنکھیں بند کر لیں۔وہ نہیں جھیل سکتی تھی۔وہ مٹھیاں بھینچ چکی تھیں:

"آپ تمام عمر جس شخص کی منتظر رہیں اسے پا کر بھی کھو دیا ماہ پارہ۔"

وہ چاہتی تھی کہ کان بند کر کے لیکن دل بھی تو عرصہ سے یہی کہہ رہا تھا۔یہی چیخ رہا تھا:

کیا کیا نہیں کیا اس کے لیے، ہے ناں۔"احد مرزا کے لبوں پر اداس سی" مسکراہٹ تھی۔اس کی آنکھوں میں نمی اتر رہی تھی جسے وہ بمشکل نگل رہی تھی:

دس وارث شاہ اسی کی کریئے۔۔؟"

ساڈا کوئی نہ پاوے مل۔۔

آساں ماں پیو دے لاڈاں پلے۔۔

تے گئے مٹی وِچ رُل۔۔

دس وارث شاہ اسی کی کریئے۔۔؟

ساڈے سینے وچ کل۔۔

لوکاں دے دلاں اُتے زخم۔۔

تے ساڈا زخماں دے وچ دل۔۔

"دس وارث شاہ اسی کی کریئے۔۔

ماہ پارہ کو مریم رضا زہر لگ رہی تھی۔

سنان کو ماہ پارہ اسد زہر لگ رہی تھی۔

وہ کیسے اس کے شوہر کے دل پر راج کر رہی تھی۔

وہ کیسے اس کی محبت کو چرا لے گئی تھی۔

وہ چاہتی تھی مریم اس کے فلک سے دور چلی جائے۔

وہ چاہتا تھا ماہ پارہ ان دو افراد کی زندگی سے نکل جائے۔

وہ اسے تکلیف دیتی، کچھ بھی کرتی، بس فلک سے دور بھیج دیتی۔

وہ اسے تکلیف دیتا، کچھ بھی کرتا، بس فلک سے دور بھیج دیتا۔

وہ اب خود غرض ہو گئی تھی۔ فلک محبت تھی۔ اس کے لیے اتنا کچھ جھیلا، اتنا کچھ کیا، وہ اب کچھ بھی کر گزرنے کے لیے تیار تھی۔

وہ اب خود غرض ہو گیا تھا۔ یہ ماہ پارہ رقیب لگتی تھی۔ جب وہ محبت قربان کر کے دو لوگوں کے درمیان سے نکل گیا تو کسی تیسری کی کیا اوقات۔

وہ اسے جانے انجانے میں کتنی تکلیف دے گئی، اسے احساس نہیں تھا۔

وہ اسے جانے انجانے میں کتنی تکلیف دے گیا، اسے احساس نہیں تھا۔

وہ اپنی محبت کی بقا میں کسی اور کی محبت سے کھیل گئی۔

وہ اپنی محبت کی بقا میں کسی اور کی محبت سے کھیل گیا۔

کتنی تکلیف دی اپنی حرکتوں سے مریم کو۔۔۔

کتنی تکلیف دی اپنی چالوں سے ماہ پارہ کو لیکن انت میں اسے۔۔۔ مریم رضا ہی ملی ناں، اسے تو محبت ہی ملی ناں۔

لیکن اسے کیا ملا۔

کیبن میں بیٹھی، وہ منہ چھپائے رو رہی تھی، دھاریں مار رہی تھی جبکہ فلک پاس نہیں تھا۔ وہ تو اس نے کھو دیا گیا۔

وہ رواب بھی تہی دامن تھی۔

:اس کے زخم بھر نہیں سکتے۔ "احد مرزا ماہ پارہ پر آنکھیں ٹکائے بول رہا تھا"

ہوتا ہے۔ پھر مصنوعی طریقے بھی کام heal جلا ہوا جسم ایک حد تک'

بھی کام نہیں painkillers نہیں آتے۔ درد اٹھے تو بسا اوقات

'کرتے۔

ماہ پارہ ایک روتا ہوا مجسمہ لگ رہی تھی، لب کانپ رہے تھے اور آنکھیں میں پانی تھا۔

نہیں ہوتا۔ یادیں تازہ ہو جائیں تو سکون کا کوئی heal جلا ہوا دل تو ذرا بھی سے ٹھیک painkillers طریقہ نہیں ملتا۔ درد جو ہمیشہ اٹھتا ہے وہ نہیں ہوتا۔

یہ کچھ کھو دینے کا درد، بے وقعتی کا درد، گلٹ کا درد۔۔۔

احد مرزا نے چائے کو دو کپوں میں تقسیم کیا۔

ماہ پارہ کی آنکھیں اب خشک ہو رہی تھیں، بڑی بڑی گول آنکھیں جن میں آنسو دور کہیں ٹھہرے تھے۔

"تم کچھ بھی کر گزرتیں۔ بس مریم کو تکلیف نہ پہنچاتیں۔"

ماہ پارہ کی آنکھیں دوبارہ آنسوؤں سے بھر گئیں۔

تم۔۔۔"اس کی آواز بھرائی ہوئی تھی" :

"کچھ بھی کر لیتے مگر۔۔۔فلک کو مجھ سے دور نہ کرتے۔"

وہ لکھ رہا تھا۔

محبت بھرے، پیار کے جملے، یہ تیمور کی جانب سے، آدم کی جانب سے، فلک کو دکھانا ہے، یہ ان کے گھر بھیجنا ہے، یہ کار میں پھینک دینے ہیں۔بے وقت کالز، وائس کنورٹر سے کچھ اول فول بکتے رہنا۔

ماہ پارہ اس سے ڈر گئی تھی۔

وہ اس کے دام تلے آگئی تھی۔

تم کر کیا رہے ہو۔اس کے کردار کو مسخ کر رہے ہو۔ایک پاک عورت پر"
"قذف لگا رہے ہو۔اس کے شوہر کو اس کے خلاف کر رہے ہو۔
میں تو صرف بدلہ لے رہا ہوں۔"اس نے عکس کو دیکھ کر کندھے اچکائے"
:تھے

اس عورت سے جس کا کردار پہلے ہی مسخ ہے، جس کی پاکی پہلے ہی ختم ہے،"
"جس نے ایک شوہر کو اس کی بیوی کے خلاف کیا۔

"justification.'

:احد مرزا نے کپ ماہ پارہ کے آگے رکھا

"اپ خود کو جسٹیفائی کریں گی کیا ماہ پارہ؟'

ماہ پارہ کے لب سلے تھے۔اس کی مٹھیاں بھنچی تھیں۔وہ صحیح نہیں تھی۔وہ حواس میں نہیں تھی۔وہ انجام سے بے خبر تھی۔وہ حال میں بھی موجود نہیں تھی۔

:محبت۔۔۔"اس نے کب بھنچے"

"ہے کیا؟ justifiable یہ"

بھلے دنوں کی بات ہے

بھلی سی ایک شکل تھی

نہ یہ کہ حسن تام ہو

نہ دیکھنے میں عام سی

وہ اپنی سیٹ پر بیٹھی کنکھیوں سے بائیں جانب ہی دیکھ رہی تھی۔اس کی گھنی پلکیں اور سپاٹ سا چہرہ۔ وہ دیکھنا چاہتی بھی تھی لیکن دیکھنا حرام بھی تھا۔

وہ سیڑھیوں پر کھڑی تھی اور وہ اپنی تمام تر وجاہت کے ساتھ بیگ کاندھے پر ڈالے دو رسیڑھیاں اترتا آرہا تھا۔وہ رکنا نہیں چاہتی تھی لیکن جانے کیوں رک گئی۔ فلک کامران کو اسے دیکھے بغیر آگے نکل گیا۔

نہ ایسی خوش لباسیاں

کہ سادگی گلہ کرے

نہ اتنی بے تکلفی

کہ آئینہ حیا کرے

وہ مسکرایا تھا۔ پھر اس کا ہاتھ تھاما اور بال پین سے ٹیٹو بنا کر چھوڑ دیا۔ ماہ پارہ خوش تھی، اس نے گھر جا کر یہ نشان خوب دھویا تاکہ جلدی اتر جائے اور کل فلک ایک اور نشان بنا دے۔

نہ یہ کہ وہ چلے

تو کہکشاں سی رہ گزر لگے

مگر وہ ساتھ ہو تو پھر

چھلا سفر سفر لگے

وہ ساتھ ٹریک پر چل رہے تھے۔ وہ ہنستے ہوئے کوئی واقعی سنا رہا تھا جو ماہ پارہ منہ چھپائے سن رہی تھی۔ اس کے لبوں پر دھیمی سی مسکراہٹ تھی۔

آسودگی ہی آسودگی۔۔۔

سنا ہے ایک عمر ہے

معاملات دل کے بھی

وصال جاں گزرا تو کیا

فراق جاں گسل کی بھی

وہ یک دم اسے کتنا قریب لے آیا تھا۔اتنا قریب کہ دور جانا نا ممکن لگنے لگا لیکن اس نے کہا وہ اس کے قابل نہیں ہے۔اس نے کہا وہ اس سے پیار کرتا ہے لیکن اقرار نہیں کر سکتا۔وہ نزدیک ہو کر بھی دور رہ گئی۔وہ رو پڑی۔

وہ اپنا کمرہ صاف کر رہی تھی لیکن بے اختیار ہی رونا آیا۔منہ پر ہاتھ رکھ کر وہ چیخیں گھوٹ گھوٹ کر روئی۔بد نصیبی، بد قسمتی، بد نمائی، خرابی ہی خرابی۔۔۔۔

محبوب کہہ دے وہ پیار کرتا ہے لیکن اقرار نہیں کر سکتا۔

وہ رو رہی تھی اور بس رو رہی تھی۔

کاش وہ کہہ دیتا کہ وہ پیار بھی نہیں کرتا۔

میں عشق کا اسیر تھا

وہ عشق کو قفس کہے

کہ عمر بھر کے ساتھ کو

وہ بدتر از ہوس کہے

وہ اپنے ساتھ بیٹھے اپنے مجازی خدا سے آنکھیں نہیں ملا پائی تھی۔دل گھٹ رہا تھا لیکن سب ٹھیک ہو جائے گا۔اس کا شوہر اسے محبت دے گا۔

سو اپنا اپنا راستہ

ہنسی خوشی بدل لیا

وہ اپنی راہ چل پڑی

میں اپنی راہ چل دیا

طمانچے کا نشان اس کے گال پر واضح تھا۔زندگی کا پہلا تھپڑ۔شوہر کا تھپڑ۔وہ سُن رہ گئی۔پھر وہ ہر بار سُن رہ جاتی۔کیا شوہر یونہی کرتا ہے؟کیا شوہر ایسا ہی ہوتا ہے۔۔۔۔

نہ عاشقی جنوں کی

کہ زندگی خراب ہو

نہ اس قدر کٹھور پن

کہ دوستی خراب ہو

خوف جیسی شے عنقا تھی۔وہ گھر کا رخ کیے پھٹے پرانے کپڑوں پر چادر لپیٹے سڑک پر چلتی جا رہی تھی۔

"بے غیرت فاحشہ عورت، تجھے طلاق دیتا ہوں طلاق طلاق طلاق۔۔۔"

کبھی تو بات بھی خفی

کبھی سکوت بھی سخن

کبھی تو کشت زعفران

کبھی اداسیوں کا بن

تائی امی اور مائیں کی باتیں نوکیلے ہزے کی طرح چبھ رہی تھیں۔وہ بالکونی میں بیٹھی تھی لیکن سپاٹ رہی۔پھر اٹھ کر اندر آئی۔دھنسی ہوئی آنکھیں۔

اس نے یہ دھنسی آنکھیں بستر میں دھنسا دیں۔

اکیلی عورت نہیں ہے وہ۔اسی فیصد عورتوں کے ساتھ تشدد ہوتا ہے لیکن" وہ جھیلتی ہیں۔ طلاق کا دھبہ نہیں لگواتیں۔ طلاق ہو بھی جائے تو زندگی ختم نہیں ہوئی۔ بچے پیدا کر سکتی ہے ناں؟ عورت تو ہے ناں؟ تو آگے بڑھاؤ کام۔ "شادی کرو ناں اس کی۔

وہ پردے کے پیچھے بیٹھی چپ چاپ سنتی رہی۔ جھیلنا۔۔۔بس جھیلنا۔۔۔۔

کوئی بھی رت ہو اس کی چھب

فضا کا رنگ روپ تھی

وہ گرمیوں کی چھاؤں تھی

وہ سردیوں کی دھوپ تھی

لائٹز لگا کر عورت ہٹی تو وہ خود کو آئینے میں دیکھتی رہ گئی۔ دلہن۔ وہ پھر دلہن بنی بیٹھی تھی۔احساسات عنقا تھے لیکن نگاہوں میں طاقت تھی۔ وہ خود کو دیکھ رہی تھی اور پھر سب دھندلا پڑنے لگا۔ وہ رو پڑتی تو سب خراب ہو جاتا۔ اسے بس رونا نہیں تھا۔

رونے سے کسی کا کچھ نہیں بگڑتا تھا۔

شجر ہجر نہیں کہ ہم

ہمیشہ پا بہ گل رہیں

نہ ڈھور ہیں کہ رسیاں

گلے میں مستقل رہیں

آدم مراد نے اچانک اسے بانہوں میں بھینچا۔ گلاس ماہ پارہ کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین بوس ہوا۔ کرچیاں اڑ گئیں۔ آدم نے بیک وقت اسے عقب میں کھیلنا:

"ہاتھوں میں سوراخ ہیں یا مجھ سے کوئی تکلیف ہے۔"

کیا وہ اس پر ہاتھ اٹھائے گا؟ کیا وہ تھپڑ مارے گا؟ وہ خوفزدہ تھی اور خوفزدہ ہی رہی تھی۔

محبتوں کی وسعتیں

ہمارے دست و پا میں ہیں

بس ایک درسے وسعتیں

سگان باوفا میں ہیں

آدم نے اس کے بال ہٹا کر گال پر لب رکھے اور ٹیبلیٹ میز پر سے اٹھا کر لابی میں اتر گیا۔ماہ۔پارہ ساکت کھڑی رہی۔رخسار لال ہوا۔اس نے شاک کی حالت میں دو انگلیاں اٹھائیں اور گال پر رکھیں۔بیک وقت دونوں گال بھیگ گ ئے۔آنسو آنکھوں پر بہتے چلے گ ئے۔لیکن اب دیر ہو چکی تھی۔اس کا فون بج اٹھا تھا۔

فلک کامران اس کا منتظر تھا۔

'لنچ پر چلتے ہیں۔'

وہ جو کبھی کہہ گیا تھا کہ وہ پیار کرتا ہے لیکن اقرار نہیں کر سکتا، وہ اب پیار بھی کر رہا تھا اور اقرار بھی۔وہ تو نکاح بھی کر رہا تھا۔

بس ماہ پارہ کی ہاں کا وقت آن پہنچا تھا۔

بھلی کی ایک شکل تھی

بھلی کی اس کی دوستی

اب اس کی یادرات دن

نہیں مگر کبھی کبھی

"لیکن جب وہ سامنے آیا تو آپ کو کتنا کچھ کرنے پر مجبور کر دیا۔'

:احد مرزا نے لب بھینچے۔ مریم نے ہولے سے سر اٹھایا

"جیسے مریم سامنے آئی تو آپ کتنا کچھ کرنے پر مجبور ہو گ ئے۔"

مریم کا نام مت لو۔" اس نے بھینچی مٹھیوں جو سخت کیا۔ ماہ پارہ کی آنکھوں"

:میں خلا نظر آیا

مجھے۔۔۔پر سزا قبول ہے۔ کیونکہ۔۔۔۔ کیونکہ کچھ برا نہیں اور۔۔۔اور"

"کچھ برا نہیں ہے۔۔۔

اس کی آنکھیں پھر تر ہونے کے قریب تھیں۔ احد مرزا نے چپکے سے کپ

اس کے سامنے کر دیا۔

"پی جاؤ۔"

وہ چائے نہیں ہو سکتی تھی۔وہ سیاہ مائل تھی۔ماہ پارہ کی آنکھوں میں دھند نظر آئی۔

آپ بھی جانتی ہیں آپ زندہ رہنے کے قابل نہیں ہیں۔پی جائیں ماہ پارہ۔"

"یہ ابھی کچھ گھنٹوں بعد اثر کرے گا۔پی جائیں۔

اور ماہ پارہ اسد نے چپکے سے کہ اٹھایا، لبوں سے لگایا اور پی لیا تھا۔

' عشق پا کے۔۔۔ عشق کھو دیا'

ماحن کی آنکھوں میں حیرت تھی جواب عنقا ہو رہی تھی۔

سامنے بیٹھی ماہ پارہ بدلہ ہوئی تھی۔اس کے بال پونی کی صورت میں بندھے تھے، لباس صاف تھا، دوپٹہ گلے میں مفلر کی صورت میں لپیٹا تھا۔آنکھوں کو نکھارنے کے لیے کاجل لگایا تھا۔

وہ اچھی لگ رہی تھی۔

"تو آپ واقعی جا رہی ہیں۔"

وہ ویٹنگ ایریا میں بیٹھے تھے۔ ماحن اس کے عجلت میں لیے فیصلے پر متذبذب تھا لیکن ماہ پارہ مطمئن تھی۔

"سب کی بہتری اسی میں ہے۔"،

"آپ آدم پر بھروسہ کر رہی ہیں۔"

اسی پر تو بھروسہ نہیں کر رہی ہوں۔" نمی اندر ہی گھل گئی۔ پھر وہ چہکی۔"

گہری سانس لی۔

"تم مجھے کال تو کرو گے ناں۔"

ماحن مسکرایا۔ کندھے اچکا دیے۔

"آپ اٹھائیں گی تو یقیناً کروں گا، باجی۔"

ماہ پارہ نے سر ہلا دیا۔ ماحن اسے دیکھ رہا تھا

: ماہ باجی۔ "اس نے ماہ پارہ کے ہاتھ تھام لیے"

"آپ ایسے ہی مسکراتی رہا کریں ماہ باجی۔"

اس نے کپ خالی کر کے میز پر دھر دیا۔

احد مرزا اسے دیکھتا رہا۔

پھر ہولے سے ہاتھ جیب میں گیا۔ باہر آیا تو پُڑیا اس کے ہاتھ میں تھی جو اس نے میز پر دھر دی۔ یہ بھری ہوئی تھی اور احد مرزا نے کندھے اچکا دیے۔

"میں قاتل نہیں ہوں ماہ پارہ۔"

اس نے بدقت آنکھوں میں اترتی نمی کو روکا۔ یہ وہ پل تھا جب وہ اپنے انتقام کی آگ بجھا سکتا تھا لیکن کوشش کا فایدہ کیا تھا۔

اگر تمہیں تکلیف پہنچا کر میری مریم کی تکلیف کم ہو سکتی تو میں تمہیں تڑپا" تڑپا کر مار دیتا ماہ پارہ اسد۔" اس نے بے چارگی سے کندھے اچکائے:

لیکن تمہیں تکلیف دینے کا فائدہ، زہر دینے کا فائدہ۔ تم آل ریڈی زہر میں"
مبتلا ہو۔ ایک عرصہ سے تکلیف سہہ رہی ہو۔ میں تمہیں اور کیا تکلیف
"دوں۔

ماہ پارہ کو یقین نہیں تھا۔ کپ اس کے حلق میں خالی ہو گیا تھا۔ لیکن زہر کی پڑیا
تو بھری میز پر رکھی تھی۔

: تمہیں موت سے ڈر نہیں لگتا ماہ پارہ۔" احد مرزا نے سر جھٹکا تھا"
موت تو کچھ بھی نہیں۔ ہاتھ پھیلائے محبت کی بھیک مانگتے لوگ جو تہی"
"دامن رہے، موت تو وہ ہے، ڈر تو اس موت سے لگتا ہے۔
فلک نفرت کرتا ہے مجھ سے۔" اس کے حلق سے آواز نکلی تو مردگی کا تاثر"
: تھا
یہ درد موت ہے۔ وہ مجھ سے میری وجہ سے نفرت کرتا ہے۔ یہ گلٹ"
".موت ہے

ماہ پارہ۔"احد مرزا نے بے چین ہو کر کہا۔اس نے ٹیک ہٹائی اور دونوں"
:کہنیاں میز پر ٹکائیں
"تم چلی جاؤ یہاں سے۔نکل جاؤ۔"
میں گھر نہیں جا سکتی۔میرا اب کوئی گھر نہیں ہے۔"ماہ پارہ کی آنکھوں میں"
:آنسو تھے
فلک مجھے کبھی نہیں اپنائے گا۔نہ اپنایا جا سکتا ہے۔آدم مجھے مار دے گا۔"
ماحن مجھ سے نفرت کرے گا۔میرا گھر نہیں ہے ڈاکٹر مجھے۔۔۔مجھے مر ہی
جانا چاہیے۔یہ جو۔۔۔یہ جو پھانس ہے ناں۔۔۔"اس نے سینے پر ہاتھ
:رکھا۔م
"مجھے اس سے نجات چاہیے۔مجھے معافی چاہیے۔مجھے سکون چاہیے۔"
"تمہارا بھائی آج دوپہر تمہیں لینے آئے گا۔تم اس کے ساتھ جاؤ گی۔"
وہ سنجیدہ تھا۔ماہ پارہ نے سر اٹھایا۔

ماحن مجھے آدم کو سونپ دے گا۔ جیسے پہلے سونپ دیا تھا۔ نہیں، ماحن کے "
"پاس نہیں، آدم کے پاس نہیں۔۔۔
میری مریم سے دور چلی جانا ماہ پارہ۔ مجھ سے دور چلی جانا۔ تم مجھے نظر مت "
"انا۔ میری سامنے کبھی مت آنا۔
"مجھے ماحن کے ساتھ نہیں جانا۔ مجھے آدم کے پاس بھی نہیں جانا۔"
"وہ دوپہر میں آجائے گا۔ تم یہاں اس کا انتظار کر سکتی ہو۔"
احد مرزا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ ماہ پارہ کا سر نفی میں جلا، ہلتا گیا۔
"وہ مجھے آدم کو سونپ دے گا۔ مجھے آدم کے پاس نہیں۔۔۔"
وہ آئے گا ماہ پارہ اور تم اس کے ساتھ اس پاگل خانے سے نکلو گی۔ تمہیں "
نکلنا ہی ہو گا۔ تمہیں موت دینا میرے ہاتھ میں نہیں، سزا دینا مجھ پر جائز
نہیں لیکن میں سزا دے سکتا ہوں۔ تو نارمل ہونا۔ یہی سزا ہے تمہاری۔
شدید دکھ میں بھی نارمل رہنے کی کوشش کرنا۔ یہی قسمت ہے اب
"تمہاری۔

احد مرزا نے دور سے دیکھا۔ شیشے کے اس پار ریسیپشن پر ماحن اسد کھڑا تھا۔ وہ ماہ پارہ سے ملاقات کی غرض سے آیا تھا۔ احد مرزا نے گھڑی دیکھی۔ ہاں دو بج گئے تھے۔

"الوداع ماہ پارہ۔"

نہیں، نہیں۔۔۔" ماہ پارہ نے دونوں ہاتھوں سے اس کی کلائی تھام لی۔ وہ" :خوفزدہ تھی۔ سر نفی میں ہلا رہی تھی

"آدم مجھے مار دے گا۔۔۔"

اور تبھی پچھلی جانب الارم زور سے بجا۔ پھر دوسری جانب کا الارم بجا۔ گارڈز چونک گئے۔ احد مرزا نے ادھر ادھر دیکھا۔ بتیاں سب پل بھر میں گل ہو گئیں۔ چیخوں کی آواز بلند ہوئیں۔

ماہ پارہ۔۔۔" احد مرزا نے اندھیرے میں اس کی کلائی مضبوطی سے تھامی" لیکن یہ تو کسی کا سخت بازو تھا۔

جواباً اس مرد نے احد مرزا کو ہی کھینچا اور اندھیرے میں گھسیٹتا لے گیا۔

مریم نے چوتھی بار فون ملایا۔

اب بھی نمبر مصروف ملا تو مریم کی پیشانی پر بل پڑے۔دوپہر کے تین بجے کا لنچ کا پروگرام تھا۔اب تو پانچ بجنے کو تھے۔

"سنان۔انس کو چھے بجے اکیڈمی سے بھی پک کرنا ہے۔"

نمبر بند تھا۔مریم نے ناچار ڈرائیور کو کہہ کر انس کو اکیڈمی سے گھر منگوایا۔

"سنان احد مرزا فیکٹری میں مصروف ہیں کیا؟"

:اس نے فیکٹری کی لینڈ لائن پر کال ملائی۔سیکرٹری نے نفی کی تھی

"وہ تو معمول کے مطابق گیارہ بجے فیکٹری سے نکل گئے تھے۔"

اور معمول کے مطابق فیکٹری سے گیارہ بجے نکل کر وہ کہاں جاتے ہیں۔""

مریم کو عجیب سا لگا۔

معلوم تو نہیں لیکن پرسوں وہ ازائیلم گئے تھے۔شاید آج بھی وہیں"

"گئے ہوں۔کچھ تصدیق سے نہیں کہہ سکتا مین۔

مریم رضا کا چہرہ زرد ہوا تھا۔وہ سپاٹ رہی اور چپ چاپ ریسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

ماحن نے کچھ سوچتے ہوئے ایپرن اتارا۔اس نے ماہ پارہ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس ہفتے ملنے ضرور آئے گا۔اسے ازائیلم جانا ہی تھا۔یہ کرسمس سے پچھلا دن تھا سو ریستوران پر معمول سے زیادہ رش تھا لیکن اسے لنچ بریک میں نکلنا ہی تھا۔

وہ ریسیپشن پر کھڑا تھا جب بتیاں گل ہوئیں اور مریض بے ہنگم انداز میں چیخنے لگیں۔

"بس لوڈشیڈنگ ہے۔چیخنا بند کرو۔"

گارڈز ان کو ڈپٹنے لگا۔ماحن بھی مطمئن ہو گیا۔لائٹ آئی۔اس نے مرئضہ کا نام لکھوایا۔کچھ دیر مرئضہ کے کیبن تک جانے میں لگی اور پھر گارڈ کی رنگت فق ہو گئی۔

ماہ پارہ۔ماہ پارہ اسد۔" کیبن بھی خالی تھا اور لابی میں موجود دو کرسیوں پر"
آمنے سامنے بیٹھے افراد بھی غائب تھے۔
میری بہن کہاہے ؟"ماحن کا دماغ گھوم گیا۔گارڈز گنگ تھے۔کوئی لائٹوں"
کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کر کے ان کی کڑی سیکورٹی کے نیچے سے ایک مریضہ
نکال لے گیا۔
:ان سے ملاقات کے لیے۔۔۔۔"گارڈاور ریسیپشن متفق تھے"
"ڈاکٹر آتاہے۔احد مرزا۔سنان احد مرزا۔"
"کب سے ؟"
".کافی عرصے سے"
ماحن دم بخود رہ گیا۔اسے کیوں لگ رہا تھا کہ وہ اس آدمی کو جانتا تھا۔

ماہ پارہ نے دھندلی نگاہوں میں دیکھا۔

وہ احد مرزا تھا جو زمین پر دوزانو بیٹھا تھا اور سامنے کھڑا مرد اس پر برابر چلا رہا تھا۔

"میں نے کہا تھا ناں۔۔۔میں نے کہا تھا ناں اس سے دور رہنا ہے۔"

آدم۔"وہ اس مرد کو پہچانتی تھی۔وہ فرش پر گھسیٹنے لگی۔دور کھسکنے لگی۔"

آدم دیکھ کر اس کی جانب بڑھا۔اس کے قریب پہنچا۔

آدم۔۔۔"وہ انتہائی خوفزدہ تھی۔آدم دونوں بازو فرش پر اس کے دائیں"

: بائیں رکھ کر اس کے زمانے بیٹھا

"کیوں پاگل بنتی پھر رہی ہو مون۔کیوں سب کا حساب لے رہی ہو؟"

فائل ہے۔"عقب سے Restraing order تمہارے خلاف"

: احد مرزا کی آواز آئی

"اس سے چھے فٹ کے فاصلے پر نہیں رہے تو۔۔۔"

تمہارا خوف پی جاؤں گا میں۔"وہ قہر آلود تھا۔احد مرزا کا گریبان تھاما اور"

: اسے دیوار سے جوڑا

تمہاری بیوی کے بچے اب فلک کے بچے نہیں ہیں۔ تمہارے بچے ہیں وہ۔"

"ان کی زندگی تمہیں پیاری ہے کہ نہیں۔۔۔

تمہاری بیٹی چھے سال کی ہے اور بہت پیاری ہے۔ تمہیں اس کی جان"

"عزیز۔۔۔

آدم مراد کا طمانچہ اس کا ہونٹ پھاڑ گیا۔ وہ بے اختیار کھانسا اور اوندھا گرا۔ ماہ پارہ سہم کر ہٹی۔ اس کا سر نفی میں ہل رہا تھا۔

:تم۔۔۔"آدم مراد اب اس کی طرف انگلی اٹھا کر کہہ رہا تھا"

تم پاگل نہیں ہو سمجھیں۔ تم دوبارہ اس پاگل خانے میں قدم نہیں رکھو"

گی۔ تم دوبارہ اپنی زبان سے فلک کا نام نہیں لو گی۔ تم اب ایک آنسو نہیں

"بہاؤ گی اور تم یہ سر جھکا کر ڈرنا چھوڑ دو گی۔

وہ مزید ڈرتی جا رہی تھی۔ کھسک کر دیوار سے جا لگی تھی۔ آدم عجیب غصے میں تھا۔ وہ کئی عرصے کا چڑا ہوا، جھلایا ہوا اور کملایا ہوا تھا۔

تمہیں سمجھ نہیں آرہا میں کیا کہہ رہا ہوں۔"اس نے ماہ پارہ کو کندھوں سے"
پکڑ کر جھنجھوڑا۔ماہ پارہ کے دونوں ہاتھ خود بخود جڑ گ ئے۔سر نفی میں ہلنے
لگا۔دو آنسو آنکھ سے نکلے اور گال پر پھیل گ ئے۔اس نے کچھ کہنے کے لیے
لب کھولے لیکن آنکھیں بے اختیار پھیل گئیں۔

احد مرزا نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔ماہ پارہ اسے کیوں دیکھ رہی تھی۔آدم
مراد نے بھی پلٹ کر دیکھا۔دیکھ کر تاثرات عجیب سے ہو گ ئے۔احد مرزا
نے بھی گھوم کر دیکھا اور پھر پتھر کا ہو گیا۔

مریم رضا اس متروک بنگلے کے گیراج کے باہر فینس کے اس جانب کھڑی
تھی۔

:تم۔۔۔"وہ دوڑ کر آگے آیا۔مریم عین گیراج میں کھڑی تھی"

"مریم۔۔۔تم یہاں کیوں۔۔۔"

:مریم نے کچھ کہے سنے بغیر فون لہرایا۔سپاٹ نگاہیں ہنوز سنان پر جمی تھیں

"تمہارا فون بند تھا۔از ئیلم سے ملا۔سو تمہاری واچ سے لوکیشن پتا کی۔"

وہ سب جان چکی تھی۔سنان کی نگاہیں بے اختیار جھکیں۔اس کا نچلا ہونٹ پھٹا ہوا تھا۔خون ابھی تازہ تھا۔مریم کی نظریں اس پر سے ہٹیں اور آدم سے ہوتی ہوئیں ماہ پارہ پر ٹکیں۔

ہسپتال کے کھلے میلے سفید سوٹ میں وہ الجھے بال لیے ڈری سہمی آنسوؤں اور خوف میں گھری لڑکی ماہ پارہ اسد تھی کیا؟

اس کی نظروں کے سامنے لان کا منظر گھوما۔سفید پشواز پہنے،سیاہ بال کمر پر گرائے،لال لبوں کو مسلتے،آنکھیں گھماتے وہ حور سی عورت جسے فلک کامران ساتھ لگا کر آگے بڑھ رہا تھا۔

مریم رضا کے لب لرزے۔اس نے نگاہیں ہٹالیں اور سنان کو دیکھا:

گھر وقت پر آجانا۔میں انتظار نہ کرتی رہ جاؤں۔"ہولے سے کہہ کر وہ پلٹ"

گئی۔سنان کا سر مزید جھک گیا:

"مریم۔میری بات سنو۔۔۔"

:تم نے میری بات نہیں سنی سنان۔" وہ کہہ ہی گزری"

میں نے کہا چھوڑ دو، جانے دو۔ میرا شوہر اگر کسی دوسری عورت سے محبت" کرتا ہے اور اسے بیوی بناتا ہے تو یہ اس عورت کا قصور ہو سکتا ہے۔ اسے اگر لگتا ہے کہ اس کا شوہر مجھے اس سے زیادہ چاہتا ہے تو یہ اس کا قصور ہو سکتا ہے۔ اگر وہ میرے شوہر کو مجھ سے دور کرنے کے لیے چالیں چلتی ہے اور مجھے تکلیف پہنچاتی ہے تو یہ اس کا قصور ہو سکتا ہے۔ لیکن مجھے کسی کو قصوروار نہیں ٹھہرانا سنان۔ مجھے کسی کو سزا نہیں دینی۔ مجھے کسی ستم کا بدلہ نہیں لینا "سنان۔

:اس نے تمہیں کیا بنا دیا مریم۔۔۔" وہ پھٹ پڑا تھا"

اپنی حالت دیکھو اور سوچو کہ اس نے تمہیں تمہاری محبت سے علیحدہ کر کے" "معذور کر دیا۔

اس کی حالت دیکھو، سنان۔۔۔" مریم نے ماہ پارہ کی جانب اشارہ کیا لیکن" :آنکھیں سنان پر گڑی تھیں

"تم نے اسے اس کی محبت سے علیحدہ کر کے معذور کر دیا۔"

سنان احد مرزا کی آنکھیں مریم پر گڑھی رہ گئی تھیں۔ کیا وہ جانتی تھی؟ کیا وہ سب جانتی تھی۔

"مجھے پتا تھا تم میرے لیے کیا کچھ کر رہے تھے۔ مجھے پتا ہے تم اب بھی کیا کچھ کر رہے ہو۔ تم یہ سب کیوں کر رہے ہو سنان۔ میرے مکتوب میں میری بربادی لکھی تھی تو جو ہونا تھا سو ہوا۔ تم نے کسی اور عورت کے مکتوب سے کھیل کر اس کو برباد کیوں کیا سنان۔"

"اس نے تمہیں۔۔۔ معذور کر دیا مریم۔" دو آنسو اس اچھے خاصے مرد کی آنکھوں سے نکلے۔ مریم کے رخسار اپنے آنسوؤں سے تر ہو گئے:

"مت احساس دلاؤ مجھے۔" اس نے دونوں ہاتھ جوڑ دیے:

"میں جو چیز محسوس کرنے سے گریز کرتی ہوں تم وہ محسوس مت کراؤ۔"

مریم میرا وہ مطلب نہیں۔۔۔"وہ ایک قدم آگے بڑھا لیکن مریم رضا" گھٹنوں پر گر گئی تھی۔وہ اب رو رہی تھی،ہاتھ جوڑ کر اس نے سر پر رکھے ہوئے تھے:

"میں کسی کام کی نہیں رہی سنان۔میں تمہیں آرام نہیں دے سکتی، تمہیں کوئی بچہ نہیں دے سکتی۔تم مجھے دیکھتے ہو تو تمہیں راحت کی بجائے تکلیف ہی ہوتی ہے لیکن جان لو، میں ٹھیک نہیں ہو سکتی۔مجھے میڈیکیشن نہیں چاہیے۔مجھے ہمدردی نہیں چاہیے۔میں اپنی پوری کوشش کر سکتی ہوں سنان۔اپنی تکلیف چھپانے کی،داغ نہاں کرنے کی، تمہیں خوبصورت نظر آنے کی، یہاں تک کہ میں۔۔۔میں پوری کوشش کروں گی تمہاری بیوی بننے کی،ہر کوشش کروں گی تمہیں۔۔۔"

"مریم مجھے تم سے کچھ نہیں چاہیے۔"وہ ہار گیا تھا۔

"کیونکہ میں دینے کے قابل نہیں؟"وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔سنان بے اختیار گھٹنوں پر بیٹھا۔مریم رضا نے چہرہ ہاتھوں میں چھپا لیا۔

"میں۔۔۔میں۔۔۔"

میں تم سے پیار کرتا ہوں مریم۔"اس نے سر مریم کی گود میں رکھ کر" دونوں ہاتھ باندھے اور سر پر رکھے۔مریم محسوس مت سکتی تھی اس کا دامن گیلا ہوتا جا رہا تھا۔

"میں سب۔۔۔سب تمہارے لیے کر رہا تھا۔"

دیوار کے ساتھ بیٹھی ماہ پارہ نے بے اختیار سر سر اٹھایا۔

میں نے سب۔۔۔سب تمہارے لیے کیا مریم۔"اس کی ہچکیاں یہاں" :تک سنائی دے رہی تھیں

مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔ تمہیں تکلیف میں۔۔۔دیکھا نہیں جاتا۔"

تمہیں نہیں پتا مریم۔یہ گلٹ کہ۔۔۔میں تمہیں بچا نہیں سکا۔یہ گلٹ کہ میں نے تمہیں کھو دیا۔کہ میں نے تمہیں۔م حاصل کر لیا لیکن پھر بھی ادھورا کی رہا۔یہ گلٹ کہ۔۔۔کہ میں نے تمہارے ساتھ یہ سب ہو لینے دیا۔"

ماہ پارہ کی آنکھوں۔سب خود خود آنسو بہنے لگے تھے۔آدم مراد نے اسے دیکھا۔وہ دونوں ہاتھ زمین پر رکھے بری طرح کانپ رہی تھی۔وہ اپنے ضمیر کی آواز سن رہی تھی۔ ضمیر جو کہہ رہا تھا،اسے سن کر بلک رہی تھی :

"یہ گلٹ کہ۔۔۔تم نے ساری دنیا سے کٹ کر جس شخص کو چُنا وہ غلط فیصلہ رہا۔کہ تم نے جس شخص سے انتہا کی محبت کی وہ پرپر خلوص نہیں نکلا۔کہ تم نے جس مرد کی نظروں میں ہمیشہ محبت کا منبع بننا چاہا،اس کی نظروں میں خود کو نفرت کے قابل بنا دیا۔کہ جس شخص کی نظروں میں رہنا خواب تھا،اسے خود سے دور کر دیا۔یہ گلٹ کہ۔۔۔تم نے محبت کو پایا اور۔۔۔پا کر کھو دیا۔۔۔"

ماہ پارہ۔۔۔"آدم نے بہت ہولے سے کہا۔"

مجھے معاف کر دو۔"ماہ پارہ کا بدن مرتعش تھا۔وہ آدم سے مخاطب نہیں تھی۔وہ سر مریم کی گود میں رکھے ہچکیاں لیتے سنان سے مخاطب نہیں تھی۔

وہ شاید مریم رضا سے بھی مخاطب نہیں تھی۔وہ خود سے مخاطب تھی۔وہ ماہ پارہ سے مخاطب تھی۔

"مجھے معاف کر دینا۔"

آئی لو یو مریم۔"سنان نے اپنے جڑے ہاتھ بلند کیے تھو مریم کی تھوڑی کو" چھونے لگے۔وہ تر تھی۔سب آنسوؤں میں ڈوب رہا تھا۔

میں نے دن میں کچھ نہیں کھایا۔لنچ بھی چھوٹ گیا،ڈنر بھی رہ گیا۔مجھے کچھ "کھانا ہے۔بیت بھوک لگی ہے۔

وہ ابھی تلک رو رہی تھی۔سنان نے بے اختیار اس کی گود سے سر اٹھا کر چہرہ مسلا۔

"اوہ،میں بھی بے وقوف ہوں۔لنچ مِس کر دیا۔"

مریم آنسوؤں میں ہی ہنسی۔قطرے ابھی تک چہرے پر کھیل رہے تھے۔

پہلے منچورین آرڈر کرنے لگی تھی لیکن سوچا تمہارے آتے تک ٹھنڈا ہو" جائے گا۔تو آرڈر نہیں کیا۔اچھا ہوا ناں نہ کیا۔

:ہاں اب کچھ اور آرڈر کریں گے۔"اس نے مریم کے دونوں ہاتھ تھامے"

"اٹھو۔یہاں زمین سے ٹھنڈ چڑھ جائے گی۔اٹھو چلتے ہیں۔"

خون اس کے لبوں سے رس رس کر جم گیا تھا۔مریم کو تھام کر وہ اب گیراج سے نکل رہا تھا۔دو سائے دور جا رہے تھے۔وہ ماہ پارہ کی نظروں میں تھے۔ اس کی دھندلی بصارت میں گم ہو رہے تھے۔

مون۔"آدم اس سے بہت دور گھٹنوں پر بیٹھ گیا تھا۔ماہ پارہ کی آنسو بہاتی"

:نگاہیں گیراج سے باہر اندھیرے میں ہی رہی تھیں

"مجھے مر جانا چاہیے، آدم۔"

ہر غلطی کی سزا موت ہوتی تو دنیا کی نصف آبادی ہر لمحے موت کے گھاٹ"

اترتی۔"اس نے کہہ کر کندھے اچکائے۔ماہ پارہ کے وہی تاثر تھے۔

"میرا کردار، میرا پیار۔۔۔کچھ بھی تو نہیں ہے۔"

تم خود تو ہو ناں۔"اس کا لہجہ نرم تھا۔"

میں سب برباد کر دیتی ہوں۔"اس کے ارد گرد بھی گہرا اندھیرا تھا۔"

"سب صحیح بھی تو کوئی نہیں کرتا۔"

میرے لیے یہاں جگہ نہیں ہے۔یہاں کہیں جگہ نہیں ہے۔سب میرے" بغیر مکمل ہیں۔(آدم کا رنگ سیاہ ہوا تھا)ماحن،ماہین،مریم۔۔۔فلک(ماہ پارہ کی آنکھیں چھلکیں)۔میں ان کی زندگی میں کانٹا ہوں۔صرف ایک

"کانٹا۔

آدم اس بار کچھ نہیں کہہ سکا۔ماہ پارہ نے دیوار چھوڑی۔وہ اب آدم کو دیکھ رہی تھی۔

"آدم۔۔"

آدم مراد اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"حکم؟؟؟"

"تم مجھے۔۔۔کچھ پیسے ادھار دے سکتے ہو؟"

آدم نے نا مسکھی سے اسے دیکھا۔

میں یہاں سے جانا چاہتی ہوں۔ کسی دوسرے شہر۔ بہتر ہے کسی دوسرے"
ملک۔ میں کہیں دور چلی جاؤں گی۔ کسی کو نظر نہیں آؤں گی۔ شاید اس تگ و
دو میں مر بھی جاؤں۔ لیکن تمہارے یہ پیسے ضرور لوٹا دوں گی۔ کیا تم

"بس۔۔۔ بس تھوڑے دے پیسے۔۔۔

آدم نے شدید الجھن کے عالم میں گردن کو ناخنوں سے کھرچا۔

شٹ اپ۔۔" وہ اس آہستگی سے بولا کہ ماہ پارہ سن نہیں سکی۔"

میں اگر وہاں کوئی کام کر سکی اور جلدی سیٹل ہو گئی تو تمہارے پیسے جلد"

"سے جلد لوٹانے۔۔۔

"اور کیا کیا لوٹانا ہے تم نے، وہ یاد ہے؟"

ماہ پارہ سمجھ نہیں سکی۔ آدم مراد نے ہونٹوں پر زبان پھیری۔

"تمہارے بغیر سب۔۔۔ مکمل ہیں ناں؟ آدم مکمل ہے ناں۔"

:آدم۔ "ماہ پارہ نے نفی میں سر ہلایا۔ آدم مراد نے بات کاٹ دی"

"مجھ سے نکاح کر لو مون۔"

آدم "ماہ پارہ کا سر نفی میں ہلا۔"

ہم مل کر سب سے گزر جائیں گے۔ ہم سب کا سامنا کر لیں گے۔ میں "

"تمہیں ہر الزام سے بری کرا لوں گا۔ بس ایک بار تم میرے پاس۔۔۔

میں کسی الزام سے بری نہیں ہو سکتی۔" وہ بے ادبی کے عالم میں گویا ہوئی، "

: بری بڑی آنکھوں میں قطرے تھے

ماہ پارہ آدم مراد کی بیوی۔ طلاق لی، فلک کامران سے نکاح کیا، اس کی "

بیوی۔ پھر طلاق ہوئی۔ کیا اب پھر آدم مراد کی بیوی؟ یہ کردار ہے اس کا۔ یہ

: کردار ہے۔۔۔ "آنسو دوبارہ گالوں پر بہہ نکلے

مجھ پر لگے الزام بے بنیاد نہیں۔ میں ان سے بری نہیں ہو سکتی۔ ان کی سزا"

بھی نہیں جھیل سکتی۔ بس مجھے ان سے دور جانا ہے۔ میں دور جانے دو

"آدم۔

مون آئی۔۔۔ "وہ کچھ کہنے سے ہچکچایا۔ آنکھیں جھک گئیں۔"

"آدم۔ میری ہیلپ۔۔۔"

:ہاں کروں گا۔" وہ ہنسا۔آنکھوں میں کچھ چمکا"

ہاں آدم مدد کرے گا۔وہ کر سکتا ہے۔"اس نے دوبارہ کندھے اچکائے۔وہ"
بے زار تھا۔ نظر آرہا تھا کہ وہ بے چین تھا۔لب کاٹے۔دوبارہ کندھے
اچکائے۔

سنو تم۔۔۔"پلٹ کر وہ دوبارہ اس کے قریب آیا اور اس کے عین سامنے"

:بیٹھا

تمہیں کوئی چھو بھی نہیں سکتا سمجھی۔اب نہیں۔میں ہوں اور میں تمہیں"
بچاؤں گا چاہے تم کہیں بھی ہو۔پتا ہے اب۔۔۔"اس نے دونوں ہاتھوں
:سے ماہ پارہ کے بالوں سے ڈھکے کان ڈھانپے

اب میں سختی کروں گا۔ تمہیں کسی بھی فلک کامران کے پاس جانے نہیں"
دوں گا۔تم پر نظر رکھوں گا۔ تمہیں رونے نہیں دوں گا سمجھی تم۔تم نے آخر
"خود کو سمجھ کیا رکھا ہے؟

آدم۔"وہ اس کے احساسات سمجھتی تھی۔آدم جھٹکے سے اٹھا اور گیراج"
کے دروازے تک آیا۔
چلو اٹھو۔کار تک چلیں۔"وہ کار تک چلتا گیا۔پچھلا دروازے کھولا اور سر"
جھکا کر کھڑا ہوا۔
اؤ، بیٹھو۔اور بتا دینا تمہیں کہاں چھوڑوں۔کم از کم ایک رات تک کا وقت تو"
دے سکتی ہو ناں۔مجھے پہلے ویزا اشو کروانا پڑے گا۔پھر تمہارا اکاؤنٹ بنواتے
"ہیں، کیش۔۔۔
آدم۔"وہ کار کے دروازے تک آئی۔کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا تو آدم"
:نے بایاں ہاتھ کھڑا کیا۔وہ مسکرا رہا تھا
I m obliged, I love u، سوری مت کہنا۔شکریہ مت کہنا۔"
یہ سب مت کہنا۔مت کہنا تم مجھے یاد کرو گی یا میری احسان مند رہو گی۔بس
اندر بیٹھ جاؤ۔میرے۔۔۔(وہ مسکراتا جا رہا تھا)میرے صبر کا امتحان مت
"لو۔اندر بیٹھو مون۔

ماہ پارہ کھلے دروازے سے اندر سیٹ پر بیٹھ گئی۔آدم نے ٹھاہ دروازہ بند کیااور بیک وقت آنسو ٹوٹ کر اس کے گال پر بہہ گیا۔اگلے ہی لمحے اس نے وحشیانہ انداز میں اسے صاف کیااور دھم کر کے اگلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

ماہ پارہ نے فرنٹ مرر میں دیکھا۔

:مت دیکھناماہ پارہ۔"وہ کہہ رہا تھا"

بس چپ رہو یہاں تک کہ کسی نہ کسی طرح تمہیں خود سے دور پہنچادوں۔"

بس چپ رہو جیسے تم میرے ساتھ ہو ہی نہیں۔بس مجھے۔۔۔مجھے اسپیس دو۔"

وہ قابو پارہا تھا۔وہ تیز تیز ڈرائیو کر رہا تھا۔

"You don't love her Adam. You don't..."

دل چیخ رہا تھا۔آدم مراد نے لب بھینچ لیے تھے۔ایک طوفان تھا جو اس کے اندر آیا ہوا تھااور اسے اس طوفان سے لڑنا ہی تھا۔

تو وہ آپ کو اپنے خرچے پر اٹلی بھیج رہا ہے؟ آپ اس کا احسان کیوں لے"

"رہی ہیں ماہ پارہ۔ ہم خود مینج کر لیتے۔

ماہ پارہ چپ رہی۔

آپ کا نہیں لگتا۔۔۔ کہ آپ اس کے ساتھ۔۔۔ یونو۔۔۔ خود غرضی کر"

رہی ہیں۔ مطلب۔۔۔" ماحن نے جملہ ادھورا چھوڑا۔ ماہ پارہ لب کاٹتی

رہی۔ پھر اٹھ گئی۔

چلو، فلائیٹ لیٹ نہ ہو جائے۔" ماحن اٹھ گیا۔"

"تم میرے گھر آؤ گے؟ اگر میں نے بلایا تو۔۔۔"

آپ کا نیا گھر گھومنے؟" ماحن ہنسا۔ جہاز کے اندر مسافر چڑھتے جا رہے"

تھے۔

ہاں گھوم لینا لیکن تم۔ آجانا مجھ سے ملنے۔۔۔" وہ لمحہ بھر کو رکی:"

"یا۔۔۔ میرے شوہر سے ملنے۔۔۔"

ماحن ٹھٹکا۔ سُن رہ گیا۔ سر اٹھایا۔ ماہ پارہ کا سر جھکا تھا۔

کون۔۔۔"اس کا دل دھڑکا۔"

"Il Signor Ademo Murayd."

ختم شد

Zubi Novels Zone

اگر آپ ناول پڑھنے کے شوقین ہیں تو ہم آپکے لئے لائے ہے دنیا کا سب سے بڑا
ناولز کا مشہور ویب سائٹ جہاں سے آپ دنیا جہاں کے مزے کے ناولز پڑھ اور
ڈاؤنلوڈ کر سکتے ہے جو ناولز آپکو کہی کسی اور ویب سائٹ سے نہیں ملے گے

ZUBINOVELSZONE.COM 👉 ZNZ.LIFE

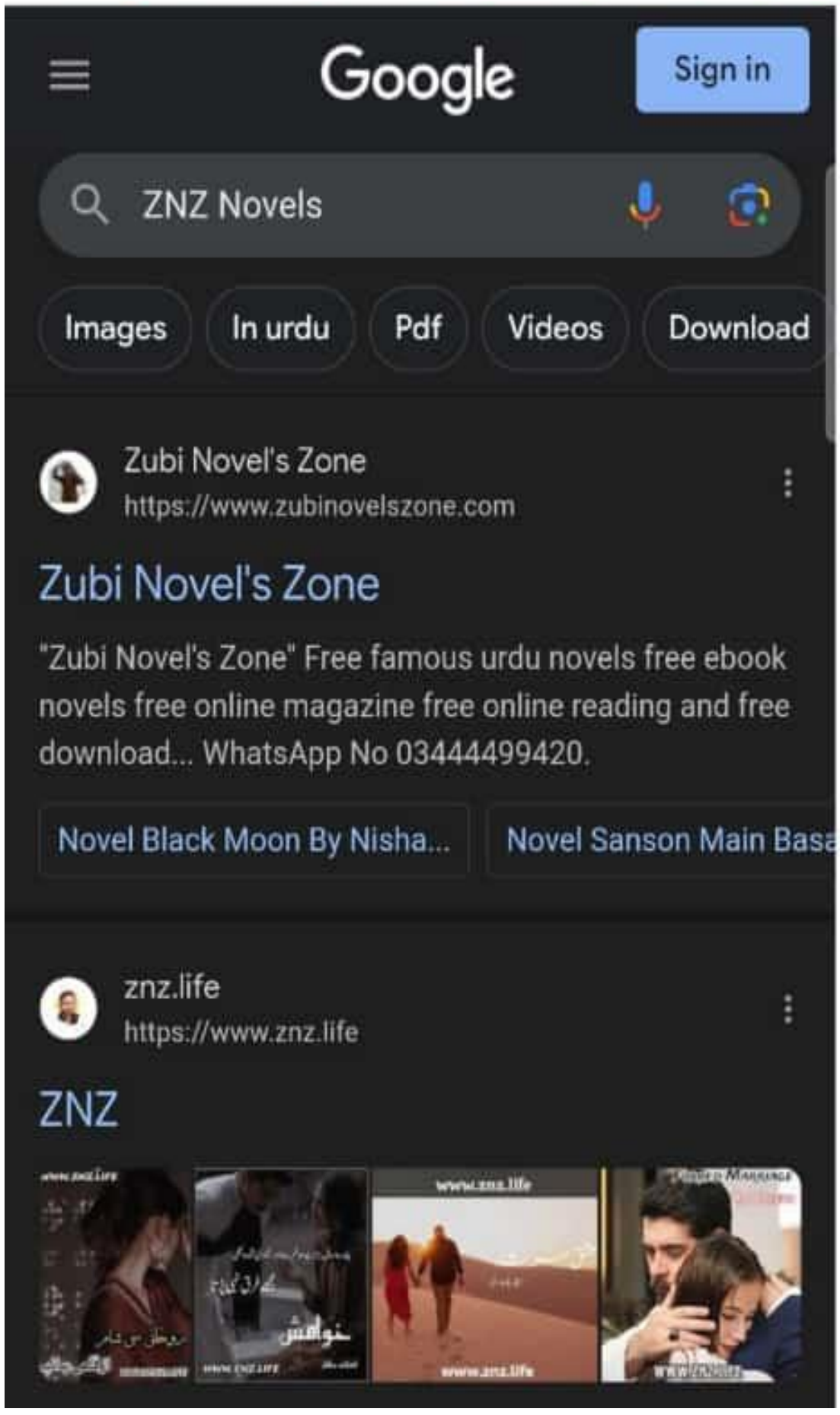

تو دیر کس بات کی ابھی گوگل پر
جائے اور ٹائپ کریں

ZNZ NOVELS

ٹوپ پر دو ویب سائٹ آجائے
گے جسکی سکرین شاٹ آپ
سامنے دیکھ سکتے ہے کوئی بھی
ایک سائٹ وزٹ کریں اور
اپنے پسند کا ناول سرچ کر کے
بآسانی ڈاؤنلوڈ کر کے پڑھ لیں
مذید کے لئے رابطہ کریں

0344 4499420

For Free Ebook Novels Link

https://heylink.me/ZUBI_NOVELS_ZONE

اسلام علیکم !

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا

تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

https://www.zubinovelszone.com

https://www.zubinovelszone.in

https://www.znz.life

آن لائن ویب سائٹ آپکو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں

وہاٹسپپ پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

0344 4499420

https://www.facebook.com/zubairkhanafridi2020

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone

WhatsApp Channel Link

Channel Join Now